الشعراء تلامیذ الرحمٰن

کلیاتِ نظام

یعنی کلام معجز نظام ـ نظام الدولہ منتظم الملک نواب محمد سردار علیخان

بہادر تخت قائم جنگ سابق دیوان ملک مارواڑ موسوم بنام تاریخی اعنی

کلیاتِ دیوان نواب نظام الدولہ بہادر

ماہ دسمبر ۱۸۸۵ء

مطبع نامی منشی نول کشور میں بمقام لکھنؤ طبع ہوا

تقریظ از جانب مطبع

کلیات نظام

اس کلیات کا مشہور نام – **کلیات نظام** – اور تاریخی نام – **کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر** ہے یہ کلیات جناب نظام الدولہ منتظم الملک نواب **محمد مردان علیخان** بہادر تخت قائم جنگ سابق دیوان و وزیر اعظم ملک مارڑواڑ کا ہے –
آپ کے اور تالیف و تصنیف کا نام بھی تاریخی ہے مثلاً –

۱ – تاریخ البلاد – – – – – تاریخ میں
١٢٧٧ھ
۲ – تواریخ راج مارڑواڑ – – تاریخ ملک مارڑواڑ جسکا دارالامارۃ جودہ پور ہے
١٢٩٩ھ
۳ – ظل ناصری – – – – – – علم جفر میں جو بنام شاہ ایران موسوم ہے +
١٢٨١ھ
۴ – غنچہ راگ – – – – – – علم موسیقی میں +
١٢٧٩ھ
۵ – طلسم نظر – – – – – علم مسمریزم میں +
١٢٨٩ھ
۶ – ضبط عشق – – – – – واسوخت مشمولہ کلیات ہذا +
١٢٨١ھ

سوا انکے اور چند کتب زیر تالیف ہیں – ابتدا میں آپ کا تخلص مضطر تھا پھر رعنا اور اب باعتبار خطاب کے **نظام** ہے جو آپ کی رباعی سے ظاہر ہے

رباعی

آغاز سخنوری میں مضطر تھا نام	رعنا تھا شباب شاعری کے ہنگام
ہے زیر نگین جو کشور نظم تو اب	نواب خطاب اور تخلص ہے نظام

تخلص آپ کو نواب میرزا اسد اللہ خان - غالب مرحوم دہلوی سے تھا اور بعد ترتیب کلام کے دبیر الدولہ منشی مظفر علیخان صاحب اسیر لکھنوی نے اصلاح دی - کچھ حصہ آپ کے کلام کا دستیاب ہوا اور ایک مدت سے بسبب کثرت اشتغال منصبی وغیرہ کے کہنا ترک کردیا اور اکثر نظم آپ نے اپنے نام سے مشہور نہین کی جسقدر بہم پہونچا اوسکو دو جلد مین ترتیب و یکبار طبع کیا ہے ٭

جلد دوم متفرقات ہر قسم	جلد اول غزلیات
للمی ساعت	الی اسماعت

شمار مین کل شعر ضمہ لماموں شعر ہین اگر ایک دلچسپ نظم اسمین شامل کیجاتی تو اوسکے ساڑھے تین ہزار شعر ملاکر کل شعر تخمینًا قریب دس ہزار کے ہوتے مگر آپ نے اوسکو مستثنٰی رکھا - کلام عارفانہ اور شاعرانہ و عاشقانہ ہر قسم کا ہے اکثر مضمون بھی عالی اور نئے - زبان شستہ طبیعت مین چوچلا - اور واسوخت کا نیا طرز سب سے نرالا ہے جسکے سات عدد بند ہمعدد رکھتا ہین اور اوسمین پانچ سراپا اور سب نئی صورت کے ہین اور وہ باعتبار حالات شاعرانہ و عاشقانہ کے محض قال ہی قال ہے نہ کہ حال - بقول حضرت (آخر مصرعہ واسوخت بند ۱۸۳ مصرعہ) حال اس قال کو سمجھین نہ مگر دانشمند ٭ فارسی قصیدہ و غزل اور کلام نعت و مناقب وغیرہ بنام مہر نبوت بھی اسی مین شامل ہے جس مطلع ترجیع بند نعت کے صلہ مین اوسی شب کو آپ زیارت تبرکات آن حضرت صلعم سے بعالم رویا مشرف ہوے اوسکو مقبول بارگاہ رسول صلعم کہنا چاہیے اسلیے وہ تبرکا یہان لکھا جاتا ہے ٭ وہو ہذا -

بجسم خلق ہوزان دم کہ جان دمید خدا بختم گوہر پاک تو چون رسید خدا	کسیکہ مظہر ذاتش بود نہ دید خدا خیال زصنعت از جای خود رسید خدا

بصورت تو نگارے نہ آفرید خدا	ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

آپ رئیس مراد آباد کے ہین یہ شہر ملک روہیلکھنڈ مین لطافت آب و ہوا اور مردم خیزی مین مشہور ہے - قوم سے آپ افغان یوسف زئی ہین مگر جدہ آپ کی سیدہ تھین تا سن تمیز آپنے عربی فارسی گھر مین پڑھی زان بعد اکثر سیر کتب کا شغل اور شوق رہتا ہے مزاج مین تحقیق ہے چنانچہ پنجاب مین بعہد ملازمت گورنمنٹ آپ نے چند مفید چیزین نکالین +

۱ - لعاب مصری - - - کوہ مری مین یہ پہاڑ قریب اور سرحد کشمیر پر واقع ہے جہان لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب گرما مین تشریف رکھتے ہین +

۲ - روغن داد - - - جو داد اور اکثر جلدی وغیرہ امراض کیواسطے اکسیر ہے آنرو سے دریاے اٹک سے +

۳ - بنفشہ عمدہ - - - ایضاً ایضاً

۴ - خشک چوب شب چراغ - ایضاً ایضاً

۵ - مومیائی - قریب برسانی ندی رشی نام واقع علاقہ پنڈی کھیب ضلع راول پنڈی سے +

۶ - مومیائی سنگی - - - کنارہ ندی متصل کھوڑہ + ضلع ایضاً - اندرون کوہ سے - (وہ اشیا جو مارواڑ مین تحقیق کیے) +

۷ - سنگ غربال - - - جسکے ظرف مین پانی از خود چھن جاتا ہے خاص جودھ پور سے +

۸ - سنگ طبع - - - جسپر کاغذ چھپ جاتا ہے خاص جودھ پور سے +

۹ - تا ۱۱ کانہاے - - - سرب - مس - آہن - نقرہ - خاص جودھ پور وغیرہ اضلاع مارواڑ سے +

ان معدنیات کی بابت آپ نے جو رباعیان لکھی ہین وہ یہ ہین +

رباعی

آبحیوان بظلمت اسکندر یافت — جمشید بدور سلطنت ساغر یافت
از کندن کوہ کہ بر آید بیکن — اقبال نظام بین کہ کانِ زر یافت

دیگر

ہرکس کہ بہ بحر غوطہ زد گوہر یافت — چون کند زمین و کوہ و صحرا زر یافت
تحقیق بہ مانڑ واڑ چون کرد نظام — سیم و مس و آہن و سرب را ز ریافت

حسن مطلع قصیدہ ناتمام

سیم آہن و مس و سرب آوردم ز جبال — ہم سنگ پارس آمدہ کہسار مانڑ واڑ

۱۸۴۹ء عیسوی مین حسب الطلب آپ پنجاب گئے اور سر انجام خدمات مالی و ملکی و سرحدی وغیرہ مین آپ نام آور و مورد تحسین حکام و اسناد و انعام رہے جسطرح گورنمنٹ مین آپکا اعزاز و اعتبار تھا اوسیطرح ملک مین بلکہ سرحدی ممالک باغی امزئی و صوات وستھانہ وغیرہ مین رعب داب تھا اور حسن خلق اور راستبازی کے باعث سے آپ ہر دل عزیز تھے آپکا کام انتظام نظیر اور دستور العمل ہوتا تھا جفاکشی اور محنت اور دلسوزی حد سے متجاوز تھی - غدر ۱۸۵۷ء عیسوی کے نازک اور مشکل وقت مین اول آپ نے ہی کار نمایان اور انتظام کمال خیر خواہی اور دانائی سے اوس ملک مین کیا جہان قریب کی چھاونیون مین تخمیناً ۵ ہزار فوج ہندوستانی بھی اگر ذرا بھی دیر اور سوء تدبیری ہوتی تو یقیناً کل باغی اور اوس بغاوت سے طول فساد عظیم کا ہوجاتا اور بغاوت کوہستان کو خود رفع کیا اور سرحدی اور اندرونی انتظام کی تدابیر عمدہ ایسی کین کہ پتہ نہ ہلا نہ کسی رعایا کا بال بانکا ہوا

یہان کل کام اور انتظام کی تفصیل طول ہے۔ ۱۸۵۵ عیسوی مین آپ نے استعفا دیا اور بعدہ ہندوستانی ریاستون مین کار فرما رہے اور اوسمین بھی مشکل کام آپ کے استقلال اور حسن تدبیر اور رسائی سے بآسانی انجام پذیر ہوے ۱۸۶۷ عیسوی سے آپ باصرار ملک مارواڑ مین طلب ہوکر اول نائب دیوان اور بعدہ دیوان کل یعنے وزیر اعظم مقرر ہوے جہان کا حسن انتظام اور ترقی آمدنی ہر صیغہ اور نیز دیانت اور خلق او رسلوک آپکا ضرب المثل ہے جو جو مشکل کام اور انتظام اور انسداد فساد قبائل ملکی وغیرہ آپ نے استقلال فکر و ہمت سے کیے جب کہ ملک ابتر اور والی ملک مضطر تھے اونکی تفصیل طول ہے جملہ خدمات مین آپ کو ایک عمدہ جاگیر اور طلائی کنٹھہ اور خطاب نوابی مع نقارہ و نشان و نوبت و گھڑیال اور قرب و تعظیم اول درجہ کے سرداران ملک کی دربار مملکت مارواڑ سے عطا ہوی آپ کو انتظام مالی و ملکی اور افزونی پیداوار علی الخصوص معاملات پولیٹکل مین ایک ملکہ اور تجربہ ہے اور دیانت اور محنت اور استقلال سے آپ کو کامیابی ہوتی ہے اگرچہ تمام اوقات عزیز آپ کی انجام امور منصبی مین صرف ہوتے ہین مگر جو وقت بچتا ہے وہ سیر کتب و تالیف و تصنیف مین گذرتا ہے آپ کا قول ہے کہ وقت اور تندرستی ہی ہین جو عمدہ نعمت خداداد ہین دونون جہان کے کام انجام ہو سکتے ہین طبیعت حکیمانہ جبر و کسر نفسی عادت راے متین جفاکش پاک طینت بے طمع مستقل راستباز خوش معاملہ آزاد منش تجرد پسند ہین مروت اور سخاوت کے سوا شجاعت بھی خداداد ہے چنانچہ اتفاقات سے کئی بار فیل مست اور شیر اور خنزیر اور مسلح خونی و اشتہاریون سے سر میدان مقابلہ ہوا اور آگ اور دریا مین کام پڑا مگر فضل الٰہی سے ہر جگہ آپ ثابت قدم اور غالب رہے۔ واقعی جوانمردی مین بھی آپ اسم باسمے ہین ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند * یارون کے یار شاطر ملنسار بے ریا ایسے کم دیکھے ہین آپ نفریشن بھی اعلےٰ درجہ کے ہین

آپکا بیان ہے کہ اسمین مذہب اور اکل و شرب اور جن اور شیطان اور سحر وغیرہ سے کچھ بھی علاقہ نہین ہے موحد اور اہل کتاب ہونے کی شرط ہے ثابت ہے کہ اگر آدمی عمل کرے تو انسان کے واسطے یہ ایک بہتر طریقہ ہے یہ طریقہ عہد حضرت سلیمان علیہ السلام سے جاری ہے افشاے راز ناجائز ہے مگر جو بات نہین ہے اوسکا انکار کرسکتا ہے ورنہ آدمی اوسکے افشا پر قادر ہے یہ محض غلط مشہور ہے کہ سحر یا جن کے تسلط سے آدمی اظہار سے مجبور ہوتا ہے مسمریزم مین بھی آپ کو دستگاہ ہے ابتدا سے آپ کو ورد وظائف سے بھی ذوق رہا اکثر چلہ کشی اور زکات بھی دی اور اوراد بھی معمول ہین چنانچہ اونکی برکت سے ماہ رمضان مین ۲۳ تاریخ کو رات کے دو بجے شب قدر دیکھی اور ایکبار خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خواب مین نقش عطا فرمایا اوسکی صبح کو ایک کتب فروش آپ کے پاس نکلا دیوان خواجہ صاحب فروخت کر گیا جو کتب اکبر شاہی کتب خانہ کا تھا جسپر مہر فیضی و ابو الفضل ثبت تھین یہ گویا اول تعبیر تھی مگر دراصل وہ دیوان بشارت عہدہ دیوان تھا جسکے بعد آپ دیوان مارڑواڑ ہوے - ایکبار حضرت خالد بن الولید صحابی رض کو چاشت کے وقت خواب مین ایک سفر مین اپنا رفیق طریق دیکھا - ایکبار جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو مع حضرت امام حسن علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی نور کی صورت مین دیکھا ایکبار قبل مغرب روز روشن مین جناب علی علیہ السلام کو اسپ عربی پر مسلح سوار جاگتے مین دیکھا حضرت نے آپ کو تردد لاحقہ مین تسلی فرمائی خواب مین کئی بار مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی اور ایکبار کربلاء معلے اور ضریح مبارک کی زیارت سے مشرف ہوے اور چار مرتبہ زیارت جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف یاب ہوے ایکبار آپ سے آنحضرت صلعم نے پانی طلب فرمایا اور آپ نے حیاء سے بھر کر دیا اور دوبارہ آن حضرت صلعم کے ساتھ نماز جماعت مین حضرت خلیفہ اول و دوم رض کو بھی

دیکھا ایکبار امامت جناب رسالت مآب صلعم مین ان ہر دو صحابہ کرام کی جماعت مین خود بھی نماز صبح کے آپ شریک جماعت ہوے اور اوسوقت آپ نے جو دعا مانگی جسکی امید منقطع تھی مگر اعجاز نبوی سے اوسی دن غیب سے اوسکا ظہور ہوگیا ایکبار آپ نے جناب باری تعالے شانہ کو بہت شریر قوی اور جسیم انسان کے خوب صورت مین بعالم رویا دیکھا اور تعظیم بجا لائے۔ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ اسی خواب کے حسب حال ہے اگرچہ آپ کو ابھی کسی سے بیعت نہین مگر تمنا ہے اور بعض فقرا رسالک ومجذوب کی عنایت بھی آپکے حال پر رہی ہے یہ سب شرف خداداد صرف افضال ایزدی سے حاصل ہوا جو نتیجہ حسن عمل اور صفائی قلب کا ہے امسال آپکا عزم بالجزم حج بیت اللہ و زیارت مدینہ منورہ اور بعدہ زیارات عتبات عالیات کا ہے خدا پورا کرے اکثر اعلے حکام اور والیان ملک عالیمقام سے بھی آپکا رسم اور مراہلت ہے اور سب باعزاز و الطاف تمام آپ سے پیش آتے ہین یہ نتیجہ بے طمعی اور صداقت کا ہے آپ نے اکثر مدرسون اور سوسائٹی اور ہر قسم کے کار خیر مین ہزارہا روپیہ دیا چنانچہ میو کالج اجمیر مین جو واسطے تعلیم اولاد مہاراجگان ملک راجستان کے بنایا گیا ہے ایک نہایت عمدہ گھنٹہ آپ کے نام سے ہی لگیگا جسکے واسطے آپنے ساڑھے تین ہزار روپیہ دیا ہے۔ اکثر شعرا ہندنے قصائد اردو و فارسی آپ کی شان مین کہے اور آپ سے صلہ پایا وہ مجموعہ بنام مدحیہ نظام محبوب بھی گیا ہے۔ آزاد منشی آپ کا شعار ہے اور باہمہ تعلقات ظاہری دل بیار دست بکار۔ بیان سیرت کے ساتھ مناسب جانکر ہمنے آپ کی صورت عکسی یعنے شبیہ بھی زیب کتاب کی ہے۔ جسطرح آپ کا وصف اندکے از بسیار ہے اسیطرح یہ کلیات بھی آپ کی تصنیفات سے یکے از ہزار ہے۔۔ اللہم زد آمین

فہرست دیوان اول کلیات نظام

فہرست دیوان دوم کلیات نظام

قسم نظم	تعداد نظم	تعداد شعر	نمبر صفحہ
افراد شعر	۶۹	۶۹	۶۲ تا ۶۵
مخمس	۳۵	۳۰۲ شعر ۳۰ بند	۷۵ تا ۱۱۵
قصائد تاریخی وغیرہ	۲۱	۵۹۴	۱۱۷ تا ۱۵۳
سہرا	۳	۳۹	۱۵۴ تا ۱۵۶
راکھی	۱	۱۴	۱۵۶ و ۱۵۷
مبارکباد	۱	۲۴	۱۵۷ و ۱۵۸
مثنوی	۳	۲۵۷	۱۵۸ تا ۱۶۹
ہجو ملیح	۳	۱۸۲	۱۶۹ تا ۱۷۷
قطعات	۱۶	۸۲	۱۷۸ تا ۱۸۲
رباعی	۲۷	۵۴	۱۸۳ تا ۱۸۷
قطعات بصنعت اشتقاق	۱۰	۸۵	۱۸۷ تا ۱۹۲
تاریخ وغیرہ	۱۱۳ (تاریخ ۱۰۸، قطعہ ۴)	۵۹۶	۱۹۲ تا ۲۲۸
سکہ	۲	۲	۲۲۸
سجع	۴	۴	//
چیستان	۱	۲	//
مہر نبوت	۱	۵۷۶	۲۳۰ تا ۲۶۵
واسوخت ضبط عشق	۱	۱۰۹ شعر ۲۲۲ بند	۲۶۸ تا ۳۲۶
میزان جلد دوم	۳۱۰	۴۳۵۵	
میزان کل دیوان اول و دوم	۴۲۳	۵۷۰۷	

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف ۱۰

کرے تعریف حق ہرگز نہین مقدور انسان کا
پتا بتلا سکے خفاش کب مہر درخشان کا

لکھون اک اک در مطلع نعت احمد مین جو دیوان کا
ملک بھیجین درود اور یہہ وظیفہ ہر مسلمان کا

سلیمان سے نہین کچھ مرتبہ کم اونکے دربان کا
در دولت کو حاصل پایہ ہے تخت سلیمان کا

صحابہ نے فروغ اوس مہر صبح دین سے پایا ہے
قمر زہرہ عطارد مشتری مریخ کیوان کا

علی مرتضے وہ عالم علم لدنی ہے
کہ جبریل امین اک طفل ہے اوسکے دبستان کا

عجب رعب شجاعت ہے جناب شاہ مردان کا
کہ زہرہ آب ہوتا ہے یہان شیر نیستان کا

زبان پر میری نام پنجتن ہر وقت رہتا ہے
مجھے ہے شغل حافظ پنجسورہ حفظ قرآن کا

ضیائے حب سبطین محمد سے ہے دل روشن
یہی داغ محبت ہے چراغ اپنے شبستان کا

الہی خاتمہ بالخیر ہو رعنا کا دنیا مین
محمد شافع عصیان ہو مردان علیخان کا

نظام اک عاشقانہ بھی غزل اس بحر مین لکھو
کہ بحر بیکنار طبع مین ہے جوشش طوفان کا

یہ خط کہکشان ہے تار کس مہوش کے دامان کا
الہی عقد پروین تکمہ ہو کسکے گریبان کا

گہر سے کم نہین ہر ایک قطرہ چشم گریان کا
بعینہ دیدہ تر مین ہے عالم ابر نیسان کا

نظر آئی اگر موسی کو جلوہ روی تابان کا
تو چھوڑی طور سے آنکھون سے رستہ کوی جانان کا

نظر آئی جو جلوہ خواب مین بھی چشم جانان کا
خطا ہے پھر جو نظارہ کرون چشم غزالان کا

پڑا ہے عکس اس یوسف لقا کی روے تابان کا
نظر آتا ہے آئینے مین عالم چاہ کنعان کا

نکلنا چاہ کنعان سے ہے روشن ماہ کنعان کا
ابھرتا ہی نہین ڈوبا ہوا چاہ زنخدان کا

اگر چشم عنایت اوسکی مجہ وحشی کی جانب ہو
رفو تار نظر سے چاک ہو دل کی گریبان کا

برات عاشقان بر شاخ آہو دل پکار اوٹھی
تصور مین جو ہو منظور بوسہ چشم جانان کا

غزالون نے خطا یا رشک سے کی مجسے ہمچشمی
تصور دشت وحشت مین بندھا جب چشم جانان کا

جو دیکھا اسکی کوئی بات حکمت سے نہین خالی
مقرر عشق کو رتبہ دیا ہے حق نے لقمان کا

لیاقت عشق کھوتا ہے کسیکا بس نہین چلتا
عیان ہے الفت بلقیس مین قصہ سلیمان کا

مرے دل کو ہے گلرویون کی الفت عہد طفلی سے
سبق برسون پڑھا ہے مینے مکتب مین گلستان کا

نہ لیتا تیر اسبل خونبہا قصہ ہی سطے ہوتا
تمام اس جسم کی ہمراہ ہوتا کام اگر جان کا

گنہگارون کو تیری ہے غم نہین خورشید محشر کا
نہ ہوگا شامیانہ کیا وہان دامان عصیان کا

نکالا ہے ہمین آخر بہشت بزم جانان سے
دراندازی سے غیرون نے کیا ہے کام شیطان کا

بچالی نوح کی طوفان سے کشتی یہ سہی لیکن
جو ہو کشتی مین طوفان کون پھر مانع ہو طوفان کا

شب فرقت ہی آخر وصل کی شب ہو گئی رعنا
تصور یان تلک مجکو بندھا تصویر جانان کا

لکھا نصیب کا کیا نامہ بر شتاب آیا
جواب نامہ مرے بعد یہ جواب ایا

گئی جو طفلی تو پھر عالم شباب آیا
گیا شباب تو اب موسم خضاب آیا

مین شوق وصل مین کیا ریل پر شتاب آیا
کہ صبح ہند مین تھا شام پنج آب آیا (یعنے پنجاب ۱۲)

ہوا جب اہل زمانہ کی طینتون مین فرق
سمجھ گیا کہ بس اب وقت انقلاب آیا

نہین وہ کعبہ کہ ہو دید حشر پر موقوف
جو کوی یار مین پہونچا وہ کامیاب آیا

چلے براق پہ احمد تو سدرہ تک جبریل
کمال شوق سے تھامی ہوی رکاب آیا

کٹا تھا روز مصیبت خدا خدا کر کے
یہ رات آئی کہ سر پر مری عذاب آیا

اوتارو جوڑا کھلے بندون شوق سے سوؤ
شب وصال ہین کیون آپ کو حجاب آیا

جمال یار لڑکپن ہین آفت جان ہے
کنوین جھنکائے گا یوسف اگر شباب آیا

جواب صاف نکیرین کو مین کیا دونگا
نہ اونکے پاس ہی گر نامہ بر جواب آیا

کہان ہی دل کو عبث ڈھونڈھتی ہو پہلو مین
تمہاری کوچہ مین مدت ہی اوسکا داب آیا

کسیکی تیغ تغافل کا مین وہ کشتہ ہون
نہ جاگا نیند سے یہ سو بار آفتاب آیا

نظر پڑی نہ مری رعب حسن سے رخ پر
اگرچہ سامنے میرے وہ بی نقاب آیا

گیا بہشت مین عصیان بحساب ہی مین
خدا نہ حشر کے دن بر سر حساب آیا

ہمیشہ صورت انجم کھلی رہین آنکھین
فراق یار مین کس رات مجکو خواب آیا

ہوا یقین کہ زمین پر ہے آج چاند گہن
وہ ماہ چہرہ یہ جب ڈال کر نقاب آیا

ہوی جو دیدۂ گریان سے اپنے اشک روان
گمان ہوا کہ برستا ہوا سحاب آیا

بنا تصور لیلے بصورت تصویر
کبھی جو قیس کی آنکھون مین شب کو خواب آیا

وہ زود رنج ہی اوسکو نہ چھیڑنا رعنا
ملو گے ہاتھ اگر بر سر عتاب آیا

گر دم قتل بھی دیدار میسر ہوتا
آب حیوان مجھے آب دم خنجر ہوتا

لاکھ معراج سے حق مین مری بہتر ہوتا
کوی قاتل مین جو نیزے پہ مرا سر ہوتا

عام اگر سلسلۂ زلف معنبر ہوتا
پھر نہ خالی کبھی سودے سے کوئی سر ہوتا

کوئی عاشق بھی نہ اس عشق سے جانبر ہوتا
تجھسا پر جسم زمانہ مین جو دلبر ہوتا

دم گریہ تری دانتون کا جو کرتا مین خیال
اشک گر کر صدف چشم سے گوہر ہوتا

ای بت پردہ نشین شہرۂ آفاق ہی تو
کیون ترے حسن کا مذکور نہ گھر گھر ہوتا

ہجر محبوب مین کیا کیا نہ اذیت کھینچی
موت آجاتی تو اس زیست سے بہتر ہوتا

دیکھتا صورت آئینہ جو اوسکا نہ جمال
شش جہت مین نہ کبھی آکے مین ششدر ہوتا

رحم آیا نہ اوسے ورنہ مری نالون سے
پانی ہو جاتا دہن کیسا ہی پتھر ہوتا

کافر عشق ہوا ہون جو بت بیدین کا
قول واعظ کا اسی ہی نہین باور ہوتا

چھوڑ کر وصل ترا لون نہ کبھی باغ بہشت
نقد سے وام بدلنا نہین بہتر ہوتا

سنگ اسود کو کبھی منہ نہ لگاتے مومن
بوسۂ خال رخ اوسکا جو میسر ہوتا

دیکھ لے زلف پریرو کو تو قائل ہو جائے
جو یہ سمجھا ہے پری کی نہین شہپر ہوتا

کوچہ اوس شوخ کا ہر چند ہے کالا کوسون
نامہ بر اوڑ کے پہونچتا جو کبوتر ہوتا

مر گیا ہون شکم صاف پہ پیاتھی یہ بات
سنگ مرمر جو مری قبر کا پتھر ہوتا

قامت یار کہان اور کہان سرو چمن
کہین ہمسر نہین طوبے سی صنوبر ہوتا

مثل گل پھولے نہ جامے مین سماتی بلبل
صحن گلشن مین جو پھولون کا بستر ہوتا

بوسہ اوسکے لب شیرین کا اگر ملجاتا
تلخ کامون کو وہی قند مکرر ہوتا

تو گرفتار غم ہجر نے دی جان آخر
کیون یہ مرتا جو غم درد کا خوگر ہوتا

میرے مرنے کی خبر سنکے کہا جانان نے
مرض عشق سے کوئی نہین جانبر ہوتا

کوہکن کوہکنی جاکے نہ کرتا ہرگز
حق مین اوسکی دل شیرین جو نہ پتھر ہوتا

قیس سے ہیہات رہ نجد نہ لیتا زنہار
قیس نادان کا جو مجھسا کوئی رہبر ہوتا

موتیون کا ہی جبین پر تری جھمکا اسطرح
جسطرح ماہ پروین کے برابر ہوتا

کچھ طلب اور بھی ارمانون مین کر لیتے نظام
عمر بھر مین بھی اگر وصل میسر ہوتا

وہ مسیحا لب پہ آتا رہا
مین موے پر روز جی جاتا رہا

زندگی کی ہمنے مر مر کے بسر
وہ بت ترسا جو ترساتا رہا

داد بخت نارسا دیکھا تجھے
نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا

وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی
رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا

چھوڑ کر چاہ ذقن نکلا نہ دل
لاکھ گیسو اوسپہ لہراتا رہا

راہ تکتے تکتے آخر جان گئی
وہ تغافل کیش بس آتا رہا

دل تو دینے کو دیا پر ہمنشین
ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا

دیکھہ اوسکو ہوگیا مین بیخبر
دل بچا ایک ہاتھ سے جاتا رہا

کیا کہون کس طرح فرقت مین جیا
خون دل پیتا تو غم کھاتا رہا

عمر بھر اوس برقوش کی یاد مین
سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا

ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو جا بجا
دل خدا جانے کدھر جاتا رہا

اوس مسیحا کی امید وصل مین
شام جیتا صبح مرجاتا رہا

عشق کا رعنا مرض ہے لا دوا
کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

یار شب وصل خفا ہوگیا
غم سے یہان حشر بپا ہوگیا

وا جو ترا بند قبا ہوگیا
عقدہ مرے دل کا بھی وا ہوگیا

کس سے کہون گرمی داغ فراق
سینہ جہنم سے سوا ہوگیا

شکوۂ صیاد نکر عندلیب
دام سے یان کون رہا ہوگیا

کوچۂ محبوب کا پایا نشان
نقش قدم قبلہ نما ہوگیا

کون کرے درد جگر کی دوا
حیف مسیحا ہی خفا ہوگیا

رنگ شفق روے فلک پر نہین
عکس فگن رنگ حنا ہوگیا

جان خیال رخ جانان مین دی
خاتمہ بالخیر مرا ہوگیا

کم مجھے برزخ سے نہین زندگی
موت سے آگے ہی فنا ہوگیا

وصل کو تب سمجھے ہوا جب وصال
عقدہ یہ حل بعد فنا ہوگیا

یاد خدا اسنے جو کیا دل مین گھر
خانۂ دل بیت خدا ہوگیا

صید مین سب ماہ سے ماہی تلک
تیر ترا تیر قضا ہوگیا

کام کیا اوسکی نگہ نے تمام
مین ہدف تیر قضا ہوگیا

موے کمر ہی سے کہین شاعرو
کیا تمھین لاحول ولا ہوگیا

سنتے ہی پازیب کی جھنکار کو
قبر مین اک حشر بپا ہوگیا

وصل کی حسرت مین ہوا ہے یہ حال / درد مرے حق مین دوا ہو گیا

تمنے نہ رعنا کی کبھی لی خبر
وہ اسی حسرت مین فنا ہو گیا

حسرت نظارۂ موی کمر داریم ما / بہتر از عنقا شکاری در نظر داریم ما
وقت اگر یہ جسم ضعفش در نظر داریم ما / وہ چہ در تار نظر یکتا گہر داریم ما
نیست پروائیم بجنگ آمد اگر ترک سپہر / ہیچو آہ دل خدنگ کارگر داریم ما
باعث رسوائی قاتل بعالم میشویم / کشتۂ عشقیم و زخم اندر جگر داریم ما

نیست مارا احتیاج شمع بر مرقد نظام
در دل خود داغ آن رشک قمر داریم ما

داغون سے باغ دل مین ہے عالم بہار کا / کیا عشق گل کھلاتا ہے اوس گلعذار کا
حیرت مین آکے مانی و بہزاد رہ گئے / نقشہ کسی سے کھنچ نسکا اوس نگار کا
سیماب ہے خیال رخ آتشین مین یہ / ممکن نہین قرار دل بیقرار کا
نیرنگے جہان سے ہے گہ وصل گہ فراق / کیا رنگ ہے دو رنگئی لیل و نہار کا
عاشق یہ عشق سرو قد یار مین ہے محو / سیدھا لیا ہے راستہ مجرم نے دار کا
شیرین کے در کو چھوڑ کے کیا دل مین آگئی / رستہ جو کوہکن نے لیا کوہسار کا
ہاتھون مین نازکی ہے سنبھلتی نہین تیغ / ہے اسمین کیا گناہ ترے جان نثار کا
دنیا سے بغیر عشق گیا کون میرے ساتھ / ممنون ہون مزار مین اس یار غار کا
پھولا نہین سماتا ہون شادی سے اسلیے / بوسہ ملا ہے آج کسی گلعذار کا
آئینہ سان خدا نے بنایا ہے دل کو صاف / دل مین ہمارے نام نہین ہے غبار کا
تخت روان سے مجکو سلیمان کے کام کیا / ساکن ہون خاکسار ہون مین کوے یار کا

پھر مرغ دل نے اپنے کیے بال و پر درست
رعنا قریب آیا ہے موسم بہار کا

خاک سے رندون کی بعد مرگ میخانہ بنا / کاسۂ سر بادۂ گلگون کا پیمانہ بنا

روے جانان پہ تہ گیسوئین خال سیہ
مرغ دل کے واسطے وہ دام پہ دانہ بنا

کیا اثر ہے عشق مین معشوق عاشق ہوگیا
وہ بھی دیوانہ ہوا مین جسکا دیوانہ بنا

زندگانی مین نہ سلجھانی ہوئی کاکل نصیب
مرگئے تب استخوان شانہ سے شانہ بنا

کل تلک رعنا سے شرما کر ملاتا تھا نہ آنکھ
آج بہر قتل کیا سفاک جانانہ بنا

چھوٹ کر دام سے گلزار مین ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہون ہجر مین بسر مری کیا کیا گذری
رات بھر مشغلۂ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار علائق ہوا
سرو ساں مین چمن دہر مین آزاد رہا

جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی کی سوا
اک نیا روز ستم اوستم ایجاد رہا

کاٹ ابرو کا کہان تیغ صفاہانی مین
برق کے سامنے کیا رتبۂ فولاد رہا

لب معشوق ہوے کب تری شیرین نظر
صورتِ تودۂ شب دل ناشاد رہا

زندگانی مین تو اغیار تلک تھے سب یار
پر لحد مین مری ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزان اے رعنا
اب نہ گلزار مین گلچین ہے نہ صیاد رہا

صبح محفل مین جو ذکر گیسوی جانانہ تھا
پنجۂ خورشید تابان پر گمان شانہ تھا

سحر تھا رقص پری رو نغمہ تھا جادو نما
ہر بشر دیوانخانہ مین غرض دیوانہ تھا

خواب مین نیرنگیے عالم نظر آئی مجھے
شہر دیکھا اک عجائب جس جگہ ویرانہ تھا

ایک سو سبزہ مصفا اک طرف آب روان
سجدہ مسجد کہین کعبہ کہین بتخانہ تھا

جاتے جاتے اک طرف دیکھی عجب بزم طرب
جو مہیا اوس جگہ سامان تھا شاہانہ تھا

دخت رز کا تھا کہین جلوہ کہین ساغر کا دور
جو بشر تھا محو ذوق بادۂ مستانہ تھا

مجکو بھی جام صبوحی بھر کے ساقی نے دیا
کیا کہون کیا ذائقہ تھا جسے دل دیوانہ تھا

جوش مستی سے گرا جسدم زمین پر یک بیک
ہو گئے نشہ ہرن دیکھا وہی ویرانہ تھا

ہمدمو کیا یوں جھکتے ہو تم بقول اوستاد
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

جان پر کھیلا نہ منت کش ہوا اغیار کا
شمع ہمت یہ نظام اک عمر سے پروانہ تھا

دل کو میرے خم خمخانہ بنایا ہوتا
کاسۂ سر کو بھی پیمانہ بنایا ہوتا

ہون فقط عقل کی افراط سے ششدر یارب
اس سے بہتر تھا کہ دیوانہ بنایا ہوتا

کاش ہوتین صدف دُر مری چشم گریان
دانۂ اشک کو دُردانہ بنایا ہوتا

گر سلیمان کا حشم مجکو دیا تھا تو نے
خانۂ دل کو پریخانہ بنایا ہوتا

آتش غم سے جلانا ہی اگر تھا منظور
تو مجھے شوق سے پروانہ بنایا ہوتا

تیرہ بختی کا جو قسمت مین لکھا تھا سودا
کاش خال رخ جانانہ بنایا ہوتا

خاکساری سے مجھے ملتی تو بڑی رفعت تھی
خاک کاشانۂ جانانہ بنایا ہوتا

اس غم آباد سے بہتر تھا کہ اے رب جہان
دل کی اقلیم کو ویرانہ بنایا ہوتا

غم دوری سے ہے انگشت بدندان رعنا
غم نتھا حال جو مستانہ بنایا ہوتا

ہجر جڑاو وہ تری ہاتھ مین جانی چھلا
حور کے پاس بھی جسکا نہین ثانی چھلا

کچھ تو تسکین ہو مجھے تم نہین آتی ہو اگر
بھیجدو بہر خدا جلد نشانی چھلا

یاد جانان مین شب ہجر گذر جاتی ہے
جی کے بہلانے کو ہے ابتو کہانی چھلا

حرز جان اوسکو کرون تا نہون انگشت نما
یہ وہ چھلا ہے کہ جسکا نہین ثانی چھلا

یاد دلوا کے تمھین روز رولا دیتا ہے
چشم رعنا سے بہا دیتا ہے پانی چھلا

اے اجل ہجر کی شب ہی تجھے آنا ہوگا
ایک دم کے لیے تکلیف اوٹھانا ہوگا

کس ستمگر سے پڑے دیکھیے دل کو پالا
طائر جان کسی ناوک کا نشانا ہوگا

دیکھنا مصر کی بازار مین پڑ جائیگی دھوم
گھر سے وہ یوسف ثانی جو روانا ہوگا

سرخروئی ہے جو اغیار سے منظور ہلا
سر بکف کوچۂ سفاک مین جانا ہوگا

پھر کبھی عیش کے دن وصل کی راتین ہونگی
یا الٰہی کبھی ایسا بھی زمانا ہوگا

نہ رہیگی یہ پریشانی خاطر جس دن　زلف اک ہاتھ مین اک ہاتھ مین شانا ہوگا
وعدہ وصل کیا ہے وہ نہ آئین گے مگر　کچھ نہ کچھ موت کے آنیکا بہانا ہوگا

ترک عصیان کرو رعنا کہ تمہین روز جزا
دیکھنا نامۂ اعمال دکھانا ہوگا

گھر گھر ہے اب جہان مین فسانا بسنت کا　آیا بہت قریب زمانا بسنت کا
تیری ہنسی سے بزم ہوئی کشت زعفران　یاد آگیا جہان کو فسانا بسنت کا
ہون سر سے پاؤن تک مین تمہارے بغیر زرد　رنج فراق مین ہے بہانا بسنت کا
سیر چمن کو آؤ تو ہم عندلیب سے　سہرا تمہین سنائین سہانا بسنت کا
گلرو موا ہون موسم گل مین ترے بغیر　گلدستہ میری قبر پہ لانا بسنت کا
آجاؤ اب بھی ہے کوئی دن موسم بہار　شکوہ اگر ہے تمکو مٹانا بسنت کا
جوبن کی کیسی چھینٹ محرم سے ہے بہار　معمور حسن سے ہے خزانا بسنت کا
بلبل خزان چلی نہ رہی اب بہار گل　پھر دیکھیے کب آئے زمانا بسنت کا
بزم چمن مین وعدہ ہے غنچون کو گل کو حال　بلبل سنا رہی ہے ترانا بسنت کا
ملک چمن مین فصل بہاری کا ہے عروج　ہے گلشن جہان مین زمانا بسنت کا
شبنم شراب ناب ہے ساقی نسیم ہے　بلبل کا قہقہہ ہے ترانا بسنت کا
دلکش ہے سنبل اور ہے شبنم بھی دلربا　وہ مرغ دل کو دام یہ دانا بسنت کا
طوبے شجر ہین روح قدس مرغ بوستان　ہے فصل گل کا دور زمانا بسنت کا

گلگشت نوبہار ہو ساتھ اوسکے گر نصیب
رعنا کو کیون نہ بھائے پھر آنا بسنت کا

نام مشہور خاص و عام ہوا　عشق مین خوب میرا نام ہوا
دل مین اب درد کا مقام ہوا　ہجر مین کام ہی تمام ہوا
شور محشر بپا نہین قاتل　لاش پر میر سے اژدحام ہوا
پختہ مغزون پہ تہمت اے ناصح　آپکو کیا خیال خام ہوا

سے لیے رویا میں بوسۂ رخ و زلف
دیکھنا وصل صبح و شام ہوا

خط غلامی کا بھیجیے صاحب
بوسۂ خط پہ میں غلام ہوا

نہ رہی آرزوے خلد بریں
جب سے در پر ترے مقام ہوا

ہے فصاحت یہ آپ کی صلوات
گالیاں آپ کا کلام ہوا

چونک اوٹھے خفتگانِ خواب عدم
جب خراماں وہ خوشخرام ہوا

آئے خطِ سیہ میں موے سفید
عاقبت موت کا پیام ہوا

دختر رز کا حکم حرمت ہے
مے کا پینا نہیں حرام ہوا

ہجر میں دم نکل گیا رعنا
لو یہ قصہ ہی اب تمام ہوا

ترک اسلام کیا مذہب و ایمان چھوڑا
حیف اک بت کو نہ مردان علیخان چھوڑا

گردش چرخ نے اک ایک کو برباد کیا
نہ تو کافر کوئی چھوڑا نہ مسلمان چھوڑا

لاکھ وہ دست و گریبان ہوا لیکن میں نے
مرتے مرتے بھی نہ اوس شوخ کا دامان چھوڑا

وحشت عشق کی کچھ خانہ خرابی کو نہ پوچھ
قیس نے ایک نہیں دشت و بیابان چھوڑا

بند آنکھیں ہوئیں پر اوسکا تصور نگیا
خواب میں بھی نہ خیالِ رخ جانان چھوڑا

زندگی خواب ہی غافل یہ زمانہ ہی خیال
تو نے اس پر بھی نہ ابتک اے سی نادان چھوڑا

دست گستاخ نے کیا کام کیا ہے شب وصل
کہ کسیطرح نہ اوس شوخ کا دامان چھوڑا

ہند میں پہلے ہی دیتا تھا تجھے طائر جان
تو نے کیوں میری طرف ناوک مژگان چھوڑا

خام تھا عشق زلیخا کا کہ خلوت تھی نصیب
اوسنے یوسف سے پریزاد کا دامان چھوڑا

اوٹھ گیا مجمع عشاق سے وہ آفت جان
کوئی نالان کوئی حیران کوئی بیجان چھوڑا

ترک دنیا کو کیا لیک بقول رعنا
تجکو دنیا نے نہ مردان علیخان چھوڑا

جلوہ ہر رنگ میں دیکھا ترا [illegible] پیدا
ہر گل باغ جہان سے ہے تری بو پیدا

جب ہوا زلف گرہ اوٹھنے سے وہ ابر پیدا
میں نے دیکھا کہ ہوا [illegible] پیدا

غارت ملک دل و دین پہ کمر باندھی ہے
کیا ہوئی میرے لیے تم بھی بلا کو پیدا

تمکو دیوانے اگر ہمسے ہزارون ہین تو خیر
ہم بھی کر لین گے کوئی تم سا پری رو پیدا

شاید اوس پردہ نشین تک بھی رسائی ہو جائے
پہلے دربان سے دلا ربط تو کر تو پیدا

تمنے آئینے کو گلزار بنایا دم زیب
عکس عارض سے ہے گل زلف سے خوشبو پیدا

صورت معنی و لفظ اوسکی عجب شان ہے واہ
آپ پنہان ہے مگر جلوہ ہے ہر سو پیدا

دام مین مرغ دل اپنا کبھی آتا نہ اگر
دانۂ خال نہ ہوتا تہ گیسو پیدا

جلوۂ برق کی ہمراہ برستا ہے سحاب
درد دل ہی سے ہوا کرتے ہین آنسو پیدا

بال باندھا کمر یار کا لکھون مضمون
تا نہ اشعار مین ہو فرق سر مو پیدا

ہوا حشر مین بھی بار گران تھا اتنا
میرے عصیان کے لیے کوئی ترازو پیدا

قطع کب تک نکرون دل سے امید وصلت
حیلہ کرتا ہے نیا روز جفا جو پیدا

ماہ اوس مہر لقا سے تجھے کیا نسبت ہے
منہ بنا کر ابھی خال و خط و ابرو پیدا

الفت چشم کا باقی ہے موے پر بھی اثر
ہین مری قبر پہ نقش سم آہو پیدا

حق و باطل مین دلا ارض و سما کا ہے فرق
کیا کرے مرتبۂ اعجاز کا جادو پیدا

طرفہ تاثیر ہے مجنون کی سیہ بختی مین
قبر لیلی سے ہوئی ہین گل شبو پیدا

کتنی ابرو کے تلے شوخ ہین آنکھین تیری
واہ کیا حق نے حرم مین کیے آہو پیدا

بات کچھ ہو گی شگفتہ کرو اے غنچہ دہن
گل کے کھلنے سے ہوا کرتی ہے خوشبو پیدا

پھینک دی مے وہین ساقی نے سمجھ کف یار
جام مے مین جو ہوا سایۂ گیسو پیدا

اے خدا تنگ ہے جینے سے نہایت رعنا
اس سے بہتر تھا کہ کرتا نہ اسے تو پیدا

آزماتا ہے اونکو خنجر کا
درد جاتا رہے کا اب سر کا

آئینہ داری اونکی سوجھی ہے
دیکھنا منہ ذرا سکندر کا

رنگ گیا راہ کوے جانان مین
دل نہ گھبرا کا ہوا نہ باہر کا

نکہت کاکل معنبر سے
درد کافور ہو گیا سر کا

چاہیے مجھکو شربت دیدار
کون پیاسا ہے آب کوثر کا

تھا وہ بچپن سے سخت سنگین دل
سینہ نکلا اسی سے پتھر کا

دل بھر آتا ہے یاد ساقی مین
دیکھتا ہون جو دور ساغر کا

اونکے رخسار پر دم گلگشت
صاف دھوکا ہوا گل تر کا

عاشقون کے حضور وہ دم ذبح
کھول دیتے ہین پر کبوتر کا

غیر کیا ہو گئے رقیب اپنے
سایہ تک ہے عدو برابر کا

رفعت سے زلف بل کی لیتی ہے
کب گوارا ہے کبر ہمسر کا

صبحدم اونکو دیکھکر لب بام
تھا گمان آفتاب محشر کا

نقد جان تک جہان نہ ہو سودا
کام کیا خاک ہے دہان زر کا

جسکو کہتے ہین نوح کا طوفان
شور ہے میرے دیدۂ تر کا

جیسے دریا سمائے کوزہ مین
اب یہ عالم ہے دیدۂ تر کا

خواب مین شب کو یار آیا تھا
رنگ بدلا ہوا ہے بستر کا

مر کے پایا جواب نامۂ یار
خیر لکھا مرے مقدر کا

نظر آؤن گا اونکو مشکل سے
ضعف سے تن ہے تار بستر کا

شاہ خوبان کو لکھون نامۂ شوق
ہو قلم گر ہما کے شہپر کا

نقش رعنا تک آ سجا دم
کام یان ہے بس ایک ٹھوکر کا

مہربان مجھپہ وہ عیسی جو کسی دم ہوتا
لاش پر میری نہ زنہار یہ ماتم ہوتا

نہ تو وحشت مجھے ہوتی نہ پہنتا زنجیر
میرے ہاتھون مین جو وہ گیسوئے پرخم ہوتا

دھوم عالم مین پس مرگ مری ہو جاتی
آپ آتے تو عجب لاش کا عالم ہوتا

گو نہ آتے وہ مگر غیر کا فرماتے نہ عذر
درد ہوتا تو مرے دل مین مگر کم ہوتا

لطف اوس وقت وصال گل و بلبل کا تھا
جسم برگل کی نہ پیراہن شبنم ہوتا

آبرو ابر کی سب خاک مین مل جاتی
مائل گریہ اگر دیدۂ پرنم ہوتا

زہر بار آہ رقیبون نے کیا اونکا اوگال
کہاتا زعفا کو میسر جو کہین سم ہوتا

دیر سے مین حرم مین جا نکلا
بتکدہ خانۂ خدا نکلا

سنکے بیمار آملا وہ مسیح
درد حق مین مرے دوا نکلا

دیکھا کثرت مین جلوۂ وحدت
جسکو سمجھے تھے بت خدا نکلا

دل کا عقدہ نہ ایک بھی کھولا
نارسا گیسوے رسا نکلا

غنچہ لبیو فروغ رنگ چمن
اثر معجز صبا نکلا

جادہ گر رات بھر رہا محبوب
بدر کامل وہ مہ لقا نکلا

ہم گئے تھے سمجھ کے اوسکو چمن
کوچہ قاتل کا کربلا نکلا

خضر رہ ہوگیا دل وحشی
راہ گم کردہ رہنما نکلا

جام کو جسم بنا کے بیچتا یا
دل جو جام جہان نما نکلا

شام سے صبح تک نہین سلجھا
گیسوے یار اک بلا نکلا

سہرا لایا غریق رحمت ہو
ق بحر الفت کا آشنا نکلا

واہ کیا پاکباز تھا فرہاد
پارسی شخص پارسا نکلا

حسن دلکش مین دلربا کی نظام
اثر جذب کہربا نکلا

ردیف جیم معجمہ

کس پری رو کا انتظار ہے آج
دل مرا سخت بیقرار ہے آج

جلوہ گر میرا گلعذار ہے آج
بلبلو باغ مین بہار ہے آج

آہ کی برق کوند جاتی ہے
ابر تر چشم اشکبار ہے آج

شوق سے آ ادھر کمان ابرو
مرغ روح روان شکار ہے آج

تیرے آتے ہی دیکھ رخصت جان
چین ہے صبر ہے قرار ہے آج

وصل یار گھر و سے عیش باغ مین ہے
باغیون کو کمال خار ہے آج

فخر تھا کل تو مجھسے ملنے کا
کسلیے تمکو ننگ وعار ہے آج

دھیان ہے کاکل پریشان کا
اسلیے دل کو انتشار ہے آج

قتل گہ مین جو خاک اوڑتی ہے
گرم رو کوئی شہسوار ہے آج

لب معشوق دیکھ تیر نظر
تو دکھو دل کے صاف پار ہے آج

کسنا تھا عہد کہ اوسکے بے جینے کا
وعدۂ وصل پر مدار ہے آج

عہد ہو کیون نہ اپنے پہلو مین
غیر سے یار ہمکنار ہے آج

ہجر گلرو مین سیر باغ کہان
نکہت گل بھی ناگوار ہے آج

عہد لیو مقام ناز ہے یہ
غیرت گل سے گلے کا ہار ہے آج

مین نہین ہجر یار مین تنہا
غم دلدار غمگسار ہے آج

دھیان مین کسکے چشم میگون کی
کہو رعنا تمہین خمار ہے آج

ردیف حاء مہملہ

پیدا ہے یون جہان مین جو جان جہان روح
پنہان ہے جس طرح سے بدن مین نشان روح

فرقا نہین جب قلیل ہے راز نہان روح
کیا خاک پھر سناؤن تجھے داستان روح

کثرت مین یون ہے جلوۂ وحدت کہ جسطرح
ہر بوستان مین جسم مین جسمی نشان روح

اس مظہر اتم مین بھی ارض و سما ہو دیکھ
دل ہے اگر زمین تو دماغ آسمان روح

ہر کر بدن مین روح کا رتبہ گھٹا نہین
روح القدس سے بھی ہے کہین بڑہکر شان روح

تھا حس علم روح نہ ہم مین تو اسلیے
ڈھونڈا جہان مین لیک نہ پایا نشان روح

جسم لشر جو پوست ہے تو مغز روح جسم
گر روح جسم علم ہے تو علم جان روح

ہے جسم تن کہ عالم ارواح مین مکین
رہتا نہین جہان مین راز نہان روح

ہے روح کی حدوث و قدم کا یہ ماجرا
گر ہے سکان وجود عدم لامکان روح

ادراک و علم خاصۂ روح ہے نظام
جس عشق کے ہاتھ مین ہے پر عنان روح

ردیف دال مہملہ

ہے آج کل درِ گلشن پہ پاسبان صیاد
ابھی سے توڑ رہا ہے پر عنادل کو
نکل کے جا نہ سکے گی قفس سے او بلبل
دکھا دے چل کے اسیرون کو سیر پھولونکی
اثر سے ہوگئی بیخود تمام بزم چمن
نہ آئی تھی ابھی سیرِ چمن کی بھی نوبت
فسانۂ گل و بلبل سے ہے یادگار چمن
نہ ہو نہین طوطئ ہند اور نہ بلبل شیراز
ہین ہین اوسی چمنِ لازوال کا بلبل
بلا سے گو ترے دل مین نہین ہے کچھ تاثیر
نہ آئی چاک قفس سے بھی تا ہوائے چمن
خدا کی شان ہے روزن مین ہوگیا مانوس
نہ اب وہ ذوق چمن ہے نہ شوق غنچہ و گل
نہ دل پہ جبر کا قابو کہ ترک باغ کرون
نہ ہے وہ نغمۂ بلبل نہ آج خندۂ گل
نہ ہمصفیرون کی صحبت نہ گل کا نظارہ
قفس مین کر گئی تھی بلبل یہ عشق کا مذکور
رہا کر اسکو قفس سے کہ لے یہ راہ چمن
بہار قید قفس مین کٹی عنادل کو

عبث ہوا ہے ہمارا عدوِ جان صیاد
ستم دکھائیگا ہوگا اگر جوان صیاد
قفس پہ ہے سرِ دم نگاہبان صیاد
بہار باغ نگر مفت رائگان صیاد
سنہ جا ترانۂ بلبل سے وہ سمان صیاد
کہ آپڑا اسیرِ بلبل پہ ناگہان صیاد
رہیگی فصل خزان تک یہ داستان صیاد
مین وہ ہون جسکا ہے جنت مین آشیان صیاد
کہ جس چمن مین نہ آئی کبھی خزان صیاد
خدا تو سنتا ہے آخر مری فغان صیاد
قفس مین اور لگاتا ہے تیلیان صیاد
قفس پہ رکھتا ہے پھولونکی بدھیان صیاد
ہوئی ہے نکہت گل بھی مجھے گران صیاد
نہ اختیار مین ہے صبر کی عنان صیاد
مگر میانِ چمن آگئی خزان صیاد
نہ وہ بہار نہ گلشن نہ باغبان صیاد
یہ وہ زمین ہے نہین جسکا آسمان صیاد
ہے عندلیب کی صحبت اگر گران صیاد
پڑے گا تجھپہ مقرر وبال جان صیاد

بچون مین دام سی کسطرح ساتھ مرے
پھری جو گھات مین ہر وقت سایہ سان صیاد

کرشمۂ اثرِ صحبتِ عنادل ہے
وگرنہ مائلِ بلبل کہان ٹھان صیاد

جو بند دام سے چھوٹون تو پھر یہ آفت ہے
لگائے تیر مجھے کھینچکر کمان صیاد

تمام صحنِ گلستان مین خندۂ گل سے
ہے تختہ تختۂ گل کشتِ زعفران صیاد

رہائی دے مجھے اتنا تو کر خدا ترسی
قفس کی قید مین ہون سخت ناتوان صیاد

دکھا دے چہرۂ گل اب تو اک نظر اسکو
اخیر وقت ہے بلبل ہے نیمجان صیاد

ق
یہ جذبِ الفتِ گل ہے ہوا ہے بلبل کو
نصیب بعدِ فنا گل کا سائبان صیاد

کفن ملا ہے عنادل کو دامنِ گل کا
چمن مین دفن ہے وہ زیرِ آشیان صیاد

قیامت آئیگی شاید کہ جانِ بلبل پر
چمن مین ہو گئے گلچین و باغبان صیاد

ترے ستم سے چمن کربلا ہے اے گلچین
قبول دیکھ کے ہے حالِ کشتگان صیاد

الٰہی ہو نہ زرِ گل نصیب گلچین کو
پھرے ذلیل بھٹکتا دکان دکان صیاد

تماشا دیکھنا گل کی عوض بروز جزا
مین کھینچ لیتا ہون گلچین کی دھجیان صیاد

چمن ہے چرخ ثوابت تو گل ستارے ہین
ضرور ہے روشِ باغ کہکشان صیاد

اب آشیان مین بھی بچنا محال ہے بلبل
کہ ہر شجر پہ لگاتا ہے نردبان صیاد

جو پر بندھے ہین تو کچھ ڈر نہین ہے اے بے رحم
نہ باندہ پاے عنادل مین امتحان صیاد

خدا کا خوف نہ کچھ باغبان کا کھٹکا ہے
چمن مین پھرتا ہے کیا مطلق العنان صیاد

چمن مین یوسفِ گل کی اب آمد آمد ہے
چلا ہے بادِ بہاری کا کاروان صیاد

ہزار مرتبہ مر مر کے ہین جیا لیکن
نہ غم سے باغِ جہان مین ملی امان صیاد

لکھی ہے تازہ قوافی مین وہ غزل رعنا
کہ رند کا تجھے کہتا ہے ہمزبان صیاد

ردیف راء مہملہ

شاخِ گل پر کب چہکتے ہین یہ مرغانِ بہار
شکر کرتے ہین گلستان مین غزلخوانِ بہار

گل کھلے ہیں موسم گل میں ہے سامان بہار — عندلیبوں کو ہے لازم شکر احسان بہار
جا بجا ہیں غنچے بلائیں لیں تصدق ہو نسیم — طشت گل میں دھوکے شبنم پائے مہمان بہار
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا — میکدہ ہے صحن گلشن ہے مستان بہار
جوش مستی سے ہوا جوش جنوں کیونکر نہ ہوں — نشتر فصاد کا نغمہ ہے مرغان بہار
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن — نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار
ہر روش گلدستۂ گل سے ہے آراستہ — تختۂ گلزار ہے اورنگ سلطان بہار
برگ و بر کا ذکر کیا ہیں خار تک زیر نگین — کشور گلزار میں جاری ہے فرمان بہار
عندلیبوں کو گلوں سے ہے ہم آغوشی نصیب — وصل اب بواسطہ ہے بہر مرغان بہار

فصل گل میں توبۂ مل سے ہے رعنا کو الم
بے مے و ساقی ہے سب برباد سامان بہار

ہے خال یہ رخسارۂ جاناں کے برابر — تارا ہے کوئی ماہ تاباں کے برابر
روتا ہوں کھڑا میں در جاناں کے برابر — ہے نہر رواں روضۂ رضواں کے برابر
افشاں ہے وہ ہر زلف میں سینے میں ہے داغ — اک اور چراغاں ہے چراغاں کے برابر
پیراہن یوسف کا ہے یعقوب کو مژدہ — آپہونچا ہے اب قافلہ کنعان کے برابر
کاکل کا تصور نہیں زنجیر سے کچھ کم — خلوت ہے ہمیں خانۂ زنداں کے برابر

رعنا کوئی تدبیر کرو جوش جنوں کی
آپہونچا ہے اب ہاتھ گریباں کے برابر

بلبلو آ گئی چمن میں بہار — لائی باد صبا وطن میں بہار
پھول اونکی ہنسی میں جھڑتے ہیں — نظر آتی ہے کیا سخن میں بہار
یہ تو گلشن ہے یاد رکھ گلچیں — جا ہے وہ گل تو آئی بن میں بہار
بن گیا صاف غنچۂ سوسن — ہے مسی سے عجب دہن میں بہار
چشم بد دور سبزۂ خط سے — تازہ تر ہے چہ ذقن میں بہار
رخ چمکتا ہے شکل آئینہ — ہے عجب زلف پرشکن میں بہار

شجر شمع سے گرے یہ گل
شب کو رعنا رہی لگن مین بہار

ندیا غربت جلت بت ترسا ہوکر
خوب بیمار کو اچھا کیا عیسا ہو کر

کھونکے ناموس ہوا وصل صنم ہمکو نصیب
پہونچے ہم منزل مقصود کو رسوا ہو کر

قہر ہے عشق پر آشوب کا طوفان دیکھو
دل اب آنکھون سے بہا جاتا ہے دریا ہوکر

عشق صادق مین نہین نام کو بچینگ کا کام
چھوڑ دے دامن یوسف کو زلیخا ہوکر

ڈھونڈھو لا نالۂ شبگیر کو شاید دل
لامکان پہونچا ہے وہ گنبد مینا ہوکر

شعلۂ آہ جرا دود جگر کی ہمراہ
ابتو سینے سے نکلتا ہے غبارا ہوکر

رات کو اوس در دندان کا تصور جو بندھا
چرخ پر مجکو نظر آگیا تارا ہوکر

اوسکے ہکلانے مین جو منہ سے نکلتا ہے سخن
چیرتا ہے دل عشاق کو آرا ہوکر

بند گیسو کے بندھا ہے مجھے ابرو کا خیال
خانہ کعبہ مین پہونچا ہون کلیسا ہوکر

شوخ چشمی تری اللہ رے چشم بد دور
پتلیان بھی نظر آتی ہین تماشا ہوکر

غیر ہو بزم سے وہ آفت جان اوٹھتا ہے
فتنہ کردے نہ قیامت کہین برپا ہوکر

غش کئے پڑتے ہو کرو شوق سے ہان بسم اللہ
پھر کبھی دیتے ہین پچھتاؤ گے رسوا ہوکر

وعدۂ وصل کو ایفا کرو ترساؤ نہین
دم نہ دو پھر خدا ہمکو مسیحا ہوکر

وہین کبھی تذ زبان کرتے ہوا ہے حضرت دل
کیسے نادان بنے جاتے ہو دانا ہوکر

ہے تعجب کہ مرے پاؤن کو لغزش ہو تہا
دستگیری نکرے آپ سا مولا ہوکر

یہ دل آزار تو ہین نام کے دلدار فقط
دل حسینون کو دیے دیتے ہو رعنا ہوکر

دامن صحرا لیا دامان دربان چھوڑکر
جیسے آیا قیس ناحق کوے جانان چھوڑکر

رنج و غم درد و قلق حرمان و حسرت پاس تھی
جان عاشق کیون نکل آئی یہ مہمان چھوڑکر

کردیا عالم تہ و بالا سمند ناز نے
خاک اوڑا یا کیجیے گور غریبان چھوڑکر

جذب الفت لیگیا یوسف کو ورنہ مصر مین
بادشاہی کے لیے جاتا وہ کنعان چھوڑکر

کہیے کیا عشق گیسو عشق ابرو کرکے ترک
دیر کب جاتے ہین شیخ کو مسلمان چھوڑکر

لیگئی قسمت بیابان مجھکو کوے یار سے
ورنہ بلبل بھی کہین جاتی ہے بستان چھوڑکر

بزم جانان مین مجھے لایا مرا بخت رسا
جائیگی بلبل کہان اب گل کا دامان چھوڑکر

پاکے فرصت خانۂ محبوب مین جاؤن ابھی
جای دم بھر بھی در جانان جو دربان چھوڑکر

درد و غم تشریف لائے آپ رحلت کرچلے
حضرت دل کوئی بھی جاتا ہے مہمان چھوڑکر

ہے بیابان کوچۂ محبوب کی آگے بہشت
کون جاتا ہے بیابان کو گلستان چھوڑکر

واسطہ بس روح کا ہے ورنہ دیکھو بعد مرگ
جاتی ہین کیون قبر مین انسان کو انسان چھوڑکر

کارخانہ تھا جو دنیا کا نہایت بے ثبات
چل دیے نواب مردان علیخان چھوڑکر

ردیف شین معجمہ

اوس سے آباد اب ہے خانۂ عیش
مین ہون اور وہ ہین اور زمانۂ عیش

خندۂ گل ہے شادیانۂ عیش
قلقل شیشہ ہے ترانۂ عیش

دھوم سے آئی ہے بہار چمن
شور گلبانگ ہے ترانۂ عیش

ہے رقیبون کی جان پر نوبت
یان جو بجتا ہے شادیانۂ عیش

شب فرقت کہین سحر بھی ہو
پھر سناؤن دلا ترانۂ عیش

عید زاہد ہے حیلۂ شرعی
چاہیے کچھ نہ کچھ بہانۂ عیش

دولت حسن خوب لوٹی رات
ہاتھ آیا مرے خزانۂ عیش

در میخانہ کھول دے ساقی
رہے آباد تیرا خانۂ عیش

میلے سے ہے عیش باغ کی ہر سال
لکھنؤ ہے نگار خانۂ عیش

یار ہے مے ہے فرش گل بھی ہے
ابر او پر ہے شامیانۂ عیش

وصل سے ہے عیش باغ مین او سحر
چاہیے اب پڑھون دوگانۂ عیش

آنکھ جھپکی کہ کٹ گئی شب وصل
عالم خواب تھا زمانۂ عیش

بس کرو ہو چکی خود آرائی
چل کے آباد کیجے خانۂ عیش

لکھنؤ سے چلو اب اے رعنا
اوٹھ گیا یان سے آب و دانۂ عیش

ردیف طاء مہملہ

نہ بھول عیش پہ ہے مورد زوال فقط
زمانہ خواب ہے اور عمر ہے خیال فقط

کمال کہتے ہین جسکو وہ ہے زوال فقط
شرف کا ماہ کی انجام ہے وبال فقط

ہے یون تو حسن خداداد ہر پری رو مین
پر انتخاب جہان سے ہے ترا جمال فقط

طمع سے دانے کے آتا ہے دام مین طائر
پھنسائیگا ہمین آفت مین عشق خال فقط

وہ چشم مست وہ گردن ہے دید کی قابل
یہی ہے جام و صراحی مین قیل و قال فقط

لبون پہ جان ہے رعنا کی درد فرقت سے
دوا ہے اسکی ترا شربت وصال فقط

جاکے قاصد نے جو کی یار سے تقریر غلط
ہوگئی وصل کی تقدیر سے تدبیر غلط

خود غلط ہے جو کبھی ہوتی ہے تقدیر غلط
کہین قسمت کی بھی ہوسکتی ہے تحریر غلط

زلزلہ عرش کو آتا تھا مرے نالون سے
اب ہوا کیا کہ ہوئی آہ کی تاثیر غلط

روبرو اوسکے مہ مصر کا کیا رتبہ ہے
سامنے مہر کے ہے ماہ کی تنویر غلط

لب معشوق نہوتے نظر کیون اونکا
قادر انداز کی ہوتے ہین کہین تیر غلط

رہبری خاک مریدون کی ہو ممکن اوس سے
کجروی سے جو رہ راست کرے پیر غلط

ماہ و انجم کی عوض مصر کا زندان دیکھا
خواب یوسف کی مگر ہوگئی تعبیر غلط

دخل اغیار کا ممکن نہین اونکی گھر مین
ہون رقیبون سی کبھی وہ شکر و شیر غلط

حاشیۂ مصحف رخ سے قلم انداز کرو
دیکھو قرآن کی نہین چاہیے تفسیر غلط

رہنما خضر ہو ہمدم ہو مسیحا اپنا
پھر ہو کس راہ سے راہ در شبیر غلط

جذب الفت کا تماشا اوسسے دکھلا دیتا
کر گیا راہ مگر نالۂ شبگیر غلط

چھوڑ کر نجد کو سحرے تک وہ پھرا آوارہ
ہوئی مجنون سے رہ خانۂ زنجیر غلط

پیر میخانہ سے ہے رندون کو بیعت زاہد
افترا ہے جو انہین کہتے ہین بے پیر غلط

قبر مین بات بھی مجھسے نہ نکیرین سنے کی
دھیان مین یار کی ہین نی جو تقریر غلط

سحر ہے یا کوئی اسرار کہ ہو جاتی ہے
یار کے سامنے تاثیر مزامیر غلط

محفل یار مین موقع نرہا اب رعنا
آپ کو ہے ہوس عزت و توقیر غلط

ردیف غین معجمہ

ہے مراد وصل حاصل کبھی روشن چراغ
چاہیے امشب سر کوچہ و برزن چراغ

ہے برا سے کشتن پروانہ کیا پیرہن چراغ
دل جلے عاشق کو دکھلاتا ہی کیا جوبن چراغ

زلف کے آگے فروغ روی روشن کیونکہ ہو
سامنی کالی کے ہوتا ہی نہین روشن چراغ

تل بھلا وجہ فروغ روی روشن کیون نہو
بزم عالم مین کہین جلتا ہی بی روغن چراغ

سوزش داغ فراق شمع رو مین ہمدم ہو
آہ دود شمع ہی دل شمع ہی اور تن چراغ

مشعل ہستی ہی آہ آتشین مثل گیاس
سینۂ عشاق مین جلتا ہی بی روغن چراغ

مثل پروانہ ہی بزم دہر مین گر عندلیب
صورت گلگیر گلچین ہی گل گلشن چراغ

جلوہ گاہ شمع رو مین حاجت مشعل نہین
کب ہوا ہے بزم کے گوشہ مین روشن چراغ

مثل پروانہ جلایا شمع رویون نی مجھے
چاہیے تربت پہ بھی میری پس مردن چراغ

باکدامانی پہ مرتے ہین یہ پروانی عبث
بزم عالم مین رہا کرتا ہی تردامن چراغ

ہی ترے گھر کا اوجالا دخت رز پیر مغان
شمع محفل کی طرح گھر کے لیی ہی زن چراغ

اختلاط شعلہ رویون سی ضرر ہی جان کا
سوز پروانہ سے رہتا ہی کہین ایمن چراغ

ہے فقط لپکا جلاتی ہی جو پروانہ کو شمع
رات بھر محفل مین رکھتا ہی یہی قدغن چراغ

ڈھالتے ہین شمع رو کیون روی روشن پر نقاب
چھپ نہین سکتا کسی صورت پس چلمن چراغ

اشتعالک حسن دیتا ہے فقط بہر جفا
ہے فروغ نور سے پروانہ کا دشمن چراغ

ہے بجا زلف سیہ پہلو سے روی شمع رو
ہے مثل نیچے اندھیرا ہو جو ہو روشن چراغ

ہے بجا گر تمکو شمع بزم عالم ہم کہین
چہرہ وہ شمع سے گر ہے رخ روشن چراغ

ہے چراغ صبح رعنا عہد پیری مین زیست
واقعی رہتا نہین ہے صبحدم روشن چراغ

ردیف کاف فارسی

برنگ غنچہ ہون اس باغ دہر مین دلتنگ
نہ نکلی نکہت گل کی روش سے دل کی امنگ

ہے آخرت کا سفر سر پہ اور یہ اوسپہ درنگ
نفس ہے بانگ جرس کر چکا ہے اب آہنگ

حیا کا پاس ہے جب تک تو عشق ہے لبس خام
مقام عشق مین رہتا نہین ہے نام سے ننگ

نگاہ و ابروے قاتل کے اک اشارہ سے
اوڑائے سر و تن و جان جگر کی ہین جو رنگ

تپاک آپکا مجھسے فقط لفافہ ہے
کہ پیڑے غیر کو آئے مجھے خط بیرنگ

پڑا ہے طالع منحوس مین مرے مریخ
مین اوس سے صلح کا خواہان وہ مجھسے بہر جنگ

قضا کی طرح سے کیا جلد آتی ہے شب ہجر
شب وصال ہین اللہ اکبر ایسی درنگ

ادا ہے ناز ہے شوخی ہے حسن دلکش ہے
تمام اوسمین ہے عاشق کی مار رکھنے کی ڈھنگ

تپا یہ ہے مری جان جہان کا اے قاصد
کشادہ سینہ ہے پتلی کمر دہن ہے تنگ

وہ سنگ دل نہو عاشق مزاج کیا معنے
نہان ہی رہتی ہے آتش درون سینہ سنگ

نہ چھوٹا زلف چلیپا سے یہ دل وحشی
ہوئی محبت گیسوے یار قید فرنگ

پڑھے گا رشتۂ الفت کیٹین گر شک سے غیر
نظام روز اڑاتا ہے اوس پری سے پتنگ

ردیف لام

کیونکر نہ بار عشق کو تنہا اوٹھائے دل
غمخوار غم کا کون ہے آخر سوائے دل

دلبر اگر جدا ہو تو اوسکو بلائے دل
ہو رہنما جو عشق تو ہو شوق پائے دل

ناچار ہو جبر کیا ہمنے اختیار
اپنی بھی ہے رضا وہی جو ہے رضائے دل

پوچھے اسے عزیز جا کے زلیخا سے دل کی قدر
زر ہے بہائے یوسف و یوسف بہائے دل

رنج فراق و درد و قلق فرط شوق و عشق
طاقت ہے اتنی بوجھ کو تنہا اوٹھائے دل

ہے خواب مین جو زینت آغوش وہ قمر
مثل کتان ہے چاک ہماری قبائے دل

وصل اس بہار میں ہو جو اوس گل سے باغ میں / پھولا خوشی سے بر میں نہ میری سمائے دل
بیجا نہیں ہے اسکو جو عرش خدا کہوں / کرسی سے بھی بلند ہے الحق بنائے دل
شورش تھی اور اوسپہ تماشا ہے بعد مرگ / ڈھونڈا تو کچھہ غبار سا نکلا بجائے دل
ہے مظہر جمال الٰہی یہ بالیقین / سینہ ہے طور شمع تجلی ضیائے دل
منظور دل لگی ہے تو دل کو لگا کے دیکھہ / ارمان دل نکال لے کر دل میں جائے دل
تصویر کھینچ لی ہے تصور سے یار کی / او تری پری سے شیشہ میں یہ ہے صفائے دل
اور میں دلربا کے کوچے میں ہنگامہ ہے بپا / دل باختہ پکارتے ہیں ہائے ہائے دل
یہ عشق دلرباؤن کا ہر دل عزیز ہے / دل دادہ اوسکو رکھتے ہیں بر میں بجائے دل
دل باختہ ہے پوچھہ نہ عاشق کا ماجرا / دل کھو گیا ہے اسلیے کہتا ہے ہائے دل
میں دل سے بے نیاز ہوں گل مجھسے بے نیاز / دل میرا آشنا ہے نہ میں آشنائے دل

رعنا لگا نہ سینے سے دست نگار دیکھہ
دزد حنا نہ آنکھہ بچا کر چرائے دل

ہو گیا وصل کی حسرت میں زوال بلبل / خلد جا پہونچی ہے اللہ رے کمال بلبل
موسم گل ہے اگر عہد کمال بلبل / باغبان فصل خزان میں ہے زوال بلبل
گل ہے ساغر تو سبو غنچہ ہے مے ہے شبنم / آج کیا گل سے ہے سامان وصال بلبل
وصل ہوتا ہے میسر جو کبھی اوس گل سے / ہمصفیرو مجھے آتا ہے خیال بلبل
گفتگو آج ہے کچھہ وصل کی شاید گلچین / کان میں گل کے صبا کہتی ہے حال بلبل
باغبان ہے نہیں صیاد ہے یا گلچین ہے / سب یہ پڑ جائیگا گلشن میں وبال بلبل
پھول سیہرون نے کیے باد صبا نے ماتم / نہوا کسکو پس مرگ ملال بلبل
مانع وصل رہا گل کو مگر حسن و غرور / مر گئے پر نہوا گل سے وصال بلبل
دخل صیاد ہو جنت میں نہ گلچین کا گذر / ہوگا محشر میں یہ رضوان سے سوال بلبل
نکلا پھر ایکی برس قرعہ بنام صیاد / دیکھی گلچین نے گلستان میں جو فال بلبل
باغ میں اوسکے مزاحم نہو گلچین سے کہو / دخل بے حکم کرے تھی یہ مجال بلبل

کیسے ناکام گئے باغ جہان سے ہیہات　　مجبور رہ کے یہ آتا ہے خیال بلبل
چتر گل سر پہ ہے اور تختۂ گلشن پہ جلوس　　چشم بد دور ہے کیا جاہ و جلال بلبل
داغ لالہ کو عبث سمجھی ہے سنگ اسود　　کعبۂ گلشن ہے یہ ہے خام خیال بلبل
دربدر خاک بسر دونون ہین گلچین صیاد　　باغبان پڑتا ہے یون دیکھ وبال بلبل

گلشن دہر مین رعنا شعرا دیتے ہین
گل کو معشوق سے عاشق سے مثال بلبل

داغون سے باغ باغ ہے بستان سرای دل　　کیا ہے خزان بہار ہے گلچین فضای دل
مرجائے بھول کر نہ کسی سے لگائے دل　　یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
قسمت سے نقش پائے صنم کو جو پائے دل　　سو جان سے فدا ہو وہین لوٹ جائے دل
لوٹا جو کوئے یار سے ہونگا فدای دل　　لونگا قدم مین آنکھون سے جو ہونگا پای دل
سنیے گا آپ مجھسے اگر ماجرای دل　　جائے کہین نہ ہاتھون سے بیٹھے بٹھائے دل
بر مین وہ گل جو آئے تو گل ہو قبای دل　　گل کی طرح خوشی سے نہ پھولا سمائے دل
بوسہ دہان یار کا ہے منہ کی کھائی دل　　اور فرط شوق سے نہ کہین منہ کو آئے دل
دیکھی نظر دل آئے ہے عین خطای دل　　پامال عشق مین ہو یہی ہے سزای دل
ناصح خطا معاف کسی پر نہ آئے دل　　جی چھوٹ جائے ہاتھ سے جس وقت جائے دل
وسعت یہ ہے نہ کون و مکان تک سمائے دل　　حسرت ہے تنگ بلبل ترا تنگنای دل
درمان ہے درد ہے غم جانان دوای دل　　عاشق کو عشق کا ہے مرض ہے شفای دل
دل مین ندای غم ہے تو غم مین صدای دل　　دل غم پکارتا ہے تو غم ہای ہای دل
دلدار کام کرتی ہے آہ رسائے دل　　نادان نہ دل شکستون کی لے بد دعائے دل
آنکھین بھی رو کے پھوٹ گئین کچھ لا علاج　　شامل رہا نہ درد مین کوئی سوائے دل

ردیف میم

طرفہ شوریست کہ در دور فلک مے بینم　　فتنہ و شر زسما تا بسمک مے بینم

حال حجاج بد و نیک آخر پدید است
سنگ اسود بخدا سنگ محک می بینم

شور و شیرینیست چو در ذات نمک پرورده
هر نمک خوار چرا کور نمک می بینم

گشت برگشته و فاسد چه عقائد در دین
قلب ارباب یقین قالب شک می بینم

گردش چرخ نظر کن که سلیمان بر مور
روی آورده و محتاج کمک می بینم

بیخبر و مست مئے عیش و خردمندان را
باده خون جگر و دل چو گزک می بینم

تختهٔ باغ شد از لشکر صرصر تاراج
عوض سنبل و گل خار و خسک می بینم

سبب برہمی عالم واوم رعنا
همه از شعبدهٔ بازی فلک می بینم

یاد آن روز که در کوے تو گریان رفتم
به گلستان صفت ابر بهاران رفتم

ساختم سجده بمحراب در میخانه
از خرابات جهان صاحب ایمان رفتم

قشقهٔ ناصیه گردید نشان سجده
آمدم کافر و صد شکر مسلمان رفتم

سرکبت آه بدل بار ندامت بر دوش
بر در جان جهان وه چه بسامان رفتم

داد از رنج و غم و غصه که دیدم در هجر
یاد آن روز که در بزم تو خندان رفتم

وحشتم برد سوے دشت ز کویش رعنا
یار در خانه و من سوے بیابان رفتم

کھو چکے پہلے ہی ناموس کو اور نام کو ہم
ہو پہنچے آغاز محبت میں ہی انجام کو ہم

لن ترانی تری موسیٰ کی زبانی سن کر
دیکھتے روز ہیں آ آ کے تری بام کو ہم

بیخود الفت عارض تھی اور اب بندۂ زلف
صبح کی بھولے ہوی آئے مگر شام کو ہم

خوب انصاف ہے سرکار میں ماشاء اللہ
مہربانی کے لیے غیر ہیں دشنام کو ہم

مرغ جان کے لیے مانع قفس چرخ نہیں
توڑ کر صاف نکل جائینگے اس دام کو ہم

جلوهٔ کثرت و وحدت ہے حقیقت میں ایک
خاص کو عام کہیں خاص کہیں عام کو ہم

دیر میں یار ملا کفر ہوا دین رعنا
کیوں سلام اب نہ کریں کعبۂ اسلام کو ہم

ردیف نون

کھینچا ہی عکس قلب کی فوٹو گراف مین
شیشہ مین ہی شبیہ پری کوہ قاف مین

وہ سرد مہریات کو سویا لپیٹ کے خوب
دونا مذاق وصل کا اوٹھا لحاف مین

گھونگھٹ مین مجکو ابروی قاتل نظر پڑا
شمشیر برہنہ نظر آئی غلاف مین

ای بحر حسن کچھ مرے دل کی خبر بھی ہے
ڈوبا چہ ذقن مین کہ گرداب ناف مین

بنتی نہین ہی آج جب اوس شوخ و شنگ سے
عاشق سے کیا عجب ہی جو بگڑی زفاف مین

رعنا دوئی کو چھوڑ دے اور محو ذات ہو
پڑ کفر اور دین کے نہ تو اختلاف مین

مجکو فقط شکایت سوز نہان نہین
ہے کون رنگ عشق جو رخ سے عیان نہین

خانہ خراب عشق نے کیا کیا کیا ذلیل
رسوا کہان کہان دل بیخانمان نہین

آہون کا قافلہ نظر آیا تو کیا کرین
یوسف ہمارا جسمین ہو وہ کاروان نہین

وصلت بھی ہو نصیب تو باتون کا ذکر کیا
اونکے دہان نہین مرے منہ مین زبان نہین

حسرت مین نکلی سامنے اونکے نہ منہ سے بات
جیسے دہان زخم مین گویا زبان نہین

جو ہم پیالہ تھے وہی ہمسے نفور ہین
جبدن سے لطف حضرت پیر مغان نہین

رعنا نہ پوچھ وسعت دشت جنون کا عشق
یہ وہ زمین ہی جسکا کہین آسمان نہین

نہین جبدن سے یار پہلو مین
دل کو ہے اضطرار پہلو مین

نخل امید یہ ثمر لایا
ہے وہ رشک بہار پہلو مین

کسنے پھینکا ادھر خدنگ نظر
دل ہوا ہے شکار پہلو مین

دل مشبک ہے تیر مژگان سے
زخم ہین بیشمار پہلو مین

نہین ممکن کہ اب پتا بھی ملے
ڈھونڈ لے دل ہزار پہلو مین

دل و جان و جگر شب وصلت
ہوئے تیرے نثار پہلو مین

دل کو وارون مین جان نثار کرون
آؤ گر آپ کی بار پہلو مین

سوے جنت نہ سمجھ کے یون کروٹ
ہو جو وہ گلعذار پہلو مین

جام جم دیدۂ جہان بین ہے
دل ہے آئینہ دار پہلو مین

قبر بلبل پہ گل چڑھاؤن نظام
آئے گر گلعذار پہلو مین

وہ پری رو بشر ہے حور نہین
پر ذرا جور ہے قصور نہین

بال اوسکی کمر کو کہتے ہین
شاعرون کو مگر شعور نہین

تیری تیغ نظر ہے آفت جان
قتل عشاق تجھسے دور نہین

جلوۂ حق بتون مین ہے الحق
نار مین کیا ظہور نور نہین

ہمکو واعظ عذاب سے نڈرا
نام خالق کا کیا غفور نہین

پر یہان قدسیون کے جلتے ہین
قصر جانان ہے کوہ طور نہین

نہ اوٹھو خفتگان خواب عدم
میرا نالہ ہے نفخ صور نہین

عشق گیسو کا ہون مین سودائی
سر مین سرسام ہے سرور نہین

جلوہ گر ہین وہ ماہتابی پر
ماہ مین اس سے آج نور نہین

اوسکا کوچہ ہے گلشن جنت
کون کہتا ہے اوسکو حور نہین

غم نہین یار ہے نظر سے نہان
دل سے جو پاس ہے وہ دور نہین

یار پر ہے شباب کا عالم
نشے مین چشم مست چور نہین

ہاتھ اوپر رکھ لیا ہے غیرون نے
قتل مین آپ کا قصور نہین

ارنی کیون نہ بھول جائین کلیم
روے جانان ہے شمع طور نہین

ترک نخوت ضرور ہے رعنا
نشۂ کبر مین سرور نہین

آہ دنیا ہی مین اب خاک بسر جاتا ہون
گر کے ارمانون مین اک عمر بسر جاتا ہون

وعدہ ہر روز یہی دل سے مین کر جاتا ہون
کہ ابھی آتا ہون اوس شوخ کے گھر جاتا ہون

شوق دیدار مین جو حد سے گذر جاتا ہون
یار آنے نہین پاتا ہی کہ مرجاتا ہون

حال دل کرتا ہون اورونکی فسانون مین بیان
نام جب پوچھتی ہین صاف مکر جاتا ہون

روح آتی ہے شہیدون کی پئے استقبال
سر بکف کوچۂ قاتل مین اگر جاتا ہون

سوت آجائے تو جانون کہ ہوا آج وصال
کیا شب ہجر کے آنے سے مین ڈر جاتا ہون

کربلا کوچۂ سفاک ہے قاصد نہ پھرا
سر بکف آپ مین لینے کو خبر جاتا ہون

نلا مجکو کہین عالم امکان مین پتا
اب عدم ڈھونڈہنے کو اونکی کمر جاتا ہون

ہین وہ عیار تو مین بھی نہین اونسے کچہ کم
بوسہ لیلیتا ہون اور صاف مکر جاتا ہون

بزم اغیار مین جب وہ نہین ہوتی دو چار
خود بین ہمچشمون کی نظرون سے اوتر جاتا ہون

رخ کا مشتاق ہون اور زلف کا سودائی ہون
کوچۂ یار مین ہر شام و سحر جاتا ہون

قیس و فرہاد مرا ساتہ بھلا کیا دینگے
منزل عشق مین مین اونسے گذر جاتا ہون

جا کے کرتا ہون کبھی پیر مغان سے بیعت
توبہ واعظ کے کبھی سامنے کر جاتا ہون

شب معراج مجھے ہوتی ہی رعنا شب ہجر
روے جانان کے تصور مین جو مر جاتا ہون

کاکل و رخ کو ترے یاد کیا کرتے ہین
رات دن ہجر مین فریاد کیا کرتے ہین

دل تصور سے ترے شاد کیا کرتے ہین
اپنے ویرانہ کو آباد کیا کرتے ہین

تیغ ابرو کی ہے جانباز کو جنبش کافی
قتل بے رحمی سے جلاد کیا کرتے ہین

وہ تو انسان ہین پر انسان یہ دیوانے ہین
اونکو مشہور پریزاد کیا کرتے ہین

مشق کرتے ہین نئی سیکھتے ہین جور نئے
روز طرز ستم ایجاد کیا کرتے ہین

لیکے دل ہجر مین تڑپاتے ہین ترساتے ہین
جور کیا کیا ستم ایجاد کیا کرتے ہین

اونکی آنکھون کے جو منظور نظر ہین مضمون
اپنے اشعار یہ خود صاد کیا کرتے ہین

سنگدل سحر بیانی سے کیے ہین تسخیر
موم ہم بات مین فولاد کیا کرتے ہین

کوہ و صحرا مین مرے نالون کا سن کر شور
قیس و فرہاد بھی فریاد کیا کرتے ہین

غنچۂ گل کو گلستان مین اگر دیکھتے ہین
دہن یار کو ہم یاد کیا کرتے ہین

اونکا سن آتے ہین ہم دیر و حرم میں کہہ کر
شاد یون خاطر ناشاد کیا کرتے ہین

ناتوان قید جدائی سے کبھی ہم ہون رہا
وہ کرو کام جو صیاد کیا کرتے ہین

شاہباز نگہ ناز پری پیکر رعنا
طائر سدرہ کو آزاد کیا کرتے ہین

خیال وخواب یہ لیل و نہار جانتے ہین
ہم اپنی زیست فقط مستعار جانتے ہین

بدن مین زخم نہین بدھیان ہین پھولونکی
ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین

خطا سی جائین ختن کو تو تم ہو چین بجبین
تمہاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین

جو شاہباز ہی اے ترک چشم تیری نظر
تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین

اوڑے گی خاک سر قبر میری بعد فنا
تمہاری شوخیان اے شہسوار جانتے ہین

رضا قضا پہ ہجر رعنا قدر پہ ہے تسلیم
ہم اُسنے واسطے معراج دار جانتے ہین

خزان چمن سے گئی فصل گل کی آئے دن
خدا نے پھر یہ ہمین باغبان کھائی دن

خزان چمن مین ہی بلبل قفس مین نالان ہے
خدا کسیکے نہ دشمن کو یہ دکھائے دن

فراق یار مین دن ہو گیا ہی روز قیام
بلا سے عمر گھٹی پر خدا گھٹائے دن

دعا سے بھی نہین ہوتی شب وصال نصیب
فراق یار کے آتے ہین بن بلائے دن

جمال یار نہین خواب مین بھی انکو نصیب
فلک نے کیسے الٰہی ہمین دکھائے دن

نہ پوچھ حال شب و روز ہجر رعنا کا
بلا کا سامنا رہتا ہے مجکو آئے دن

بوسہ ہونٹون کا شب وصل وہ کیا دیتے ہین
ذائقہ قند مکرر کا چکھا دیتے ہین

ملک الموت ہین عشاق کے حق مین یہ حسین
جیتے جی خاک مین زندون کو ملا دیتے ہین

کام کرتے ہین دم رقص مسیحائی کا
ایک ٹھوکر سے وہ کشتہ کو جلا دیتے ہین

کشتۂ تیغ نگہ تک لنگین پھر کی نگاہ
خون بہا مانگین تو وہ خون بہا دیتے ہین

نہ رسائی ہوئی گو زلف رسا تک رعنا

شام جب ہوتی ہے ہم اونکو دعا دیتے ہین

ہون وہ واماندہ نشان ہمرہان ملتا نہین
کاروان کیسا غبار کاروان ملتا نہین

ڈھونڈھتے ہین پر نشان بی نشان ملتا نہین
جان جسپر دیتا ہی وہ جان جہان ملتا نہین

عشق لاتا ہے جو شبخون غارت دل کی لیے
جز شکیب و صبر کوئی پاسبان ملتا نہین

آپ سے گھر قدم رنجہ کیا کرتے ہین ہان
عذر ہے معقول مین آنے مہربان ملتا نہین

باہمہ رفعت تصدق روز ہی سر صبح و شام
کون کہتا ہی زمین سی آسمان ملتا نہین

جان شیرین کا بھی دینا بہت آسان تھا
ڈوب مرنے کو زنخدان سا کنوان ملتا نہین

جوش گل سے دل مین کیا گلشن مین جا باقی نہین
عندلیبون کو مقام آشیان ملتا نہین

روز مجھہ ہی بیگنہ پر تیز ہوتی ہے چھری
بوالہوس کیا تمکو پھر امتحان ملتا نہین

ڈھیر پر آتا ہے ناحق خاکسارون کی ہما
خاک کھائیگا کہ نام استخوان ملتا نہین

دختر رز پر جو فصل گل مین ہی رنگ شباب
اب مزاج حضرت پیر مغان ملتا نہین

وشت وحشت مین ہون اک مدت سی سرگرم تلاش
جسمین یوسف ہو مرا وہ کاروان ملتا نہین

واہ ری قسمت کہ ملتی ہی تو قاتل کو جو ہر قبل
کہلے تچپاتی ہین رعنا سا جوان ملتا نہین

نزاکت پر وہ میری قتل کا بیڑا اوٹھاتے ہین
نصیب اللہ اکبر زیر خنجر آزماتے ہین

مکر جاتے ہین اور اوسپر بھی وہ منہ ہم پہ آتے ہین
سوال بوسہ پر سو بار اونسی منہ کی کھاتے ہین

بہت روئے مگر دیکھی نہ کوئی صورت جلت
اب آخر لے تجھے ای طالع خفتہ جگاتے ہین

خیال یار آئے بے تکلف خانۂ دل مین
بجائے فرش آنکھین راستی مین ہم بچھاتے ہین

جو عالی ظرف دریا دل ہین پی جاتے ہین غصے کو
نہ آتے ہین کہین کوزے نہین اور در یا سماتے ہین

حباب آسا ہی ثابت بی ثباتی بحر عالم کی
یہ غافل سے محل آب روان پر گھر بناتے ہین

کیا ہی ذبح مرغ نامہ برکو اونسے کہتے ہین
رقیبون سی خدا سمجھے جو بد پر کی اوڑاتے ہین

مریض عشق پر دم سے اعجاز کیا ہے
بھلا ای حضرت عیسی کہین ہم دم مین آتے ہین

لبھانے کو دل عاشق کو کیا کیا پیچ کرتے ہین
یہ گیسو بل کی لیتے ہین حسین جب سر چڑھاتے ہین

کسی کے طائر دل کو مقرر وہ پھنسائینگے
جو دام زلف مشکین تل کی دانے پر بچھاتے ہین

خوشامد سے نہ رہ شیرین بانونگی کبھی غافل
یہ شیرینی مین گویا زہر قاتل کو ملاتے ہین

بہانے سے ہی چلی جاتی ہین اوٹھکر میری پہلو سے
رقیبون پر عنایت ہی قیامت مجھپہ ڈھاتی ہین

نہین دیتی جواب صاف تک پیغام وصلت کا
کبھی خاموش رہجاتی ہین گاہی مسکراتے ہین

بچے سفاک سے جھوٹے کیونکر جان بسمل کی
جو آنگین خو نہا تو دم مین پھر وہ خون بہاتی ہین

گلون کی شاخ گویا اونکے حق مین تار برقی ہے
کہ پیغام عنادل آشیان سے گل کو جاتے ہین

چمن مین دھوم ہے اب آمد فصل بہاری کی
عنادل آشیانی آج گل گلشن مین چھاتی ہین

نگولے یہ نہین بعد فنا گور غریبان پر
مگر یہان قافلے ارواح کے دنیا سے جاتی ہین

مسی ہے لب پہ ہاتھون مین حنا رخسار پہ غازہ
خود آرا کیسی نیرنگی سے رنگ اپنا جماتے ہین

خدارا بہر استقبال جلد اے جان باہر آ
عیادت کو مری جان جہان تشریف لاتی ہین

زر گل کی ہے بازار جہان مین گرم بازاری
جوانان چمن اب خوب گلچھرے اوڑاتی ہین

گلستان آج کشت زعفران ہے کم نہین گلچین
جو گل کھل کھل کے ہنستے ہین تو غنچے مسکراتی ہین

نظر پھر جاتی ہے جسوقت اوس غیرت چشم کی رعنا
تو پھر مجھسے مرے ہم چشم بھی آنکھین چراتی ہین

تو نہائے اگر اے رشک چمن پانی مین
دوڑ کے مرغان چمن آئین ہمگا پانی مین

آپڑی زلف دم غسل جو اوسکے رخ پر
مین یہ سمجھا کہ ہوا چاند گہن پانی مین

دم رقت جو بندھا گوہر دندان کا خیال
آگیا صاف نظر دُرِ عدن پانی مین

فرط گریہ سے ہون اسطرح غریق رحمت
مردم چشم کا ہے جیسے وطن پانی مین

موج ہو موجہ بوئے گل تر آب گلاب
ہو جو وہ غیرت گل عکس فگن پانی مین

چاہیے حوت سے یونس کیطرح دہن آب
گور ہے نام کو اک عمر وطن پانی مین

پوچھ دریا سے تجسس مین ہے کسکے بیتاب
آبلے موج کے پا مین ہین شکن پانی مین

بلبلہ پانی مین اوٹھتی ہین بجای بلبل
پھونک دیتا ہے جو وہ غنچہ دہن پانی مین

خون فرہاد نگر گردن خسرو پہ رہا
اشک شیرین سے بھی جو ہے لبن پانی مین

خوردبین سے ہے عجب قدرت خالق ظاہر
اک جہان کا نظر آتا ہے وطن پانی مین

گل پہ شبنم نہین آغوش مین بلبل کی مگر
عرق شرم مین ڈوبی ہو وہ گلشن پانی مین

ضبط گریہ سے نمود اسکی ہے رعنا ورنہ
غرق ہو جائے ابھی چرخ کہن پانی مین

اُمڈے ہین اشک مردمک چشم حور مین
دیکھو پری نہاتی ہے دریاے نور مین

شرم و حجاب دور ہو وصلت کا لطف ہے
ایسے مزے کہان ہین شراب طہور مین

یہ سرد مہریان شب تنہائی کی ہین آہ
کاٹی ہین کانپ کانپ کے راتین سمور مین

بھڑکی ہے آگ دل مین رواں چشم سے ہین اشک
پیدا ہوا ہی نوح کا طوفان تنور مین

غیبت مین حال دل نہین ممکن کہ لکھ سکون
سُن لیجیے بلا کے سب اپنے حضور مین

مین نے کیا وہ کام جو مشاطہ سے نہو
سویا لپٹ وہ نشۂ مے کے سرور مین

رویا مین بھی جمال سے محروم ہو رکھا
یہ لن ترانیان تھین فقط بزم طور مین

پاس اونکو میرا صحبت اغیار مین کہان
ارض و سما کا فرق ہے نزدیک دور مین

ہے گرم ناز گور غریبان پہ وہ حسین
باقی رہا ہے حشر کے اب کیا ظہور مین

آمد شد نفوس مین کسطرح چین آئے
ہر دم صدائے حشر ہے اس نفخ صور مین

سچ پوچھیے تو زندہ ہے درگور اب نظام
جان ہے حریم کعبہ مین تن جودہ پور مین

غم سوا عشق کا مآل نہین
کون دل ہے جو پائمال نہین

حسن پر آپ ہین عبث مغرور
کون شئے ہے جسے زوال نہین

حسن مین بال کا نہین ہے فرق
کمر یار دیکھیے بحال نہین

خواب مین بھی نظر نہین آتے
اونکو مطلق مرا خیال نہین

زخم کے منہ سے بات کیا نکلے
لال ہے طاقت مقال نہین

غم سے افسردہ ہو گیا یان تک
آرزوئے شب وصال نہین

رشک سے غنچہ کو جلانا ہے
وصل کا آپ سے سوال نہین

ہجر مین ہو گیا وصال نظام

ہجر کیونکر کہون وصال نہین

اس دور مین بچا ہی رنج والم سی کون
افلاک سے رہا ہے خالی ستم سی کون

اک سر ہزار سودا اسلے مول دیگی جان
اوبھلائے دل کو اپنے گیسو کی خم سی کون

دھم تجر تڑپ کی گھر رہتا نہین تو شب
کودا تھا گھر مین صاحب آخر یہ دم سے کون

تو ہی بتا صنم گر انصاف سے ذرا
بہتر ہے لعبتون مین میرے صنم سی کون

ابرو کے یہ اشارے کشتہ کرین نہ کیون
جان بر ہوے ہین قاتل تیغ دو دم سی کون

مٹ جائین خاک ہوکر معراج ہی یہی
سر یار کے اوٹھاتے نقش قدم سے کون

شمشیر کا ہوا ہے سرسبز کھیت کب
پھولا پھلا ہے ظالم جور و ستم سے کون

ہی چار دن غنیمت رعنا جہان مین زیست
جاکر پھرا ہے ورنہ ملک عدم سے کون

حضور آج تو تمسے دوچار ہم بھی ہین
تمہارے تیر نظر کی شکار ہم بھی ہین

کبھی ہمین بھی ہو شامل رقیب وصل نصیب
تری خدائی مین پروردگار ہم بھی ہین

جو ذرہ خاک در بو تراب کا ہے مہر
تو مرتضے کی گلی کے غبار ہم بھی ہین

سمند ناز کو کرا سقدر نہ گرم عنان
تری رکاب مین ای شہسوار ہم بھی ہین

صفات چشم مین جادو نگاریان کی ہین
جو سحر ہی وہ نظر سحر کار ہم بھی ہین

چمن مین آمد فصل بہار ہے گلچین
صبا سے کہدو ذرا ہوشیار ہم بھی ہین

تمہارے گیسوے مشکین و روی روشن پر
نثار صورت لیل و نہار ہم بھی ہین

وصال ہجر مین رعنا کا ہو گیا آخر
لبون پہ جان ہے اور بے قرار ہم بھی ہین

دل کو پسند سیر ریاض جہان نہین
جسکی ہوا ہو سر مین یہ وہ بوستان نہین

وہ دل نہین ہے جسمین خیال بتان نہین
ہو جس جگہ نہ کوئی مکین وہ مکان نہین

آئے ہین ایک روئے نکو کی تلاش مین
کچھ بے سبب ورود ہمارا یہان نہین

شام و سحر فراق مین ہے زلف و رخ کی یاد
کسوقت ذکر خیر یہ ورد زبان نہین

کاکل کا قصہ ہجر کی شب سنکے آئی نیند مد
کیا کہیے قصہ گوکو کہ جادو بیان نہین

تازہ رہین گے داغ جگر اپنے عمر بھر
یہ وہ سدا بہار ہے جسکو خزان نہین

دل ہم بھی کر چکے اوسی سفاک پر فدا
عالم کو جسکے تیر نگہ سے امان نہین

صدمے اوٹھائین صبر کرین راہ عشق مین
لازم یہ آہ و نالہ و شور و فغان نہین

وصل صنم تو جان کے بدلے بھی مفت ہے
ہے سودا ایسے سودے مین ہرگز زیان نہین

اوس گلبدن کے ہجر مین داغ ملال ہین
پھولون کی سیر ہے سینے پہ یہ بدھیان نہین

جاؤن گا ساتھ ناقۂ لیلی کے ہے تک
کچھ قیس کی طرح سے تو مین ناتوان نہین

اول مین کر دکھاتے ہم الفت کی انتہا
خوبون مین کیا کرین کہ کوئی قدردان نہین

جو نامور تھے صفحۂ ہستی مین اے **نظام**
افسوس اونکا نام کو باقی نشان نہین

سمایا ہے خیال روی جانان یون مرے دل مین
جہان چشم جہان بین کی در آئے جیسے اک تل مین

ہمین پروا نہین ہے گو بلائین وہ نہ محفل مین
خیال اونکا تو رہتا ہے ہمارے خانۂ دل مین

کھلی ہے وجہ خال روی انور بعد مدت کے
کہ نسبت ہے مقرر دیکھہ لو کافور و فلفل مین

گرا گر دل مرا چاہ ذقن مین کیا تعجب ہے
فرشتے آج تک ہین قید دیکھو چاہ بابل مین

مزا روح روان نے جسم سے کچھ بڑھ کے پایا ہے
نئے انداز کے جوہر تھے رعنا تیغ قاتل مین

پھری ہوئی جو جہان سے نظر کو دیکھتے ہین
ہم آج طبع مبارک مین شر کو دیکھتے ہین

جو کاکل و رخ رشک قمر کو دیکھتے ہین
بہم وہ جلوۂ شام و سحر کو دیکھتے ہین

کمال تنگ ہین وہ میری سخت جانی سے
کبھی کلائی کو گاہے تبر کو دیکھتے ہین

کہان ہین خضر نشان کاروان کا ہے کس جا
طریق عشق مین ہم راہبر کو دیکھتے ہین

عجیب صبح شب وصل یار کا ہے سمان
ہم اونکے منہ کو وہ روے سحر کو دیکھتے ہین

حریم دل مین بسین بت خدا کی قدرت ہے
کبھی صنم کبھی خالق کے گھر کو دیکھتے ہین

مکان غیر کے دھوکے سے شب جو آ نکلے
کبھی وہ مجکو کبھی میرے گھر کو دیکھتے ہین

شب وصال مین ہے آج نور کا عالم / زیادہ طور سے ہم اپنے گھر کو دیکھتے ہین
بہار مین ہین عنادل سے بدگمان صیاد / قفس کو تاڑتے ہین بال و پر کو دیکھتے ہین
مجھے یہ ڈر ہے کلائی مین خم نہ ہو گیا ہو / حضور کیون مرے چاک جگر کو دیکھتے ہین
شمیم لاتی ہے کب گیسوے معنبر کی / مدام راہ نسیم سحر کو دیکھتے ہین
مقابلہ لب و دندان کا آئینہ مین ہے / ملا ملا کے وہ لعل و گہر کو دیکھتے ہین
سوال وصل نہ ہو دل مین یہ ہی دھڑکا ہے / کبھی وہ خط کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہین
فلک ستم نہین کرتا ہے جو تجھے کرے / خدنگ آہ کے ہم بھی اثر کو دیکھتے ہین
شبیہ یار مین فرق اصل سے نہین سر مو / وہ بدگمان ہین جو موے کمر کو دیکھتے ہین
جو عیب بین ہین ہنر پر نظر نہین کرتے / ہنر پسند بشر کے ہنر کو دیکھتے ہین

نہین ہے اسلیے غم خشک و تر کا اے رعنا
شفیع اپنا شہ بحر و بر کو دیکھتے ہین

یاد آئینہ رو مین حیران ہین / دھیان مین زلف کے پریشان ہین
اپنے مطلب کے کیسے ہین دانا / میرے مطلب کے وقت نادان ہین
چشم مخمور و زلف و عارض یار / دشمن جان و دین و ایمان ہین
وجہ گلبانگ ہے یہ اے گلچین / حال بلبل پہ پھول خندان ہین
عشقبازی ہمارا مشرب ہے / ہم نہ ہندو ہین نے مسلمان ہین
بارہ پر رکھہ لیا ہے غیرون نے / قتل عاشق کے آج سامان ہین

وصل حاصل ہے اوس پریرو سے
آج رعنا غرض سلیمان ہین

بہار آہو پہ آتی ہی مشام روح بستے ہین / ہوا چلتی ہی بجلی کوندتی ہی مینہہ برستے ہین
رہ جنگل نہین کم کوچۂ گیسوی پرخم سے / جو آہو آسمان ہی کہکشان آہو کے رستے ہین
پڑی گا بلبلون کے قافلے پر کیا کہین گلچون / کمربندی مین کیون ای باغبان پھولونکو کستے ہین
گل خندان ہے سب کشت زعفرانی سے / تبسم مین ہین غنچے کھلکھلا کر پھول ہنستے ہین

آفتاب ابر مین چھپتی ہی نہین خورشید کی رخ سے
اوڑھ اگر لیتے ہین شب پردن کو زر فشتی ترستے ہین

نکل سکتے نہین زنجیر موج ابر رحمت سے
فرشتے بھی جب اگر سلسلہ مین مینہ کی پھنستے ہین

تفاوت اسقدر ہی کوہ آبو اور جنت مین
وہ آدم کا ہی مسکن اور یہان غلمان بستے ہین

ہوا چلنے مین آندھی ہی تو مینہ بارش مین طوفان ہے
الٰہی پھٹ پڑا ہی آسمان یا مینہ برستے ہین

سبب یہ کثرت برسات کا ہی کوہ آبو پر
کہ بادل کوہ سے ٹکراتے ہین جنگل مین پھنستے ہین

نگر رونا او نہین فرہاد کی ہے جان شیرین پر
بہانہ سے جو دل کو کھولکر بادل برستے ہین

بھلا فصل بہاری کسکی روش پھولی سمائیگی
بدن مین جامہ گل تک بہار گل مین پھنستے ہین

چلی ہی نکہت گل آج استقبال کو کسکے
کمر کو موجۂ باد صبا سے پھول کستے ہین

ہجوم و کثرت فصل بہاری کی قوافل سے
کہان جاتا ہے پیک فکر بند آبو کی رستے ہین

مچلکہ لکھدیا اوراق گل پر عندلیبون نے
یہی باعث ارم ہی آکے وہ آبو پہ بستے ہین

تمام ہین شاخ گل اور ہین دو ابتین فیض کی چشمی
یہ لستے بوٹے ہین بھونرے یا پھولون ہی بستے ہین

بہار باغ رضوان لوٹتے ہین مفت دنیا مین
یہ گلچین ارم ہین جو یہان آکے بستے ہین

حباب بحت سنگ آئے ہین جنکے رعب عظمت سے
ابل آئی ہین دریا او زمین مین کوہ دھستے ہین

بہار باغ جنت سبزۂ بیگانہ ہے رعنا
مشام جان قدسی نکہت آبو سے بستے ہین

ردیف واو

کردیا زار غم عشق نے ایسا مجکو
موت آئی بھی تو بستر پہ نہ پایا مجکو

یاد آجاتی ہے جب نزعت چلیپا مجکو
صاف ہوتا ہے شب ہجر کا دھوکا مجکو

کبھی جنگل کبھی بستی مین پھرایا مجکو
آہ کیا کیا نہ کیا عشق نے رسوا مجکو

دشمن جان ہوا در پردہ مرا جذبۂ عشق
منہ چھپانے لگے وہ جان کی شیدا مجکو

سکون ہے گرم رہ وادی وحشت مجسا
آہوون نے کبھی صحرا مین نہ پایا مجکو

روز روشن ہو نہ کیونکر مری آنکھون مین سیاہ
ہی تری گیسوی شب رنگ کا سودا مجکو

دانۂ خال سے مستحسن کیا طائر جان
دام نے کاکل پیچان کے پھنسایا مجکو

چھیت اسلام مین بھی کفر سے چھوٹ کر نہ ملا
کوئی کہتا ہے برا اور کوئی اچھا مجکو

اک پری رو کی محبت کا مین ہون دیوانہ
نہ پری کا نہ کسی جن کا ہے سایا مجکو

لیلۃ القدر مجھے ہو گئی آخر شب ہجر
دھیان اوس روے منور کا جو آیا مجکو

مرض مہلک ہجران سے ابھی صحت ہو
رخ دکھا جاے جو وہ رشک مسیحا مجکو

بخت بیدار ہوے وصل کی شب تھی شب ہجر
سبب وصل ہوا عالم رویا مجکو

واعظا دوزخ و جنت کی نہین بیم و رجا
عشق اور حسن کا بس بھاتا ہے چرچا مجکو

روبرو تمکو خدا کی بھی کرون کا قائل
لے لیا دل نہ دیا آپ نے بوسا مجکو

وا دیے دل ہوا اندیشۂ غم سے ایمن
خواب مین جب نظر آیا رخ زیبا مجکو

روز و شب شوخ نے کیا کیا نہ دکھائی نیرنگ
رخ دکھایا کبھی گیسوے چلیپا مجکو

دن بھلے آئے تو اعدا سبب خیر ہوے
بد دعا نے کیا اغیار کے اچھا مجکو

فخر سے نرم تبان مین وہ کہا کرتے ہین
پیار کچھ روز سے اب کرتے ہین رعنا مجکو

شکوہ یہ پیر مغان تجھسے ہے میخوارون کو
آنے دینا تھا نہ میخانے مین ہشیارون کو

غیرت عشق نے کانٹون مین گھسیٹا مجکو
لیگئے غیر گلی سے جو تری یارون کو

نا امید اہل خرابات نہین رحمت سے
بخشدے گا وہ کریم اپنے گنہگارون کو

ہمکو غیرون سے ہے صحبت جو شب و روز تو خیر
پیار کر لین گے کہین ہم بھی طرحدارون کو

نخل قامت ہے زنخ پھل ہے تو گیسو شاخین
منہ کو غنچہ کہین اور گل تری رخسارون کو

دھیان مین رخ کے نظر رکھتی ہین دن بھر سوی مہر
یاد دندان مین گنا کرتے ہین ہم تارون کو

گھر ترا گلشن فردوس ہے اے رشک چمن
حور و غلمان کہین کیونکر نہ پرستارون کو

کیجے صیاد کی بیرحمی کا شکوہ کس سے
موسم گل ہی مین بے پر کیا پردارون کو

نقد دل لیکے وہ ہو جائین نہ کیون بے پروا
کبر مفلس سے ہوا کرتا ہے زردارون کو

قصد اوس یوسف ثانی کا ہے اب جانب مصر
دو خبر یوسف کنعان کی خریدارون کو

ابرو آنچل مین دوپٹے کے چھپانا ہے بجا
ترک کیا میان مین رکھتے نہین تلوارون کو

سندرہ ہوتا ہے دربان جو در جانان پر
چاند جاتا ہمین آسمان سے دیوارون کو

تم باذنی مرے حق مین ہی صدائی جان بخش
ٹھٹکے جی اوٹھتا ہون پازیب کی جھنکارون کو

شب فرقت مین کسی رشک قمر کے رعنا
شام سے تا بسحر گنتے رہے تارون کو

سچ کہتے ہین اب پاس تمہارا نہین ہمکو
تنگ آئے ہین بس جور گوارا نہین ہمکو

ہم آئے تو اب صاف مکرنے لگے صاحب
تم کرتے تھے چتون سے اشارہ نہین ہمکو

چھڑیان تو لگائین ہین بہت یار نے افسوس
پر ناز سے اک پھول بھی مارا نہین ہمکو

کسدن نہین کھڑکی سے کیے ہمکو اشارے
اور بام سے کس روز پکارا نہین ہمکو

رعنا دل مفتون سے نہ کیون ہاتھ اوٹھائین
بے دل دیے دلدار سے چارا نہین ہمکو

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجکو
زندگی بھر ہی رہی وصل کی حسرت مجکو

دشمن و دوست ہین نظرون مین برابر دونون
اونسی ہو دار و مدارا نسے مروت مجکو

یاد مین زلف پریشان کے پریشان ہوتین
روی جانان کی تصور مین ہی حیرت مجکو

حسن کی رعب سے اوسان اوڑے جاتے ہین
ہی عجب طور کی شعلے سے ہے دہشت مجکو

غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم
کوچے جانان سے نظر آتی ہی رحلت مجکو

دل پھنسا زلف مین یاد رخ پر نور کہان
لیگئی رنگ حلب سے مری قسمت مجکو

سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہون
دخل اغیار سے آتی ہے ندامت مجکو

شب فرقت مین عجب کیا جو نکل جائی جان
ہوش اوڑ جاتے ہین غالب ہی یہ وحشت مجکو

چھوڑ کر ملک عدم آپ سے کب آیا ہون
کھینچ لائی ہے یہان بھی تری الفت مجکو

کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہے خیال
دیکھکر جو ہے روان آتی ہے رقت مجکو

خاکساری ہی مری حق مین مقرر اکسیر
ہاتھ آئی ہے مقدر سے یہ دولت مجکو

دہن و عارض گلرو کی جو پائی ہے شکل
اسلیے غنچہ و گل سے ہے محبت مجکو

قطع امید ہوئی یار سے یہ اسے رعنا

عمر گذری ہے کہ ہے صدمۂ فرقت مجکو

آیا ہی قرآن مین لم یخلق مثال لکھنؤ
شہرۂ آفاق ہے الحق کمال لکھنؤ

نام کو بھی جسنے سُن پایا ہی حال لکھنؤ
خواب مین آجاتا ہے اوسکو خیال لکھنؤ

صورت سیسے نظر آتے ہین مردان خدا
کم نہین مریم سے کوئی پیرزال لکھنؤ

سامعین مین جان پڑ جائی یہ ہین معجز بیان
کم نہین اعجاز سے کچھ قیل و قال لکھنؤ

طوبے و سدرہ کو دیکھا ڈھانک کی ہین تین پات
فی الحقیقت اوسسے بڑھ کر ہین نہال لکھنؤ

خیر یہان اک بات ہی خوبی یہان اک رسم ہے
وقف عام لطف اور احسان سے ہے حال لکھنؤ

زندہ دل کیسے تن بیجان مین آجاتی ہی جان
چلتی ہی جب صبحدم باد شمال لکھنؤ

نقد ایمان نقد دین نقد مراد و نقد دل
بے تکلف ہین یہ سب مال و منال لکھنؤ

گلشن جنت ہمین جسدن دکھائیگا خدا
ہے یقین اوسپر بھی ہوگا احتمال لکھنؤ

سورۂ اخلاص نکلا خلق احمد پر گواہ
جس گھڑی قرآن مین دیکھی ہمنے فال لکھنؤ

جھونپڑے سے کم نہین دامے خواب دیکھین عرش کا
کانپور کی چھاونی سے کیا مثال لکھنؤ

عالم و آدم سب اوسکی صفت سے آگاہ ہین
ہی عبث رعنا بس اب اظہار حال لکھنؤ

ردیف ہ

نرگس کی بھی ہی میری نظر مین نظری آنکھ
ہے صیاد کی قابل تیری اے رشک پری آنکھ

آتی ہے نظر باغ مین جب نرگس شہلا
پھر جاتی ہے آنکھون مین تری ناز بھری آنکھ

رخنے سے جو جھانکو تو پڑی دین مین رخنہ
پردے سے جو دیکھون تو کرے پردہ دری آنکھ

ناوک ہے نگہ ترک کی اور تیغ ہے ابرو
دنبالہ ہی سرمہ کا جو کھٹکا تو بھری آنکھ

آنکھین نہ لڑایا کرو آہو سے مری جان
دیکھا ہی کہ کرتی ہے بہت بدنظری آنکھ

نظرون مین سمایا ہے مرے وہ رخ روشن
کچھ طور کے شعلہ سے نہ جھپکی نہ ڈری آنکھ

خوب اونکے کیا کرتا ہون دل بھر کے نظارے
کر دیتی ہے جب بند نسیم سحری آنکھ

کیا اوس بت خوش چشم کی الفت مین ہی مدہوش
دیتی ہے مجھے جام مئے بیخبری آنکھ

ہے صورت کا یہ غنچہ مصور کو نمونہ
دیتی ہے ہمیشہ خبر بے خبری آنکھ

ہے جرم تو آنکھون کا مگر دیکھیے رعنا
آفت مین گرفتار ہے دل اور بری آنکھ

ردیف یاے

اوٹھایا اوسنے بڑا فتنہ کا کچہ دل مین ٹھکانا ہے
چبانا پان کا بھی خون بہانے کا بہانا ہے

زمانے مین زبان زد ہر بشر کے یہ فسانا ہے
مین یکتا عشق مین وہ حسن و خوبی مین یگانا ہے

جسے سب گور کہتی ہین وہ اپنا کنج عزلت ہے
اجل دنیا مین ناجنسون سے گویا منہ چھپانا ہے

نہین ہے بام کچہ کم طور سینا سے
مقرر لن ترانی ہے جو اوس بت کا ترانا ہے

اسی آہ آتشین سے کام اب قاصد کا لیتے ہین
صنم کے گھر تلک یہ تار برقی ہمنے تانا ہے

ہمارا عشق ہے عالم مین طشت از بام افتادہ
تمہارے حسن و خوبی کا اگر گھر گھر فسانا ہے

خدا سے بھی معاذ اللہ مجکو رشک ہوتا ہے
جو سنتا ہون کہ اونکو بھی خدا کو منہ دکھانا ہے

براق حسن کو معراج ہے اوس جعد مشکین سے
گُندھا ہو باف زرین اور اوسپر تازیانا ہے

تلاش خانہ برانداز مین گھر گھر بھٹکتی ہین
کبھی بیت الحرم بیت الصنم گاہے ٹھکانا ہے

لب شیرین کا بوسہ بوسہ ہے قند مکرر تھا
عوض بوسہ کے ہمکو گالیان پھر اونسے کھانا ہے

قریب ابرو کی ہے اوس آنکھ مین [illegible] سرمہ
لگایا شاخ مین آہو کے اور آتش شاخسانا ہے

جفائین سیکڑون اوس ترک ظالم کی سہین لیکن
وہ اتبک بھی یہ کہتا ہے کہ مجکو آزمانا ہے

مرقع چین کا برہم کر دیا تصویر جانان نے
بت چین نے ادا انداز کو مانی نے مانا ہے

نشان قصر جانان خانہ بربادون سے پایا
مکان ہے لامکان کرسی اوسیکا آستانا ہے

خضر سے پوچھتے ہین راہ ہم بھی کوے جانان کی
ارادہ حج بیت اللہ کا دل مین اٹھانا ہے

ہمارے مرگ پر شادی عبث اغیار کرتے ہین
جہان سے رفتہ رفتہ ایکدن اونکو بھی جانا ہے

وصال یار جنت ہے فراق یار دوزخ ہے
فقط بیم و رجا کے واسطے باقی بہانا ہے

ہم اوسکے وصل سے کسطرح ہاتھون کو نہ دھو بیٹھین
کبھی مہندی کبھی مسی لگانیکا بہانا ہے

خطر کچہ گرمی خورشید محشر کا نہین زاہد
وہان بھی پردۂ عصیان ہمارا شامیانا ہے

عجب اللہ اکبر ہوگا اوسکے حسن کا عالم
قمر جسکا ہے آئینہ شعاع مہر شانا ہے

نہین کم طائر سدرہ سے مرغ شوق کچھ اپنا
نشیمن دل ہے باغ جان مین اوسکا آشیانا ہے

مجھے اب بیٹھنے دیتے نہین غیر اوسکی کوچے مین
الٰہی جلد دنیا سے اوٹھا لے گر اوٹھانا ہے

بیان چشم جادو کیا ہے دیکھو آنکھہ کا ڈورا
مقرر ابلق ایام کو وہ تازیانا ہے

ہمارے طائر جان کی تعلی کوئی کیا جانی
نشیمن عرش ہے اور لامکان پر آشیانا ہے

ڈبو دیتی ہے دولت مفت کی دنیا مین انسان کو
گیا قارون زمین مین بار غم سر پر خزانا ہے

خدا جانے اونہین رعنا سے دل مین کیا کدورت ہے
ہمیشہ جب سنو غمزہ ہے حیلہ ہے بہانا ہے

گیا خالی کا تو ماہ اسے مہ انور خالی
عید کے چاند تو اچھا نہین بستر خالی

آئے میخانہ سے ہم واے مقدر خالی
آب حیوان سے پھرا جیسے سکندر خالی

کف افسوس کی پرواز سے آتی ہے صدا
کوچہ یار سے آتا ہے کبوتر خالی

ٹکڑے ٹکڑے ہین تری تیغ ادا سے دل و جان
کون سا وار گیا تیرا ستمگر خالی

دل ہی جاتا رہا تھا شغل تصور جس سے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہین ششدر خالی

سرو و گل قمری و بلبل کا نہین نام و نشان
گلشن دہر کو کیا کر گئی صرصر خالی

مرغ دل کر گیا گھبرا کے مقرر پرواز
قفس تن نظر آتا ہے سراسر خالی

لیگیا جسکے نصیبون مین لکھا تھا سودا
بھر سے سیکڑون پھر آئے تونگر خالی

درد سر ہے تری سب پند و نصیحت ناصح
چھوڑ دے مجکو خدا پر نہ کر اب سر خالی

مجکو ہمنامی کے باعث سے یقین ہے رعنا
دینگے ساغر نہ مجھے ساقی کوثر خالی

واہ کیا حسن کیا جوبن ہے
کیسی ابرو ہین کیسی چتون ہے

جسکو دیکھا وہ نور کا بقعہ
یہ پرستان ہے کہ لندن ہے

عبث اونکو مسیح کہتے ہین
مار رکھنے کا اونہین لچھن ہے

حسن دکھلا رہا ہے جلوہ حق
روئے تابان سے صاف روشن ہے

رسم اولٹی ہے خوبرویون مین
دوست جسکے بنو وہ دشمن ہے

بالے عشاق کو بتاتے ہین — اور ابھی خنجر سے لڑکپن ہے

دل رعنا نکل نجائے کہین
زلف طرار کو یہ قدغن ہے

تیغ نگہہ دیدۂ خونخوار نکالی + — کیون آپنے عشاق پہ تلوار نکالی
بھولے ہین غزالان حرم راہ خطا سے — تمنے عجب انداز کی رفتار نکالی
وعدے کا مرے نالی کا رہا مرغ سحر کو — آواز شب وصل نہ زنہار نکالی
ہر گھر مین کہے رکھتے ہین کہرام پڑیگا — گر نعش ہماری سر بازار نکالی
آخر مری تربت سے اوگی ہے گل نرگس — کیا لعب فنا حسرت دیدار نکالی
مین وصل کا سائل ہون تو وعدہ کا طلبگار — باتون مین عبث آپ نے تکرار نکالی
جل جائیگا یہ خرمن ہستی ابھی ای دل — سینہ سے اگر آہ شرر بار نکالی

دل لیکے بھی رعنا کا کیا پاس نہ افسوس
کچہ حسرت دل تو نے نہ عیار نکالی

موے پہ مجسے وہی رنج یار باقی ہے — ملایا خاک مین لیکن غبار باقی ہے
زمانہ کوئی غم یار کے سوا ہمراہ — بس ایک قبر مین یہ یار غار باقی ہے
یہان تو ہستی موہوم سے ہین نشئے ہرن — تجھے ابھی وہی غافل خمار باقی ہے
اوڑائین دامن صحرا کی دھجیان دیکھو — کہان بہار سے گریبان مین تار باقی ہے
تمہارے تیر نگہہ نے جہان کو صید کیا — اب اک غزال حرم کا شکار باقی ہے
عدم وجود برابر ہے ملک ہستی کا — فنا جہان کو ہے پروردگار باقی ہے
اوڑائی خاک یہ مقتل مین اگ کشتون کی — نشان تک نہین ای شہسوار باقی ہے
خدا کا ڈر ہے تو ڈر جور و ظلم عاشق سے — کسی پہ جبر نکر اختیار باقی ہے

کسیکی حسرت دیدار مین ہوا رعنا
کھلی ہے آنکھہ ابھی انتظار باقی ہے

رونے کا جو مضمون دل مغموم سے نکلے — طوفان کا عجب کیا ہے جو منظوم سے نکلے

دربان سے رقیبوں کی رسائی ہوئی لیکن
ہم کوچۂ محبوب سے مغموم سے نکلے

اغیار کا دم سن سے ہوا ہو کے نکلجائے
گر یار شب وصل ذرا دھوم سے نکلے

قاتل کا مرے قتل سے ٹھنڈا نہ ہوا دل
کیا دل کی ہوس کشتۂ مظلوم سے نکلے

سینے میں جو تھی آگ تپ عشق کی رعنا
شعلے لحد عاشق مرحوم سے نکلے

ادراک سے جو دور ہو وہ عین ذات ہو
مفہوم جسقدر ہے سب اوسکی صفات ہے

مرتے نہیں وہ عشق سے زندہ ہیں جنکے دل
نقل مکان عالم امکان ممات ہے

کتنے اگر ہوں زندۂ جاوید کیا عجب
پانی تمہاری تیغ کا آب حیات ہے

کن باعث وجود ہے سب ممکنات کا
حادث اسی سبب سے یہ سب کائنات ہے

دل کو لگاؤں اور سے میں تمکو چھوڑ دوں
فقرہ ہے یہ رقیب کا اور جھوٹ بات ہے

درگاہ رب میں شرم ہو رعنا کی اوسکے ہاتہ
باعث نجات کا جو علیہ الصلوات ہے

آتے نہیں ہیں آپ یہ کیسا تپاک ہے
مدت سے انتظار میں عاشق ہلاک ہے

گلشن سے کوچ کی کسی گلرو کی ہے خبر
بلبل کی طرح گل کا جگر چاک چاک ہے

سنکر مری فغان پس دیوار سن ہوا
بولا یہ کسکی آہ دل دردناک ہے

تربت سے بعد مرگ گل اشرفی اوگی
اکسیر جسکا نام ہے وہ میری خاک ہے

عصیان سے دامن اپنا مکدر ہے غم نہیں
دامان دل تو گرد کے دھبے سے پاک ہے

آتا ہے میکدے کو بہانہ سے محتسب
در پردہ دخت رز کی شب و روز تاک ہے

سیر چمن میں ہمکو ہے بلبل سے اتفاق
گلگشت اس بہار میں بالاشتراک ہے

ہمنام ہے جو شیر خدائے جلیل کا
نزدیک عدو یہ اسلیے رعنا کی دھاک ہو

گذرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے
تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

گھٹ گھٹ کے غم ہجر میں جی نکلا ہے تن سے
اب جان حزیں چھوٹ گئی رنج و محن سے

پازیب کی مرقد مین صدا آتی ہی چھن سے
جان آگئی منہ کھول کر اوٹھ بیٹھی کفن سے

تسخیر ابھی سحر سے کرلین گی وہ آنکھین
کرتے ہین خطا آہی ہین آہو جو ختن سے

کس روز وصال اوسکی جدائی مین ہو دیکھین
کب ہمکو چھڑاتی ہے قضا رنج و محن سے

ہر شے مین تری ذات کا اسطرح ہے جلوہ
جسطرح معانی کو تعلق ہے سخن سے

بلبل کا وصال آج ہوا باغ مین شاید
کہرام کا اک شور جو اوٹھا ہی چمن سے

تم کاکل مشکین سی کسو شوق سے مشکین
باندھو نہ مگر کشتۂ کاکل کو رسن سے

پرواز مرا طائر جان کر گیا آخر
جھوکا جو چلا صرصر اندوہ کا سن سے

شب ماتم پروانہ مین تھی شمع یہ گریان
طوفان اوٹھا اشکون کا دامان لگن سے

اب صبر کرو بیٹھی ہو کیا رنج مین رعنا
دل ڈوب کے نکلا ہے کہین چاہ ذقن سے

روبرو تیرے جو ای مہر درخشان ہونگے
ماہرویان جہان سخت پشیمان ہونگے

یاد مین زلفون کے راتون کو پریشان ہونگے
دن کو آئینہ رخ دیکھکے حیران ہونگے

پنجۂ عشق کی گردستدرازی سے یہی
چاک کس کس کے نہ داماں و گریبان ہونگے

حال طول غم ہجران جو کرونگا موزون
تو مرتب کئی اس نظم سے دیوان ہونگے

خبر خالی کا مہینا تو گیا سب خالی
اب کی دیکھین گے تو اوس ماہ پہ قربان ہونگے

نظر آیا جو ترا حلقۂ زلف پر خم
سنبہرا اس لام کے سو جان سے مسلمان ہونگے

ہوگا وہ غیرت بلقیس مسخر جس دن
بخدا رتبے مین ہم مثل سلیمان ہونگے

دل ہی حسرت زدہ منہ پر ہی اوداسی چھائی
لوگ رعنا تجھے دیکھین گے تو حیران ہونگے

ہجر جانان مین جی ہی جانا ہے
بس یہی موت کا بہانا ہے

کیون نہ برسائین اشک دیدۂ تر
آتش عشق کا بجھانا ہے

ہو عدو جسپہ کیجیے احسان
کچھ عجب طرحکا زمانا ہے

چشم آہو صفت کو کیجیے چار
ہمکو وحشی اگر بنانا ہے

گر میان غیر سے وہ کرتے ہین
رشک سے کیا ہمین جلانا ہے

یاد دلوا کے داستان وصال
عاشق زار کو رلانا ہے

رکھہ دلا روز و شب امید وصال
رنج فرقت اگر بھلانا ہے

سر جھکے کیون نہ یار کے در پر
اپنے کعبہ کا آستانا ہے

جان جاتی ہے جس جگہ سب کی
اوسی کوچے مین اپنا جانا ہے

ذرِ دندان کے عشق مین اک دن
کنی ہیرے کی ہمکو کھانا ہے

کوئی دم مین عدم کو ہون راہی
آ اگر تجھکو اب بھی آنا ہے

رکھہ کے زانو پہ سو رہو سر کو
گل شب اگر مٹانا ہے

خاکساری نہ چھوڑنا رعنا
ایک دن خاک ہی مین جانا ہے

اگر قاصد تو ہمیشہ مہربان ہے
خبر لا جلد وہ دلبر کہان ہے

دہن مین کب یہ دودِ پیچوان ہے
دل پر سوز عاشق کا دھوان ہے

کھلا جوڑا یہ بحر حسن تیرا
مگر کشتی کا اپنے بادبان ہے

نہین جیکر مین افلاک و مہ و مہر
فدا اوس شوخ پر سارا جہان ہے

عدم مسکن ہے اپنا ہمصفیرو
مکان پوچھو تو اوج لامکان ہے

ہنسے اس وجہ حال زار پر غیر
مرا چہرہ برنگ زعفران ہے

چلو اے بلبلو صحن چمن سے
بہار آخر ہوئی دور خزان ہے

نہ لکھنا نام کا نامہ پر اپنے
یہی قاصد نشان بے نشان ہے

دل رعنا نہین پہلو مین دیکھو
کدھر سے کسطرف سے اور کہان ہے

گئی فصل بہار گلشن سے
بلبلو اڑ چلو نشیمن سے

فاتحہ بھی پڑھا نہ تربت پر
جا کے لوٹ آئے میری مدفن سے

عشق گیسو سے بت سے کی توبہ
ہو گیا مومن اب برہمن سے

مجکو کافی تھی قید حلقۂ زلف
بیڑیاں کیوں بنائیں آہن سے

زلف کے پیچ سے نہ رہ غافل
دوستی کر دلا نہ دشمن سے

ہو گریبان کا چاک خاک رفو
تار ہاتھ آئے جب نہ دامن سے

ناز و عشوہ نیا نہیں سیکھا
شوخ طرار ہے لڑکپن سے

چھوڑ کر تم اگر گئے تنہا
جی نکل جائے گا مری تن سے

عاشق سرو قد ہوں اس سے ہے نسبت
نالہ قمری کا میرے شیون سے

ہے کئی دن سے منتظر رعنا
جلوہ دکھلاؤ آ کے چلمن سے

بیمار غم ہجر کو اچھا نہیں کرتے
افسوس عیادت کو بھی آیا نہیں کرتے

لی جان غم ہجر نے اور منہ نہ دکھایا
تم وصل کے وعدے کبھی ایفا نہیں کرتے

ہر دم دم آخر ہے اجل سے یہ گھڑی ہجر
دم بھر بھی ہم اس دم کا بھروسا نہیں کرتے

کلمہ پڑھیں سب کشتۂ ناز آپکا دل سے
وہ کام تم اے رشک مسیحا نہیں کرتے

پائی ہے جگہ کوچۂ محبوب میں ہمنے
اس واسطے جنت کی تمنا نہیں کرتے

محراب ہے ابروے صنم کعبۂ دیں کی
کافر ہیں جو اس کعبہ میں سجدا نہیں کرتے

چھوٹوں غم فرقت سے کہیں گو ہیں یہ ارمان
کیوں حشر مری قبر پہ برپا نہیں کرتے

شکوہ نکرو سیکھو یہ انداز ہمارے
الفت کسی ہرجائی سے رعنا نہیں کرتے

لہو سے مردم دیدہ اگر وضو کرتے
بلند اشکوں کی کوثر سے آبرو کرتے

بھلا کن آنکھوں سے شوق رخ نکو کرتے
تمہارے بوسہ کی کس منہ سے آرزو کرتے

نہ نکلی حسرت دل ایک بھی ہزار افسوس
عدم سے آئے تھے کیا کیا ہم آرزو کرتے

خیال کو بھی رسائی تھی جسکی تا مشکل
ہم اوسکے وصل کی کسطرح جستجو کرتے

ہمارا چاک جگر تھا نہ چاک جیب سحر
مجال تھی کہ رفوگر اسے رفو کرتے

[illegible] ہو قتل پر ہمارا
مجھے رقیب سیہ رو سے سرخرو کرتے

کبھی وہ مست جو آتا شراب نوشی کو
ہم اپنے دیدہ و دل ساغر و سبو کرتے
مٹیگا حرف محبت نہ صفحۂ دل سے
یہ لوح مشق نہین جسکی شست و شو کرتے
ترے شہید نہ دیکھین گے پھر کی کوثر کو
گئے ہین آب بقا سے وہ تر گلو کرتے
لیا ہے خانۂ دل مین قصور دلدار
تلاش کسلیے ہم اوسکو چار سو کرتے

کہو خیال مین کسکے اوداس ہو رعنا
کسی سے تم جو نہین آج گفتگو کرتے

طعنہ ہزار غیر ہمیشہ کیا کیے
الفت مین کام مین نے مگر ابلہ رہا کیے
سب ہو گئے وہ طائر سدرہ کے ہمصفیر
صدقہ مین جو حضور نے طائر رہا کیے
فرقت کی رات وصل کی شب کا مزا ملا
پہرون خیال یار سے باتین کیا کیے
محشر تلک نہ چاک گریبان ہوا رفو
تار نظر سے لاکھ اوسے ہم سیا کیے
شام و سحر خیال رخ و زلف یار مین
ہم یاس اور امید مین مر کر جیا کیے
یارب خیال یار مین اپنا وصال ہو
ہم یہ دعا فراق مین تیرے کیا کیے

رعنا نے یون طریق محبت مین کی بسر
بوسے تمہارے نقش قدم کے لیا کیے

پیش منصوبے گئے اوس سے نہ کچھ تدبیر کی
کون سنتا ہے کرین کس سے گلے تقدیر کے
مبتلا اکثر رہے ہم نور مہر و ماہ پر
شک ہوئے کیا کیا نہ روئی یار کی تنویر کے
یہ حرارت ہے کہ دوزخ کی اوڑائی ہین ہوائین
برق ہے بھڑکی ہین شعلے نالۂ شبگیر کے
کافر گیسو ہین ہم کفران نعمت کیون کرین
مار کاکل کی پڑے منکر ہون کیون تکفیر کے
ہے خم کاکل بلا دل پھنسکے بچتا ہے نہین
دام کے پھندے ہین یہ حلقے ہین کچھ زنجیر کے
ق
کل شبستان تصور مین عجب دیکھا ہے خواب
شمع نے بوسے لیے یعنی لب گلگیر کے
جلد ہوگا شمع رو سے وصل مجکو بھی نصیب
ہمنشین معنی یہ ہین اس خواب کی تعبیر کے
مر گئے حسرت مین لاکھون کشتۂ تیغ نظر
دیکھے ہمنے جو ہرا ے قاتل تری شمشیر کے
جان کردی ہے تمہاری زلف و ابرو پر نثار
قتل کے قابل نہ ہم لائق ہین دار و گیر کے

بت پرستی چھوڑ کی صورت پرستی اختیار
ہین خریدار اسکی ای یوسف تری تصویر کے

خفتگان خاک چونک اوٹھین نہ رعنا کیطرح
شور ہین گور غریبان تک مری زنجیر کے

باشندے حقیقت مین ہین ہم ملک بقا کے
کچھ روز ون سے مہمان ہین اس دار فنا کے

دل خون ہو شب وصل بھی حسرت مین نہ کیونکر
دیکھین نہ وہ خلوت مین بھی جب آنکھ اٹھا کے

تیر نظر و موسے مژہ خنجر ابرو
ای ترک یہ سب پیاسے ہین خون شہدا کے

فرمائیے ہمسے تھی یہی شرط محبت
خوب آپ نے رسوا کیا غیرون مین بلا کے

کوچہ مین نہ آئی کوئی مین جان گیا ہون
فرماتے ہو ہمسے یہ رقیبون کو سنا کے

دل ہاتھ سے کھو جاتا ہے کسطور سے زاہد
تو آپ ذرا دیکھ لے اوس کوچہ مین جا کے

خاک در جانان ہے لباس تن عریان
عاشق تری محتاج نہین اور قبا کے

گر بندہ نوازی سے قدم رنجہ کرو تم
لین آنکھون سے ہم بوسے تمہاری کف پا کے

ہم سر کے بل آئینگے جو بلواؤ گے صاحب
گر ہو نہ یقین دیکھ لو تم چاہو بلا کے

ہو سایۂ دیوار تمہارا جو میسر
پھر کیا کرین فرمائیے سایہ کو ہما کے

دل کھول کے کر لیجیے ای حضرت دل سیر
ہم پھر کے نہ پھر آئینگے اس بزم سے جا کے

تن خاک مین ملجائیگا اک روز ہمارا
جی تن سے نکل جائیگا مانند ہوا کے

جو رند ہین آزاد ہین رعنا نہین پابند
تسبیح کے زنار کے اور ریب وریا کے

تم ہو مجھسے ہزار مستغنی
دل نہین میرا یار مستغنی

دم تو بلبل اوسیکا بھرتی ہے
گل سے ہے گلچین ہزار مستغنی

کیون نہ اس غم سے دل مرا خون ہو
جب ہون سب غمگسار مستغنی

خاک کوے صنم کی چھانتے ہین
کب ہون ہم خاکسار مستغنی

اب تو دونون جہان سے رعنا کو
کر دے پروردگار مستغنی

پئے سیر چمن آمادہ جو وہ سرو قامت ہے
نہیں اب ضبط کا یارا یقیناً ترک الفت ہو
گھٹا چھائی ہے غم کی دل میں اشک آنکھوں سے امنڈ آئے
جواب نامہ لکھوا کر نہ بھیجا جی سے لیلی نے
جگا یا خفتگان خاک کو شہر خموشاں میں

ندامت سرو و گل کو بلبل و قمری کو حیرت ہے
ہمیشہ جب سنو اغیار سے وہ گرم صحبت ہے
مجھے وہ ابر نیساں ہے تو یہ باران رحمت ہے
اسی سے قیس بیچارہ کو ہر دم جوش وحشت ہے
ہمارا نالہ پر شور بھی صور قیامت ہے

فسانہ میری وحشت کا سنا جب یار نے رعنا
لگا کہنے کسی شوریدہ سر کی یہ حکایت ہے

ڈوپٹا نہیں اسے غنچہ لب بسنتی
نہیں کوئی ہاتھوں میں چاندی کا چھلا
جڑاؤ ہے ٹکھراج کا اونکے سر پر

ہے جوڑا ہی ساری کا سارا بسنتی
سنہرا ہے زیور تمہارا بسنتی
سنہری عجب چاند تارا بسنتی

ملا عطر فتنہ جو رعنا نے جا کر
تو غصہ سے جوڑا اوتارا بسنتی

گیا دل مفت ہاتھوں سے مجھے رہ رہ کے یہ غم ہے
چمن کا رنگ ہے بڑھ کر جو رنگ باغ رضواں ہے
مرا گریہ غم فرقت میں طوفان خیز ہے ایسا
تمنائی در فردوس کیا ہے مجکو اے زاہد
تعجب کچھ نہیں اسکا جو بیجانوں میں جان آئی

غضب کا ماجرا ہے اور قیامت کا یہ ماتم ہے
تبادی باغباں وہ آج کس گلرو کا مقدم ہے
سمندر سامنے جسکے اقدر اشک شبنم ہے
در دولت سرائے یار کیا فردوس سے کم ہے
تری ٹھوکر نہیں ہے معجز عیسی مریم ہے

خدا جانے کہ آفت آئیگی کس کس پہ اے رعنا
او سے غیروں نے بھڑکایا ہے ظالم کل سے برہم ہے

ترے ہاتھوں سے ناحق خون بہا ہے
نہیں خال سیہ چہرے پر اوسکے
کمر بھی بحر آفت کی ہے اک موج
چمن سے آئی ہے بوئے کباب آج

یہی کشتوں کا قاتل خون بہا ہے
یہ زنگی حافظ قرآن ہوا ہے
جو اوسکی ناف گرداب بلا ہے
کسی بلبل کا شاید دل جلا ہے

فراق یار مین دن رات تڑپین — یہی بس اپنی قسمت مین لکھا ہے
نمک ہے زخم دل پر خندۂ یار — عجب لذت ہے اور طرفہ مزا ہے
کرون کیا وصف زلف و عارض یار — وہ ہے واللیل یہ شمس الضحی ہے
یہ دور آسمان دنیا مین تا زیست — دل دانا کو سنگ آسیا ہے
رخ و زلف صنم کو یہی دیکھین — دعا اپنی یہی صبح و مسا ہے

کہین ہاتھ آئے خاک کوے جانان
وہی رعنا کے حق مین کیمیا ہے

بے سبب کب دل جواب نامہ سے مایوس ہے — بال مرغ نامہ بر شکل کف افسوس ہے
نقش خاطر ہے جو اوسکی روی گلگون کا خیال — اژدحام داغ سے دل شہپر طاؤس ہے
عالم بے اختیاری سے ہے از خود رفتگی — ناصحا مدت سے دل اوس شوخ سے مانوس ہے
ہے لطافت کا یہ عالم اوس گلوئے صاف مین — رنگ پان مانند شمع پردۂ فانوس ہے
ہمسفر ہستی مین رہنا چاہیے یا در رکاب — آمد و رفت نفس گویا صدائے کوس ہے
کر دیا کافر ہی آخر اوس صنم کی عشق نے — دل مرا آتشخانہ ہے نالہ مرا ناقوس ہے

ہمدمو کیا پوچھتے ہو عشق کا رعنا سے حال
دشمن ننگ و حیا و عزت و ناموس ہے

لب پہ وقت نزع آہون کی شرارے رہ گئے — اشک حسرت آکے مژگان کی کنارے رہ گئے
صف مین کشتون کی ہم اک بسمل تمہارے رہ گئے — چل بچکی تھی منزل ہستی سے بارے رہ گئے
بالا پن اوس طفل کا گذرا اثر ہے منت کی طوق — کان مین بالی نہین پر گوشوارے رہ گئے
شکر ہے کرنے نہ پایا شانہ اون زلفون مین غیر — چلتے چلتے ہی سر عاشق پہ آرے رہ گئے
بزم خوبان اوسکی جانے سے ہوا آنکھون مین سیاہ — ماہ کامل چھپ گیا باقی ستارے رہ گئے
ہوپنچے یاران عدم سب منزل مقصود پہ — ہم سر راہ عدم حسرت کی مارے رہ گئے
شہسوار عرصۂ دین کو خرامان دیکھکر — چوکڑی بھولے ہرن رم سے بچارے رہ گئے
اور ہی کترے ہین گر دیون نواب کلیون مین گل — سادہ سادہ پا بجامون کی غرارے رہ گئے

آتش عشق اشک کے طوفان سے کب ٹھنڈی ہوئی
مرتے مرتے مرگئے و باقی شرارے رہ گئے

دین و ایمان جان و دل رعنا نے سب صدقے کیے
دیدۂ گریان مگر حسرت کی مارے رہ گئے +

بتا تو مجکو کہ بہر واسطہ خفا کیوں ہے
یہ اختلاط میں ای کج ادا جفا کیوں ہے

کسیکی نکہت کاکل اگر نہیں لائی
معطر آج بتا باغبان صبا کیوں ہے

تمام عمر گذاری ہے خاکساری میں
نہ پوچھ خاک کو کشتہ کے کیمیا کیوں ہے

یہ تیرے مست کی دم سی تمام ہو حق ہے
نہیں وہ صحبت مے میں تو غلغلہ کیوں ہے

شب وصال میں کیا وجہ منہ چھپانے کی
جو ساتھ سوئے تو عاشق سے پھر حیا کیوں ہے

جو ہمسری نہیں کی تیری زلف مشکیں سے
تو مشک نافہ صنم مورد خطا کیوں ہے

جو عاشق بت پردہ نشین نہیں رعنا
تو پھر زمانہ میں بدنام بر ملا کیوں ہے

فصل گل آئی ہے ہر سو شور نوشانوش ہے
جوش گل سے بادۂ گلگوں کا بڑھ کر جوش ہے

عاشقوں کی جیب و دامان چاک پھر ہونے لگے
پھر وہی وحشت ہے سودا ہے جنوں کا جوش ہے

کل جو میخانہ میں جاکر اتفاقاً سیر کی
ہر طرف دیکھا کوئی بیخود کوئی بیہوش ہے

ہے کہیں ساغر کہیں شیشہ صراحی ہے کہیں
خم تو ہے لبریز اور اوترا ہوا سرپوش ہے

آتش خمخانہ بہر گرمی مستان ہے تیز
ہر سبو ہے مے سے پر اوسمیں عجب اک جوش ہے

ساقی و پیر مغان میخوار اور سب مغبچے
ہے ہر اک مخمور ہر سو شور نوشانوش ہے

راز کرتا ہوں یہ ای غافل میں تجھپر آشکار
غور سے سن لے اگر تجکو ذرا بھی ہوش ہے

خانۂ دنیا تو میخانہ ہے اور غفلت شراب
نفس امارہ کا یہ پیر مغان ہمدوش ہے

آئیگی جب موت ہو جائیگی سب نشہ ہرن
ہوش میں اب بھی ذرا آجا اگر ذی ہوش ہے

ورنہ آخر دیکھنا جب چشم عبرت وا ہوئی
گور میں حسرت ہے تو حسرت سے ہم آغوش ہے

کہدو امشب بند کرے دیدۂ انجم فلک
عاشق اک پردہ نشین سے آج ہم آغوش ہے

مار گیسو نے نہیں دلکو ڈسا گر اے نظام

کس لیے ایسا یہ بیخود بیخبر بیہوش سا ہے

لے قضا احسان تجھپر کر چلے
ہم ترے آنے سے پہلے مر چلے

کوچۂ جانان مین جانا ہے ضرور
چاہے ارہ سر پہ یا خنجر چلے

بس یہ ہے کوے بتان کی سرگذشت
سر پہ میرے سیکڑون پتھر چلے

کوے جانان کا نپایا کچھ نشان
خضر کی ہمراہ ہم دن بھر چلے

سیر نیرنگ جہان کیا خاک کی
شش جہت مین آکے ہم ششدر چلے

پائی تیرے در پہ آکر زندگی
او مسیحا کھا کے ہم ٹھوکر چلے

نور سے عالم منور ہو گیا
جب سوے معراج پیغمبر چلے

دیکھیے دیکھین گے کیا روز جزا
یان بشر آئے وہان با شر چلے

میکشو لازم ہے قصد مے کشی
پھر بہار آئی چلو ساغر چلے

ہو خزان کیونکر نہ گلشن کی بہار
جب یہان بعد صبا صرصر چلے

بزم سے جاتے ہو دزدیدہ نظر
نیم بسمل کر چلے کیا کر چلے

قول واعظ نے نہ کچھ تاثیر کی
کشتۂ کاکل پہ کب منتر چلے

خون تری ترچھی نگاہون نے کیا
لاکھ خنجر ایک کشتہ پر چلے

فرش پر ہے یون خرامان رشک ماہ
عرش پر جیسے کوئی اختر چلے

دیکھکر بلقیس و زہرہ لوٹ جائے
ناز سے گر وہ پری پیکر چلے

کب ہوئی سواے مژگان سی شفا
نشترون پر سیکڑون نشتر چلے

طے نہ ہو ہرگز رہ ظلمات زلف
دل مرا گو بنکے اسکندر چلے

دیکھنا ہمراہ ہوسے گا نظام
سوے رب جب شافع محشر چلے

وا رہِ کعبہ اگر وہ بتِ برہمن ہو جائے
شیخ بھی چھوڑ کے اسلام برہمن ہو جائے

کار شمشیر کرے جنبش ابروے صنم
دل مین تیر نگہ ناز سے روزن ہو جائے

مسی مالیدہ دہن غنچۂ سوسن ہے اگر
ہنس پڑین آپ تو گل غنچۂ سوسن ہو جائے

حسرت خلد بریں ہے نہ تمنای ارم
کوچۂ یار میں یارب کہیں مسکن ہو جاے

دل میں ہجر کی ہوئی ہے آتش غم ڈرتا ہوں
بعد مرنے کے نہ آتشکدہ مدفن ہو جاے

اک لٹ بالوں کی لٹکا کے جو دید و جنبش
حق میں عشاق کے اوڑتی ہوئی ناگن ہو جاے

تیغ ہاتھوں سے سنبھالی نہیں جاتی ہے اگر
حکم دیجے تو سلامی ابھی گردن ہو جاے

ہو خزاں فصل بہاری سے مبدل یارب
شاخ گل پر کہیں بلبل کا نشیمن ہو جاے

وصل کی شب بھی نہ کل آئی دل رعنا کو
ڈر یہی تھا نہ خفا وہ بت پُرفن ہو جاے

جب رونے پہ آنکھ آگئی ہے
طوفان ہی بپا اوٹھا گئی ہے

دل میں نہیں غیر کا گمان بھی
وحدت ہمہ تن سما گئی ہے

الفت تری کارساز عالم
گھر دل میں مرے بنا گئی ہے

یاد آب رواں کی محرموں کی
چشموں میں کیا رلا گئی ہے

مشکل سے کٹی ہے ہجر کی شب
سر سے مرے اک بلا گئی ہے

خنداروہ کاکل پریشان
جنجال میں جی پھنسا گئی ہے

رعنا ہے لحد میں اس سے بے چین
خلوت تری یاد آگئی ہے

شود واعقده آن زلف چون عنبر اگر نیمی
بجان عاشق شیدا رسد زلفی اثر نیمی

صبا چون کاکلش افگند بر رویش بہ پہلوی
بچشم خویشتن دیدیم شب نیمی سحر نیمی

تنم در خانہ دل در کوی جانان راہ پیما شد
عجب در حیرتم در خانہ نیمی در سفر نیمی

گہی ہر صبح میکوشی و گاہی جنگ میجوئی
یقینم شد دلت موم ست نیمی و حجر نیمی

بریز از شیشہ اندر جام مینا تا خط ساغر
مرا از نیم مخموریست ساقی درد سر نیمی

ز سوز درد ہجرش زہرہ تند آتش دلم خون شد
ز راہ دیدہ آمد لعل نیمی و گہر نیمی

بلب خندہ بابرو غصہ شب در بزم میدیدم
بہ رعنا مینمودی آشتی نیمی و شر نیمی

نکلی نہ دل سے حسرت نخچیر رہ گئی
قاتل سے وقت ذبح جو تکبیر رہ گئی

مطلب کی بات منہ سے نہ نکلی شب وصال
کھل کر مری زبان دم تقریر رہ گئی

تقریر کیسی ہوتا ہے کب اوسکا سامنا
اب گاہ گاہ دور سے تحریر رہ گئی

دیکھا کبھی نہ ابروے خمدار یار کو
بالاے طاق آہ کی تاثیر رہ گئی

فردوس مین جو جیسے سنا اوس پریکا وصف
خاموش حور صورت تصویر رہ گئی

گھبرا گیا مین یار کی یہ رعب حسن سے
مطلب کی بات ہی دم تقریر رہ گئی

پرواز کر گیا قفس تن سے مرغ جان
خالی ہمارے پاؤن مین زنجیر رہ گئی

رکھتے ہی پاؤن عشق کی منزل مین ساتھ سے
شرم و حیا و عزت و توقیر رہ گئی

آیا زبان پہ شکوۂ قاتل نہ وقت ذبح
صد شکر آبروے تہ شمشیر رہ گئی

اک عمر کی جہان مین سیر جہان مگر
رعنا کو حسرت در شبیر رہ گئی

دام کاکل سے رہائی ہو چکی
ہو چکی عقدہ کشائی ہو چکی

اے بتو ہے راست یہ میرا سخن
ترک تمسے کج ادائی ہو چکی

جب دل گم گشتہ ٹھہرا رہنما
کوے جانان تک رسائی ہو چکی

لیکے دین و دل یہ بندہ پروری
اے بتو تمسے خدائی ہو چکی

آرزوے وصل مین پایا وصال
حشر تک رعنا جدائی ہو چکی

مسیحا تجکو درد عشق کو تیری دوا سمجھی
تری خاک قدم کو اے صنم خاک شفا سمجھی

ہمین تم بے وفا اغیار کو تم باوفا سمجھی
سمجھ پر آفرین ہے آپکی سمجھے تو کیا سمجھے

تمہارے غم کو شادی جانتے ہین کنج گور راحت
شہید ناز کوچے کو تمہاری کربلا سمجھے

جفا سے باز آئے غمسے ہون پر جان آئی ہے
ارے او ناسمجھ اب بھی سمجھ تجھسے خدا سمجھے

ہوئی گر جان صدقے عاشقونکی تیری صدقے سے
تغافل کیش کیا پروا تجھے تیری بلا سمجھے

فراق یار مین اوقات کاٹی اس مصیبت سے
دنون کو روز محشر رات کو کالی بلا سمجھے

خیال گلبدن مین سیر گلشن کی جو ای بلبل
تو عارض گل کو اور سنبل کو ہم زلف رسا سمجھے

طریق عشق مین ایمان جانا کفر کو ہمنے
سکان اوس بت کا قبلہ نقش پا قبلہ نما سمجھے

رخ و زلف صنم ہمکو نظر آئی جو ای رعنا
اسی واللیل سمجھے اور اوسے بدر الدجیٰ سمجھے

کعبے سے گئے مدینے گئے کربلا گئے
اک مغفرت کے واسطے ہم جابجا گئے

رہوار تھا براق ملک تھی جلو مین ساتھ
اس شان سے فلک پہ رسول خدا گئے

نکلا وہان زخم سے کب حرف مدعا
کب روبرو مسیح کے بہر دوا گئے

سینہ سپر مدام رہے وقت امتحان
خنجر سے پوچھ لو نہ کبھی دم چرا گئے

آیا جو ناز کی سے عرق تجکو وقت ذبح
خجلت سے ہم پسینے مین قاتل نہا گئے

دنیا مین آپ آئے تھی کیا لیکے اپنے ساتھ
اور کیسے یان سے حضرت دل لیکے کیا گئے

آئے تھے مثل باد بہاری کے ہم صفیر
باغ جہان سے دم مین برنگ صبا گئے

پھڑکے بس آشیانہ مین پر بام یار تک
اوڑ کر نہ مثل طائر قبلہ نما گئے

رعنا سرا اے دہر سے شکر خدا کرو
ایمان کے ساتھ تم سوے دار البقا گئے

دل کسی سے لگے خدا نکرے
کہین اللہ مبتلا نکرے

کب وہ عاشق ہے جو وفا نکرے
کب ہے معشوق جو جفا نکرے

خضر اللہ موت دے لیکن
بجز الفت کا آشنا نکرے

یہ رقیبون کی ہے سخن سازی
بے وفا آپ ہون خدا نکرے

عشق ممکن ہے جو نہو اکسیر
خاک عاشق کو کیمیا نکرے

خاک خاک شفا ہو جب پیرگ
کیون یہ دل قصد کربلا نکرے

آج آیا نہین وہ غیرت گل
باغبان منہ ادہر صبا نکرے

تیرے خلخال پا کا کھٹکا ہے
شور محشر کہین بپا نکرے

موت آجائے تو غنیمت ہے
ہر صنم سے خدا جدا نکرے

کہدو عیسے سے ہو چکی صحت — مرضِ عشق کی دوا نکرے
شیخ کو گر نصیب ہو در یار — رخ سوے خانۂ خدا نکرے
خون عشاق سے وہ ہوتا ہے — کام زنہار جو حنا نکرے

خون بہایا ہے کتنے رعنا کا
کیون وہ دعواے خونبہا نکرے

از دل شدگان حجاب تا کے — رخسار تہ نقاب تا کے
ساقی صبح ست خواب تا کے — اے مے زدہ ترکِ ثواب تا کے
توبہ ز شراب ناب تا کے — این نقش بروے آب تا کے
ساقی بر خیز و جام مے دہ — در موسم گل حجاب تا کے
در شیشہ ز چشم شوق رندان — اے دختر رز حجاب تا کے
مغرور جمال و حسن تا چند — نادان عہد شباب تا کے
نازی بحیات چند نادان — آخر نفس حیات تا کے
دادی برباد دین و ایمان — اے دل دگر اضطراب تا کے
او گفت شب وصال با من — این بوسۂ بے حساب تا کے
آخر نوبت رسد بلطفش — خوش باش دلا عتاب تا کے
از آتش ہجر جان و تن سوخت — بر سوختگان عذاب تا کے
تا صبح من و ترک عشق توبہ — این وہم و خیال و خواب تا کے
پیرانہ سری دگر باین ریش — اے مرد خدا خضاب تا کے
از دیدہ نقاب شرم بردار — در وصل آخر حجاب تا کے
برمن نظرے فگن خدا را — اے نرگس مست خواب تا کے
وقت ست در آ بباغ خندان — در موسم گل حجاب تا کے

رعنا رہ یار گیر و بنشین
آخر خانہ خراب تا کے

حیا چھوڑو کرو عادت وفا کی
بتو آخر خدائی ہے خدا کی

نہ شکوہ جور کا نے رحم کا شکر
مری عادت ہے تسلیم و رضا کی

لکھے شعرون مین کیا کیا وصف گیسو
ہماری بھی طبیعت ہے بلا کی

نہ آئی صورت جانان شب ہجر
بہت کین منتین ہمنے قضا کی

نہ آنا تھا نہ آیا ہے وہ آخر
ہزار اوس سنگدل سے التجا کی

نہین بیوجہ کافر اہل اسلام
بتو اک شان ہے تم مین خدا کی

مری جلتی ہوئی گر استخوان کھاے
ابھی منقار جلجاے ہما کی

بہار گل مبارک ہو عنادل
چمن مین آمد آمد ہے صبا کی

نشان ملتا نہین دیر و حرم مین
تلاش یار ہمنے جابجا کی

پھنسا یا طائر روح روان کو
رسائی دیکھنا زلف رسا کی

کلاہ و تاج مین ہے نام کا فرق
حقیقت ایک ہے شاہ و گدا کی

خدارا ہو چکی آخر شب وصل
کہا مانو بہت اب تو حیا کی

اوڑائی خاک تک میری پس مرگ
خدا ترسی نہ کافر نے ذرا کی

ترے آنے سے جان آئی مری جان
مین مرکر جی اوٹھا قدرت خدا کی

مسلمان رام ہو جائین بتون کے
خدائی بت کرین قدرت خدا کی

کھلے بندون وہ سوتی ہین شب وصل
اب اونکے دل مین جذب دل نے جا کی

حسینون مین ہے گھر گھر شور کہرام
مقرر آج رعنا نے قضا کی

زانو سے میرے آپ نہ سر کو اوٹھائیے
فتنہ ہے مست خواب اسکو جگائیے

تربت پہ میرے ہار شبینہ چڑھائیے
جسدن مرے مزار پہ تشریف لائیے

جان لب پہ آگئی ہے غم انتظار مین
اب جلد آپ خیر سے تشریف لائیے

ہمراہ غیر جاتے ہین سیر چمن کو آپ
تازہ نہ اس بہار مین کچھ گل کھلائیے

شرما کے بولے رات جو مین نے گلا کیا
گذری حکایتون کو زبان پر نہ لائیے

بسمل تڑپ رہے ہین سر راہ دیکھیے
دامن اوٹھا کے آپ ذرا بچ کے جائیے

گر دل نشین ہی پردہ نشینی تو میری جان
گھر آپ کا ہی شوق سے دل مین در آئیے

صید افگنی کا شوق ہے تو دام زلف مین
عاشق کے مرغ روح روان کو پھنسائیے

آخر تو درد عشق سے جاتی رہیگی جان
کیون ایک دم کو منت عیسے اوٹھائیے

لیجے حساب روز جزا ظلم و جور کا
جی چاہتا ہے اونکو تماشا دکھائیے

دنیا مین کوئی عشق سے بدتر نہین ہی چیز
دل اپنا مفت دیجیے پھر جی سے جائیے

بے شربت وصال ہے دشوار زندگی
دل کی لگی کو آپ ہی آکر بجھائیے

سردی ہے برف جمتی ہی اوس سے دمبدم
جی چاہتا ہے وصل کا نقشہ جمائیے

باران اشک دیکھیے تھم جائیگا ابھی
بجلی کی طرح آپ ذرا مسکرائیے

تیغ نگہ نے کام ہی آخر کیا تمام
قائل تری صفائی کے قربان جائیے

اعجاز عیسوی کا بھی ہو جائے امتحان
کشتے کو آپ ناز سے ٹھوکر لگائیے

منظور محو ذات جو ہونا ہے تو نظام
دل سے ذرا حجاب دوئی کا اوٹھائیے

ہم خون دل کو پیتے ہین بدلے شراب کے
لخت جگر سے لطف اوٹھائی کباب کے

مثل حباب ہستی ہی موہوم بے ثبات
بحر جہان مین نقش ہین ہم روے آب کے

برہم مزاج یار ہے تیور بدل گئے
سامان نظر کچھ آتے ہین اب انقلاب کے

افلاک پر چمکتے ہین تارے جو اسقدر
ذرے ہین سب یہ خاک در بوتراب کے

کچھ لائے تھے نہ لیچلے آخر کچھ اپنے ساتھ
محشر مین وسوسے ہین ہمکو حساب کے

پیاسے ہوئے جو رند پلائی سبیل ہے
پیر مغان نے کام کیے ہین ثواب کے

قطع امید نامۂ سفاک ہو گئی
سر نامہ بر کا بھیجا ہے بدلے جواب کے

ہے لذت وصال کا فتراک واسطہ
نخچیر بوسے لیتی ہین جھک کر رکاب کے

کرتے نہین وہ بات تلک بھی شب وصال
انداز کچھ نرالے ہین شرم و حجاب کے

جلتا رہا ہون آتش فرقت مین شعلہ رو
صدمے نہون گے قبر مین مجھپر عذاب کے

رعنا خدا کے سامنے کہدینگے ہم تو صاف
بندہ ہین بارگاہ رسالت مآب کے

فرقت مین مری آ کے دل آزار خبر لے
ہون سخت مصیبت مین گرفتار خبر لے

دے شربت دیدار مجھے آ کے مسیحا
ہون نرگس بیمار کا بیمار خبر لے

کس قہر سے کاٹے ہین ترے ہجر مین دن رات
دکھلا کے رخ و زلف کا دیدار خبر لے

اغیار سے سن سن کے تری گرمی صحبت
جی جلتا ہی اے غیرت گلزار خبر لے

دکھلا دے مجھے خواب مین اوس ماہ کی صورت
بیچین ہون اے طالع بیدار خبر لے

مشکل کا ہے یہ وقت کہ ہے نزع مین رعنا
یا شیر خدا کل کے مددگار خبر لے

دوش پر نعش لیے صاحب ماتم آئے
کوچہ یار مین اس دھوم سے کل ہم آئے

عیسی وقت ہو کہدو لب جان بخش سے تم
کہ تن عاشق بیجان مین کہین دم آئے

وارد میکدہ وہ مست ہے تسلیم ہے فرض
کہدو شیشے سے کہ گردن کو کیے خم آئے

دل مین کس طرح نہ سمجھین اسے ماتم خانہ
آ کے دنیا مین تو با دیدۂ پرنم آئے

بیکسی نے مری تربت پہ عزاداری کی
قیس و فرہاد موے پر نہ پئے ماتم آئے

کشتہ رعنا تھا ترا دم مین نہ آیا آخر
گو جلانے کے لیے عیسی مریم آئے

ہر دم یہ دعا مانگتے رہتے ہین خدا سے
اللہ بچائے شب فرقت کی بلا سے

مر کر بھی پھرا مین نہ کبھی راہ وفا سے
باز آئے نہ تم رہگذر جور و جفا سے

بیمار محبت ہون بچون گا نہ دوا سے
چارہ نہین اب مجھکو کسیطرح قضا سے

اولجھے سحر وصل جو اوس زلف رسا سے
کیا کیا نہوا دست و گریبان مین صبا سے

چلمن جو اوٹھائی بھی تو کس شرم و حیا سے
دکھلا دیا جلوہ مجھے سو ناز و ادا سے

لاتا ہے بلا راہروون پر یہ دوراہہ
اولجھے دل دشمن بھی نہ گیسوی دوتا سے

بگڑے ہوے تیور ہین خدا خیر کرے آج
بیوجہ مجھے وہ نظر آتے ہین خفا سے

رکھتے نہین ہم کوثر و تسنیم کی پروا
ہین شربت دیدار کی اک عمر سے پیاسے

وصلت کا ہمین شکر نہ فرقت کی شکایت
تابع ہین تری کام ہے تسلیم و رضا سے

جیتے فلک اور بعد فنا ارض نے پیسا
دو دن بھی تو مہلت نہ ملی ارض و سما سے

اللہ رے یہ گرمیٔ فرط محبت
بگڑا جو وہ بت مجھسے تو بگڑا ہمین خدا سے

آنکھون مین عذابون سے گذاری ہے بمشکل
تھی بڑھ کے شب ہجر صنم روز جزا سے

تو گرم عنان شوق سے ہوا ہے بت طناز
پامال ہون عشاق کے دل تیری بلا سے

اور اس شوخ کی آنکھون پہ بسر کیون نہ ہون عاشق
مشتاق چلی آتی ہین آہو بھی خطا سے

لا یکسی خورش رو کا ہمین جذب محبت
بیوجہ نہین آئے ہین ہم ملک بقا سے

جب حشر مین محبوب نے دکھلایا ہے جلوہ
کیا رشک نظام آیا ہے محشر مین خدا سے

مرا ترکی ست سفاکی شریری آفت جانے
جفا جو تند خو غارتگر دینے و ایمانے

خود آرائے پریروئے حسینی بزم افروزے
چراغ خانۂ دلخستگان شمع شبستانے

بلیغے شاعرے شیرین بیانی طرفہ لسانے
فصیحے نکتہ سنجے نغز گفتاری سخندانے

لبش شاخ نباتی یا عسل یا لعل نوشینے
شکر قند مکرر نیشکر یا شکر افشانے

بتے نا آشنا وعدہ فراموشی و عیارے
خود آرا خود پسندی بیوفائی سست پیمانے

مہے نازک مزاجی شوخ و شنگی عربدہ جوئے
شریرے نرد رنجی نازنینے آفت جانے

گہی عاشق گہی خونخوار خلقے تشنۂ خونے
گہی عیسیٰ دمی جان جہانے راحت جانے

گہی در صحن صورت مثل باد صبح پیدائے
گہی در روضۂ معنی چو بو در غنچہ پنہانے

گہی تشکیل تبسم در لب لعل پریرویان
گہی بر چہرۂ عاشق برنگ اشک غلطانی

گہی سرگرم نازش ترانہائے موسیٰ
گہی دل دادہ و شیدائی فخر جن و انسانی

چو باشم در عدم آن دلستان اندر وجود آید
شوم گر از عدم موجود گردد باز پنہانے

چہ پرسی ہمنشین در عشق او حال من مسکین
چو قیس آوارہ و گمگشتہ دشت و بیابانے

ز حیرت ششدری بی اختیاری سخت مجبوری
ز عصیان نادمی خجلت کشی سر در گریبانے

گدائی بینوائے بیکسے آزاد و مسکینے
غریبے خانمان آوارۂ بے ساز و سامانے

بمحشر شافع امت اگر سر گرم ناز آید
رسد در حضرت او مغفرت ناخواندہ مہمانی

چو رعنا کس نگشتہ در تماشش شوخ ہر جائی
بدشت غربت و اندوہ حیرانی پریشانی

او س نازنین مین عشوہ بھی ناز و ادا بھی ہے
انداز بھی ہے غمزہ بھی شرم و حیا بھی ہے

آب روان ہی سبزہ بھی گل بھی بہار بھی
ساقی ہے یار بادہ ہے باد صبا بھی ہے

ڈھاتی ہو میری کعبۂ دل کو عبث عبث
او سنگدل بتو تمہین خوف خدا بھی ہے

ایمان بھی جان بھی کھو چکی ناموس و ننگ بھی
ای دل تباتو عشق کی کچھ انتہا بھی ہے

جائے نجات پوچھتے ہین آپ مجھسے کیا
کعبہ بھی ہے مدینہ بھی ہی کربلا بھی ہے

دم ہے لبون پہ ہجر مین رعنا کا ہمدمو
دم دیتے ہین مسیح کہ چشم شفا بھی ہے

تشریف عیادت کو مری وہ نہین لاتے
بیمار کے بالین پہ مسیحا نہین آتے

بنجتی گل آدم سے اگر خاک ذرا بھی
ہم مست اوسے گوندہ کے پیمانہ بناتے

ہے جذبۂ شوق مے و معشوق و گرنہ
جنت کو موے پر بھی کبھی شیخ نجاتے

مہ چادر مہتاب مین منہ اپنا چھپاتا
پردے سے اگر روی منور وہ دکھاتے

پیغام صبا لاتی اگر آمد گل کا
شادی سے عنادل کبھی پھولی نہ سماتے

محشر مین اگر سامنا اوس شوخ سے ہوتا
تو جور کا رعنا اوسے کچھ لطف دکھاتے

کل شب جو بزم غیر مین وہ جلوہ گر رہے
جیتے تھے پر عذاب مین ہم تا سحر رہے

پہلو مین میرے رات جو وہ رات بھر رہے
بیدار کیسے بخت مرے تا سحر رہے

جب تک کہ تیغ یار کی زیب کمر رہے
ای دل تجھے بھی چاہیے سینہ سپر رہے

ہرجائیون کے عشق نے کیا کیا کیا ذلیل
رسوا رہے خراب رہے دربدر رہے

افسوس ہو کے مخبر صادق کے امتی
اس عمر مستعار مین ہم بے خبر رہے

کاٹی ہے اک عذاب سے ہمنی شب فراق
کل انتظار یار مین ہم تا سحر رہے

اعجاز سے جیا کوئی حسرت سے مر گیا
کسطرح جا سکے نہ جان گئی یار تک
باغ جہان مین اب کی کچھ ایسی ہوا چلی
یہ حسن اتفاق بھی ہوگا کبھی نصیب
کاٹون گا انتظار مین روز قیام بھی
کس منہ سے لائے منہ پہ سوال وصال یار
اوس شمع رو کی یاد مین روتا ہون تا سحر

کیا کیا نہ کوے یار مین گل شور و شر رہا
جب ضعف سے نہ قابل پرواز پر رہے
گل کیسے نام کو بھی نہ باقی شجر رہے
سینہ پہ اونکے ہاتھ ہو زانو پہ سر رہے
ایفاء عہد آپ کو مد نظر رہے
جسکو نہ رعب حسن سے اپنی خبر رہے
دامن نہ کس طرح صفت شمع تر رہے

شاید وہ زلف و رخ نظر آجائین خواب مین
رعنا اسی خیال مین شام و سحر رہے

جہان مین کب کوئی تمسا حسین ہے
ترے کوچے کی جوای بت زمین ہے
علی وہ باب شہر علم دین ہے
پڑا ہون مین یہان اور دل وہین ہے
ترے کشتے کی اشہر رہے خموشی
سلیمان مین بھی اپنے وقت کا ہون
بدن پر بار ہے پھولون کا سایہ
نجا کوچے مین اوسکے دیکھ زاہد
شاہئین گے لکھا تقدیر کا
حقیقت خاک الفت کی بتائین
رخ روشن پہ خال اور زلف مین چین
عبث کھاتے ہو قسمین دیکھ لین گے
سمجھکر اوسکے گیسو کو لگا ہاتھ
اوگے جب قبر عاشق سے تو نرگس

ہلال ابرو مہ تابان جبین ہے
خدا کی شان ہے عرش برین ہے
کہ دربان جسکا جبریل امین ہے
الٰہی مین کہین ہون وہ کہین ہے
دہان زخم تک گویا نہین ہے
پری رو آپ سا زیر نگین ہے
مرا محبوب ایسا نازنین ہے
وہ کافر رہزن ایمان و دین ہے
در جانان ہے اور اپنی جبین ہے
نہین جسکا فلک یہ وہ زمین ہے
یہ ملک ہند وہ اقلیم چین ہے
ہمین صاحب کے آنے کا یقین ہے
یہ کافر دیکھ مار آستین ہے
یہ مردم خیز ایسی سرزمین ہے

نہین تڑپا تہ خنجر دم قتل — دلا صد آفرین صد آفرین ہے
جہان کے حق مین ہی خانہ برانداز — عجب ہے آپ وہ خانہ نشین ہے

نکھار رعنا نے وصف خال جانان
مقرر ایک ہی وہ نکتہ چین ہے

شان نزول زلف گرہگیر چاہیے — فرقان روے یار کی تفسیر چاہیے
پھانسی کا جرم بوسہ کاکل مین دو نہ حکم — میرے گلے مین زلف گرہگیر چاہیے
اے ہمصفیر ہین شنوا گوش گل مگر — نالہ مین عندلیب کے تاثیر چاہیے
کیونکر بڑھاؤن ربط نہ دربان یار سے — آخر کوئی تو ملنے کی تدبیر چاہیے
کوشش سے ایکدن بھی میسر ہوا نہ وصل — تدبیر محض ہیچ ہے تقدیر چاہیے
دل نے مہم کاکل پر چین کو سر کیا — ملک تتار مین مجھے جاگیر چاہیے

رعنا نے جان دی ہے تصور مین یار کی
کنج لحد مین بھی وہی تصویر چاہیے

پیدا ہے لچک بار جو موباف زری ہے — اوس شوخ مین یہ عالم نازک کمری ہے
ساغر مین چھلکتی ہے شراب ایسی ساقی — شوخی مین وہ ڈوبی ہی شرارت مین بھری ہی
چلنے مین چھلاوا ہی تو تسخیر مین جادو — یہ مردمک چشم ہے لیلے کہ پری ہے
اک جلوہ دکھا جاتی ہے پھر کر نہین آتی — ثابت نہین سایہ ہی جوانی کہ پری ہے
خلقت مین ہر اک چیز کو بھی فرد ہی پایا — خلاق اسیواسطے شرکت سے بری ہے
دل دادہ اون آنکھون پہ غزالان حرم ہین — رفتار سے پامال اگر کبک دری ہے
کیا چھائی ہے فرط قلق ہجر مین حیرت — لب پر نہ تو نالہ ہے نہ آنکھون مین تری ہے
ہر چند ہی وہ چشم سیہ صورت آہو — چیتے کی طرح صید پہ سفاک جری ہے
مجبور کیا صبر تڑپ نے ہجر مین لیکن — اک سل ہے کہ بار سے ترے سینے پہ دھری ہے
سر جوش مین پھر خم سے نکالی ہے جو ساقی — کیا دختر رز کو بھی سر پردہ دری ہے
درماندہ ہین سب علم و گمان وہم و خیالات — بے شبہہ یقین سے تری ذات بری ہے

رخصت نہین گر باد بہاری کی چمن سے
پُر درد یہ کیون نالۂ مرغِ سحری ہے

رہتی ہی ہوئے پر بھی مجھے یاد تمہاری
ہر چند ز خود رفتگی و بے خبری ہے

دل سے مرے پوچھے کوئی حال نظر یار
آئنے مین وہ بجلی ہے تو جانی مین پری ہے

دیکھی نہین بجلی مین بھی ہنسنے یہ شرارت
کیا کوٹ کے شوخی تری رگ رگ مین بھری ہے

روز سیہ ہجر و شب روشن وصلت
نیرنگی دورِ فلکِ نیلوفری ہے

کٹ جاتی ہی جو عمر رواں چشم زدن مین
معلوم ہوا یہ بھی چراغ سحری ہے

اوس زلف سیہ مین شب یلدا کا ہی عالم
رخسار مین اک جلوۂ نورِ سحری ہے

آمادہ ہے وہ قتل پہ تولے ہوی تلوار
ہشیار دلا موقع سینہ سپری ہے

کچھ آپ سے تڑپا نہین رعنا تہ خنجر
مجبور ہے بندہ ہے خطائی بشری ہے

دل جہان جائے وہان اندوہ و حرمان ساتھ ہے
آنکھ پڑ جائے جہان وان اشک باران ساتھ ہے

ہر جگہ دل مین خیال شاہ خوبان ساتھ ہے
جسطرح یہ مور جاتا ہے سلیمان ساتھ ہے

دل مین ہے اب بھی خیالِ گیسوی پیچانِ یار
گو کہ ہون آزاد پر زنجیر زندان ساتھ ہے

نرگسِ شہلا او کے کیونکر نہ میری خاک سے
مر گیا ہون پر خیالِ چشم فتان ساتھ ہے

پاؤن کا چکر ہوا یارب یہ دورِ آسمان
مر گئے پر گردش گردون گردان ساتھ ہے

خار صحرا ہے اگر سوزن تو رشتہ آہ دل
قیس سے لے چاک دل سب کچھ تو سامان ساتھ ہے

گلرخون کی عشق مین گل کھائی ہین ایسی عندلیب
میری پہلو مین کہان ہے دل گلستان ساتھ ہے

واہ ری جذبِ محبت خوب دکھلایا اثر
وہ مرے لاشے کے تا گور غریبان ساتھ ہے

آمدِ فصلِ بہاری کی چمن مین دھوم ہے
باغبان آتا ہے اور مرغ غزلخوان ساتھ ہے

کوچۂ محبوب ہے موسیٰ نہین یہ کوہ طور
حاجت مشعل نہین یان داغ سوزان ساتھ ہے

عاشق بیتاب کی اللہ ری بے صبریان
وقف حسرت ہے زلیخا ماہ کنعان ساتھ ہے

واہ ری قسمت جو ہون تو بات بھی کرتے نہین
گر نہون کہتے ہین مردان علیخان ساتھ ہے

لاشۂ رعنا کی ہے ہمراہ بس اک بیکسی

در دیا بیچارہ تا گور غریبان ساتھ ہے

رکا ہو خنجر قاتل مجھے خیال یہ ہے
تڑپ گیا ہون دم ذبح انفعال یہ ہے

لبون پہ جان ہے اکدم کا اور مہمان ہے
مریض عشق محبت کا تیرے حال یہ ہے

اوڑا اسے طائر رنگ رخ پر پرید یان
حضور بیٹھ کے غلے آپ کا جمال یہ ہے

عیان ہے سینۂ محبوب سے عروج شباب
پھل آیا نخل مین ثمر حسن کا کمال یہ ہے

رہا نہ نام کو اغیار کا نشان باقی
دلا بس آہ رسا کا مرے وبال یہ ہے

نہ آیا رات مجھے اسکا غم نہین رعنا
گیا وہ غیر کے گھر سیر فقط ملال یہ ہے

اوڑایا تند باد جور صرصر نے گلستان سے
اکھاڑا تنکی نکلی خاک میری کوے جانان سے

نہ ممکن ترک الفت ہے نہ صحبت ہے برار اوس سے
ہوئی حجت حال جی کی دوستی محبوب نادان سے

بھلا بارہ کہین ہوتا سنا ہے آگ پر قائم
برا ہے صحبت عشاق کیونکر شعلہ رویان سے

بہت جاہا نہ پایا اوس لب جانبخش کا بوسہ
پھرا تشنہ سکندر کیطرح مین آب حیوان سے

پڑے ہین آبلے تلوون مین لیلی مین وہ مجنون ہون
نہین کھٹکا رہ حج مین مجھے خار مغیلان سے

دل سودا زدہ کو سر سے تسکین خاطر ہو
اوڑا لائی صبا نکہت اگر اوس زلف پیچان سے

مریض اوس یوسف ثانی کا اک عالم کو سودا ہے
خریداری کو جیسے لاکھ یوسف آئے کنعان سے

مکدر خاطر نازک نہ ہوتا خاکساران سے
ذرا دامن اوٹھا کر جائیو گور غریبان سے

نصیب دشمنان دشمن ہوے ہمنام رعنا تک
ہوا اغیار کو یہ رشک مرزا اصفہان سے

چلو منزل فنا سے کہ وقفہ قلیل ہے
آمد شد نفس مین صدا ے رحیل ہے

روشن ہے صاف آتش لالہ سے باغبان
گلزار دہر روکش باغ خلیل ہے

جو چیز ہے جہان مین وہ بیمثال ہے
ہر فرد خلق وحدت حق پر دلیل ہے

تدبیر کارگر نہین ہوتی وصال کی
دشمن مزاج یار مین بیڈھب دخیل ہے

شاید وہ آج بیٹھے ہین آغوش غیر مین
سینے مین اضطراب دل اپنا دلیل ہے

صد شکر اونکے دیدۂ مردم شناس مین
رعنا کا اعتبار ہے دشمن ذلیل ہے

لہو سے دامن قاتل جو آج لال ہوے
شہید ناز کو کیا کیا نہ انفعال ہوے

گلے زبان پہ آئے بہت ملال ہوے
جو ہجر مین تھی وہ صدمی شب وصال ہوے

ہوا زوال اگر صاحب کمال ہوے
بلند مرتبہ ہم صورت ہلال ہوے

شباب یار نے پائی نمود سینہ سے
بہار باغ مین آئی شجر نہال ہوے

رقیب شغل کرین عیش ایک ہم پیدا
الم کے واسطے ای رب ذو الجلال ہوے

سمند ناز کی جولانیون نے ڈھایا ظلم
ہزار ہا دل عشاق پایمال ہوے

شب وصال نہ شانی زلفونکو فرصت دی
یہ کیسے گیسوی جانان مجھی وبال ہوے

نہ آیا وعدہ فراموش کیا کہون رعنا
کہ انتظار مین کیا کیا مجھے خیال ہوے

مجھے جسدم خیال جلوۂ جانانہ آتا ہے
تو یاد ای دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہے

خود آرائی شب وصلت وبال جان عاشق ہے
سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہے

فراق یار مین اسدرجہ دلکو بیقراری ہے
مری سینے سے جو نالہ ہے بیتابانہ آتا ہے

سلیمان حشم ہے اور جلو مین خضر و عیسی ہین
شہِ خوبان مرا با شوکت شاہانہ آتا ہے

جو رہبر ہو ہین وہ سودائی ہین اس صحرای وحشت کے
نہ تنہا قیس ہے اس دشت مین دیوانہ آتا ہے

نشان میرا جو پوچھے قیس تو ای خضر کہدینا
کہ آگی اس سے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہے

بہا دیتی ہے آنسو شمع جلکر آتش غمسے
ادھر جسدم خیال سوزش پروانہ آتا ہے

حرم کی راہ ہے معلوم رعنا کو پر ای زاہد
خیال خدمت دیرینۂ بتخانہ آتا ہے

ندانم دل ربود از من کدامے
نشان پرسم کجا و از کہ نامے

بہم مشرب بنوش از بادہ جامے
بود با ناکسان خوردن حرامے

من از مذہب برندی در گذشتم
ز من گبر و مسلمان را سلامے

زموسٰے ماجرائے طور پرسم
خدارا جلوۂ بالائے بامے

چرا صیدت نگردد مرغ جانم
چو خالت دانہ باشد زلف دامے

دلِ عشاق پامالِ ادا است
ہنوز ست آن پری رو خوش خرامے

روان بخشند لیکن فرق این ست
صنم با ناز و عیسیٰ از کلامے

پریشان نیست کاکل بر رخ یار
برائے مرغِ جان گسترده دامے

زرقصت تا عدم شد شور تحسین
بسوئیم ہم خدارا یک دوگامے

صبا مشاطۂ گل شد بہ گلشن
دگر از نوبہار آمد پیامے

کشیدم نالہا دیشب بہ ہجرش
نبرد از من کسے با او پیامے

فلک داد از جفائے ترک بگرفت
بجرم غیر از من انتقامے

قلیل امد برآمد سالم از نار
بود در عشق ہر یک پختہ خامے

وفائے دور چرخ این ست ساقی
نہ جم ماندہ نہ از جمشید جامے

زہستی تا عدم دانی چہ فرق ست
نہ باشد بیش الا یک دوگامے

نہ تنہا کافر عشق ست رعنا
مسلمان ہندوش ہندوستا رامے

کر چکا قید سے جس وقت کہ آزاد مجھے
ہاتھ ملتا ہی رہا دیکھ کے صیاد مجھے

عمر بھر یون تو کبھی لی بھی نہ کروٹ پر گر
حیف رہ رہ کی کیا کرتے ہین اب یاد مجھے

حکم دربان کو ہے زنہار نہ آنے پائے
غیر کے سامنے کرتے ہین مگر یاد مجھے

خواب مین کیا نہ کبھی زیست مین آئی تقصیر
قبر پہ آکے وہ اب کرتے ہین برباد مجھے

ق

باغبان گلشنِ عالم کا مین وہ بلبل ہون
طائرِ سدرہ کہا کرتا ہے اوستاد مجھے

ہمصفیرون کو مرا حال کھلے گا کس گت
دیکھنا دل مین کرینگے وہ بہت یاد مجھے

صحنِ گلشن مین مرے پھول کرینگے گلچین
روئیگا سونا قفس دیکھ کر صیاد مجھے

راہ الفت مین ملاقات ہوئی کس کس سے
دشت مین قیس ملا کوہ مین فرہاد مجھے

غیر کو لائے شب وصل وہ اپنی ہمراہ
شاد بھی کرتے ہین پھر کرتے ہین ناشاد مجھے

حسرت دید مین دی جان در جانان پر — کیا تعجب ہے جو کافر کہین شداد مجھے
غیب سے ہوتی ہین القا مری دل مین مضمون — دیکھ فیضان سخن کا ہے خداداد مجھے

سیر باغ آتا ہے دنیا کا نظر جب رعنا
یاد آتی ہے بہت حسرت شداد مجھے

یہ صحن باغ مین ہر صبح بلبل کا ترانہ ہے — غنیمت خندۂ گل ہے بہت نازک زمانہ ہے
مثل یہ راست ہے جو ہنستے ہین گھر بستے ہین بستی کے — نہو گر دل لگی تو غمکدہ ہر ایک خانہ ہے
پریشان خاطرون کی دل لگی سے ہے یہ جمعیت — پریشان کاکل پر خم کی جن مین جیسے شانہ ہے
ہوا ثابت نمود انجم چرخ برین سے یہ — ہنسی مین واہوی ہین دانت تارونکا فسانہ ہے
بہار باغ کشت زعفران ہے خندۂ گل سے — مثال قہقہہ قمری عنادل کا ترانہ ہے

ہنسی آئے کی ہے تو دل سے کر شکر خدا رعنا
یہ سبب ہے رونے کی جا جس شخص پر ہنستا زمانہ ہے

مرض عشق کو شفا سمجھے — درد دلکو درد کی دوا سمجھے
کی دغا لیکے دین و دل تو نے — تجھسے اسے فتنہ گر خدا سمجھے
جب ہوے ہم غریق بحر فنا — آپ اوسوقت آشنا سمجھے
رام کر لیتے ہو مسلمان کو — کافرو تمسے بس خدا سمجھے
کھو کے فرہاد جان شیرین ہم — جوے شیرین کو خونبہا سمجھے
پیر چرخ و عجوز دنیا کو — مرد عیار و بیسوا سمجھے
شربت وصل تھا دوائے ہجر — کیون طبیب اوسکو لا دوا سمجھے

دیکھکر دم نکل گیا رعنا
ہجر کی رات کو قضا سمجھے

لگی لپٹ جو پاے دلربا سے — مرا دل خون ہوا رنگ حنا سے
مجھے یاد آگیا طول شب ہجر — ڈرا مین اسلیے زلف رسا سے
دیا وہ جو نتھا وہم و گمان مین — بھلا مین اور کیا مانگون خدا سے

ڈبوئی جاہ مین زہرہ نے قد سے
کسے امید تھی یہ آشنا سے

چمن مین آگئی فصل بہاری
خبر ہوتی سب مجھے باد صبا سے

شب فرقت ہوئی رعنا شب وصل
بگڑ بیٹھے جو وہ ناز و ادا سے

جسکو سب کہتے ہین سمندر ہے
قطرۂ اشک دیدۂ تر ہے

ابروے یار دل کا خنجر ہے
مژۂ یار نوک نشتر ہے

چشم عاشق سے ڈوبے ہے دریا
ایک تسنیم ایک کوثر ہے

خانۂ دل ہے غیر سے خالی
شوق سے آؤ آپ کا گھر ہے

دین زاہد کو ہمکو درد ملا
اپنا اپنا غرض مقدر ہے

قطعی آج فیصلہ ہوگا
تیری تلوار ہے مرا سر ہے

اب تو دھونی رما کے بیٹھے ہین
در جانان پہ اپنا بستر ہے

طمع ہر اک کا دین و ایمان ہے
جسکو دیکھو وہ بندۂ زر ہے

ہین عدو زلف و ابرو و مژگان
سب بلاؤن کی جعد افسر ہے

خوب دل کھول کر جفا کر تو
ہند و ہدت سے اسکا خوگر ہے

بام پر جلوہ گر ہے وہ شاید
کوے جانان مین شور محشر ہے

کرتا عالم کو آہ سے برہم
لیک رعنا کو یار کا ڈر ہے

پسے ہین دل زیادہ تر حنا سے
چلا دو گام بھی جب وہ ادا سے

وہ بت آئے ادھر بھی بھول کر راہ
دعا یہ مانگتا ہون مین خدا سے

حجاب اوسکا ہوا شب مانع دید
نقاب اولٹی نہ چہرے کی حیا سے

اشارہ خنجر ابرو کا بس تھا
مجھے مارا عبث تیغ جفا سے

بہت بل کھا رہی ہے زلف جانان
بچیگی جان کیونکر اس بلا سے

سے بہتر اک کرشمے مین ہون دو کام
مدینہ جاؤن راہ کربلا سے

خدا جب سب مطالب بر لائے مقصد
اوٹھاؤن کیون نہ ہاتھ اپنے دعا سے

کدورت سب ہے مری جانب سے دل مین
صفائی اب کہان اوس مہ لقا سے

نظام اب عقدۂ دل کیون نہ حل ہون
محبت سب ہے تجھے مشکل کشا سے

تمام شد دیوان اول



جلد دوم

کلیات نظام

افراد اشعار

پیار کی باتین کیجیے صاحب
لطف صحبت کا گفتگو سے ہے

گلرخون کا ہے حسن و خلق سے اوج
قدر پھولون کی رنگ و بو سے ہے

آب سے آئینہ کی رونق سے
قدر انسان کی آبرو سے ہے

گالی تو بات بات مین وان بات ہو گئی
یان ہمکو سنتے سنتے مساوات ہو گئی

کسی کے چشم کا ہے دھیان ساقی
سبو منہ سے لگا منہ کو سبو سے

نہ پوچھو ہم سفرو مجھسے ماجرائے وطن
وطن ہے مجھپہ فدا اور مین فدائے وطن

حساب قبر کو منکر نکیر بھول گئے
غم فراق کو سن ہاتہ پاؤن پھول گئے

نماز شب سے زاہد نالۂ شبگیر بہتر ہے
ترے اللہ اکبر سے مری تکبیر بہتر ہے

کیون اے صبا اولجھتی ہے زلف دراز سے
فتنہ نہ اوٹھ کھڑا ہو کہین خواب ناز سے

پروانہ فرط عشق سے جلتے تو جل گیا
واقف ہوا نہ شمع کے سوز و گداز سے

نہین دستار قاضی سجدہ مین پارا پارا ہے
مگر رندون نے چہرہ دختر رز کا اوتارا ہے

یہ سر بمہر شیشہ یہ ساقی کے بند ہے
چھیڑین نہ رند دختر رز پردہ بند ہے

عبث ای میکشو اندیشۂ دستار قاضی ہی
کہا ہی تجھسے جو واعظ نے کچھ ملال نکر
یہ رمز قلقل مینا ہے قیل و قال نکر
سحرم پیر مغان ساغر صہبا بخشید
خدا بیت بخشد ای قاتل چرا کشتی مسلمان را
آخر ہوا ہے حشر بپا انتظار مین
چھپکلین ہزار مرغ غزلخوان بہار مین
گھبرا رہے ہو سب ہی غصۂ غم دلسی جنگ ہے
ہجر کی شب نہ آیا یار افسوس
باغ مین جا سے گل ہے خار افسوس
کی بپا ہے نہ شیخ نے توبہ
گھر گیا غیر کے وہ وعدہ خلاف
آئی خزان بہار چمن سے نکل گئی
بلبل اوداس ہو کے چمن سی نکل گئی
جو آئی وقت نزع طبیعت بہل گئی
رنج سفر مین یار رفیق طریق تھا
خواب مین بھی یہان نہ آئے آپ
صاف کلمہ پڑھے کلیم اوسکا
جیسے دریا سمائے کوزہ مین
رات دن جور و ستم دیکھہ لیا
دماغ پیر گردون مین بھری ہی بادۂ نخوت
ہے ابر مین ہلال کہ ابرو نقاب مین
کٹی کیونکر شب غم کچھ نہ پوچھو

اوتار دو دخت رز کا شوق سی جب وہ ہوی راضی ہی
وہ لغو بیہودہ بکتا ہے تو خیال نکر
شراب شوق سے پی اور کچھ سوال نکر
خضر دریا دلم آب از لب دریا بخشید
تبسم در قیامت تا چہ پیش آرند ترکان را
صبح شب فراق ہوئی مار ڈالا ہمین
ہر شب لب ایک ہے گویا ہزار مین
تن جان سی تنگ آیا ہی جان تن سی تنگ ہے
ہچکی آتا ہے بار بار افسوس
بن گئی خواب نو بہار افسوس
مر گیا وہ گناہگار افسوس
مین رہا وقف انتظار افسوس
دم مین ہوا سے گلشن عالم بدل گئی
شاید ہوا سے گلشن عالم بدل گئی
جان آرزو سے خلد مین تن سی نکل گئی
سب مین اوسکے ساتھ طبیعت بہل گئی
وان سے گئے رات بن بلائے آپ
رخ جو وہ بام پر دکھائے آپ
یون دل و دیدہ مین سمائے آپ
اسکا لطف و کرم دیکھہ لیا
بچشم غور جو دیکھا تو اک مینا ہی خالی ہی
خنجر میان مین ہے کہ بجلی سحاب مین
تڑپ کر ہجر جانان مین سحر کی

پھیر اہون سر کو بل کوے صنم مین
بہت ہی زلف نے بل کی شب وصل
خاک بھی لطف زندگی نہ رہا
ادا سے یار ہر انداز مین کیا دلکو بھاتی ہے
لبھاتا ہے دل عشاق کو سو سو کرشمہ سے
ہوا خون حسرت دیدار مین دل ہی نہین تنہا
جواب نامہ میرے بعد بھیجا تمنے لا حاصل
لیا گھر بیٹھے سودا جذب الفت سے زلیخا کا
نہ آئی بات تک بھی منہ پہ رعب حسن جانان سے
تلاش یار مین اک عمر بھٹکے کوہ و صحرا تک
دم لبون پر ہے جان آنکھون مین
کھو گیا کوے دلربا مین نظام
ربل پہ یار آئے گا شاید
خون مین ارمان تیرے بسمل کے
آئے ہو غیرون سے اب مل مل کے
بات کی بات مین گذری شب وصل
سخت جان مین ہون ادھر وہ نازک
اشک حسرت دیدہ دل سے ہین جاری اندنون
آئی ہے کس موسم سے یاد بہاری اندنون
ولولہ ہین عشق کے برباد ہے ناموس و ننگ
کس کا تھا انتظار ساری رات
روئے ہین پھوٹ پھوٹ کر شب ہجر
شب فرقت یہ روئی شمع دلسوز

سب اپنی عمر مین نے یون بسر کی
قسم کھائی جو مین نے اونکے سر کی
آرزو جی مین ہو وہ جی نہ رہا
دل خود رفتہ لپٹا ہے طبیعت لوٹ جاتی ہے
نظر سو قافلون کو ناز سے ہمراہ لاتی ہے
مرے لخت جگر تک دیدہ خونبار مین آئے
پیام وصل اغیارون کو پیہم تار مین آئے
خریداران یوسف کیلیے بازار مین آئے
ہزارون سوچ کر مضمون ہم دربار مین آئے
اوٹھا کر گردش تقدیر کوئے یار مین آئے
عاشق اب تک کے انتظار مین ہے
لوگ کہتے ہین مار وار مین ہے
مژدہ وصل آج تار مین ہے
بہ گئے آنکھ سے ٹکڑے دل کے
خاک ارمان نکالون دل کے
حوصلے خاک نہ نکلے دل کے
زور کرتے ہین عبث پل پل کے
کار طوفان کر رہی ہے اشکباری اندنون
گلہ خون کی روز جاتی ہے سواری اندنون
بڑھ گئی حد سے زیادہ بیقراری اندنون
دل رہا بیقرار ساری رات
دیدہ اشکبار ساری رات
کہ تر اشکون سے دامان لگن تھا

آنہا کہ از قیام قیامت بپا کنند
از قم زبان خویش چرا آشنا کنند

کیا قیامت ہے کہ وہ بام پہ سوئے شب بھر
چشم انجم سے کرے چرخ نظارے افسوس

دیوار تن کو دیکھ کے رعنا یقین ہوا
بس درمیان یہی ہے عدم اور وجود مین

موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے
مرغون مین چہچہے ہین چمن مین بہار ہے

یاد مژگان کو تیر سے صحرا مین
خارش خار مغیلان سمجھے

زندہ درگور رہے فرقت مین
شہر کو گور غریبان سمجھے

شمع کو جسم بین رو سے روشن
دود کو زلف پریشان سمجھے

مال دنیا کو نہ مطلق جانا
خوب مردان غلیچان سمجھے

صورت یوسف کے منظور ہوائی نہین
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مبتلا ہو کر مصور تا نہ ہو جائے رقیب
اسلیے تصویر جانان ہمنے کھنچوائی نہین

مسی اور رنگ پان گلوری سے ہے گویا
دہان پری غنچۂ زعفران ہے

مخمس غزل رند

۱
ناخدا ترس نہین تجکو خیال بلبل
بیوفا دیکھ نہ پڑ جائے وبال بلبل
دل پھٹا جاتا ہے سن سن کے فغان بلبل
غیر ہے حسرت گلزار سے حال بلبل
دیکھون کن آنکھون سے صیاد ملال بلبل

۲
دیکھ کر غیر کا غم ہوتا ہون مین بھی غمگین
صدمہ گذرا کبھی دیکھا جو کسی دل کو حزین
منع گل توڑنے سے مین تجھے کرتا تو نہین
مین چلا جاؤن تو گل توڑیو تو اے گلچین
مجھسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

۳
گل کے اوراق تو گلشن مین کرونگا مین بہم
ہوگا لالے کی سیاہی مین بھی آب شبنم
جمع کر لونگا سر دست یہ سامان رقم
شاخ گل ہاتھ لگیگی تو تراشونگا قلم
آج لکھنی ہے مجھے صورت حال بلبل

۴
گل مین شبنم ہے کہ گرمی سے ہے بھرا ساغر مے
رنگ دکھلاتی ہے اپنا ہی گلستان مین جو شے

آئی جاتی ہے نسیم سحری بے در پیے
فصل گل آئی ہے کیا پھولی ہوئی غنچی ہے
دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل

۳
جس طرف دیکھو سراسر ہے گلستان تاراج
زلف سنبل ہے پریشان نہیں قابو مین مزاج
مرگ عاشق کو ہے معشوق سے آگے معراج
گل ہین مصروف عزادار ہوئین پھول مین آج
مر گیا سنتے ہین گلشن مین جیا وال بلبل

۴
گرچہ نسبت ہی شکل مین سیرت مین بشر ہی بخدا
قیس و فرہاد سے لکھا ہے برابر جلیا
مین نے خود محکمۂ عشق مین جا کر دیکھا
داخل طبلق عشاق ہے چہرہ اوسکا
لکھے ہین دفتر گل مین خط و خال بلبل

ایک مدت سی تری قید مین وہ ہے غمگین
اکثر آ آ گئی ہے منھ ڈھونڈھنیہ بھی جان حزین
بے پرون پر تو ذرا رحم کیا کر بے دین
کچھ خبر ہے تجھے صیاد ستمگر کہ نہین
جھڑ گئے کنج قفس مین پر و بال بلبل

۸
برگ و گل اوڑ گئے دہر کا ہوا یہ طوفان
غنچے پژمردہ ہین اشجار ہین سارے عریان
ہم صفیران کی ہے اب نغمہ سرائی وہ کہان
باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان
آ گئے آ گئے ایام زوال بلبل

۹
قول رعنا ہے جو الفت مین ٹپکتی رہتی ہیں بوند
روتی ہین رنج بھی ہر طور سے اب سہتی ہین رند
وہ سبدم اشک مری آنکھون سے کیون ٹپکنے دیتی ہیں بوند
عشق کیا چیز ہے معشوق کسے کہتی ہین رند
نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

خمسہ بر غزل ایضاً

۱
تباؤن فصل بہاری کا کیا نشان صیاد
نہ دیکھا ایک نظر مین نے بوستان صیاد
لے آیا طفلی ہی مین مجکو تو یہان صیاد
کھلی ہے کنج قفس مین زبان مری صیاد
مین ماجرای چمن کیا کرون بیان صیاد

۲
چلو چمن سے اب ای بلبلو برائے خدا
جیے تو کھائین گے اگلی برس چمن کی ہوا
قیام خوب نہین ہے کہ مین نے آپ سنا
مین کھینچون دام مین بلبل تو آشیانہ جلا

بہم یہ مشورہ کرتے ہین باغبان صیاد

یہ مین نے مانا کہ نفرت تجھے ہوئی مجھسے
مین جب تلک ہون یہان کچھ نہین ہے قدر تجھے
ملیگا ہاتھون کو پچھتائیگا تو رو رو کے
کریگا یاد مرے زمزمون کو بعد مرے
ہون چند روز ترے گھر مین مہمان صیاد

ہوا بہار مین گلشن تو روبرو پامال
شفیق ہو کے اگر پوچھے تو مرا احوال
ہے ہمصفیرون کی دوری کا اور سخت ملال
سناؤن واقعہ اپنا تجھے تمام و کمال
جو کان دھر کے سنے میری داستان صیاد

خدا کا خوف کر اتنا نہین ہے ظلم روا
یہ بے زبان ہین قیامت نہو کہین برپا
کہ آب و دانہ کئی روز سے نہین پایا
ستم زیادہ نکر حکم دے رہائی کا
پکارتے ہین گرفتار الامان صیاد

فصیح سیکڑون میری بیان یہ ہین مفتون
مرے کلام مین سو سو طرح کے ہین فنون
بھرے ہین دل مین ہزارون ہی سحر کے مضمون
نہونگا بند قفس مین بھی مین وہ بلبل ہون
ہزار سجع سناؤنگا داستان صیاد

مین ہمصفیرون کو بھی اب نہین بلاؤنگا
پھر کتنا دور ہے پر تک نہین ہلاؤنگا
اور آشیانہ بھی اپنا قفس مین چھاؤنگا
در قفس بھی کھلے گا تو اب نہ جاؤنگا
یقین نہووے تو کر میرا امتحان صیاد

کیے ہین تو نے کرم مجھپہ بارہا جو جو
اسیر دام محبت ہون اب تو جو کچھ ہو
وہ نقش سنگ کی صورت ہین فی النقش اب تو
رہا بھی ہو کے نہ بھولون کا حق خدمت کو
ادا سے شکر کرونگا مین ہر زبان صیاد

نہ تجھے ہین باغ مین ہر ایک سمت دام بلا
بہار تک ہے جو صیاد کا یہی شیوا
ہر اک درخت مین پھندے لگے ہین سر تا پا
چمن مین بلبل و قمری کا پر نچھوڑیگا
رہا جب آٹھ پہر گھات مین نہان صیاد

تمام قید کے دن رنج و فکر مین کاٹے
ہزار رنج سہے اور لاکھ صدمے رہے

خدا کا شکر ہے سختی کے دن ہوئے پورے — قفس پہ رکھنے لگا اب تو ہار پھولوں کے
ہزار شکر ہوا مجھپہ مہربان صیاد

۱۱
پھنسایا مجکو فقط حیلہ و بہانہ نے — دکھایا دام مجھے لطف جادوانہ نے
ستایا سخت مجھے گردش زمانہ نے — دکھایا کنج قفس مجکو آب و دانہ نے
وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

۱۲
ہے آشکار جو بلبل کو گل سے الفت ہے — یہ مست ناز ہے الفت میں اوسکو وحشت ہے
لگا کے کان ذرا سن جو تجکو فرصت ہے — عجیب قصۂ دلچسپ اک حکایت ہے
سناؤن گا گل و بلبل کی داستان صیاد

۱۳
جو پر ہلاؤن تو پانی مجھے پلاتا ہے — جو سر کو ٹیکوں تو دانہ منگاتا ہے
ملول پاکے گلوں سے قفس کو چھپاتا ہے — اداس دیکھ کے مجکو چمن دکھاتا ہے
کئی برس میں ہوا ہے مزاج دان صیاد

۱۴
بہار عمر کے سب دن تو قید ہی میں کٹے — نہ ہمصفیر ہے کوئی جو پھڑکوں اوسکے لیے
نہ اب وہ دل ہے کہ شوق چمن ذرا ہو مجھے — رہے ہے نہ قابل پرواز بال و پر میرے
قفس سے اوڑ کے میں اب جاؤنگا کہاں صیاد

۱۵
تڑپ تڑپ کے یقین تھا کہ جان جائیگی — مگر قفس میں جو قسمت نے یاوری بخشی
یہ میرے نالوں نے تاثیر دل میں پیدا کی — عزیز رکھتا ہے کرتا ہے خاطریں میری
ملا ہے خوبی قسمت سے قدردان صیاد

۱۶
نباہ کے پہلے تو برتاؤ استغنایانہ کی — چمن سے پھینک دیا ایکدن قفس کو بھی
خدا ہی جانے کہ رکھتا تھا دشمنی کیسی — چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہی ہو جائے بے نشان صیاد

۱۷
مگر یہ میں نے اطاعت پہ باندھی ہے اب تو — پھڑکتا بھی نہیں کنج قفس میں میں یارو
خیال اپنے نگہبان کا ہو تو ایسا ہو — میں جھانکتا نہیں چاک قفس سے بھی گل کو
نہ ہووے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

بند ۱۸
ہین صاف دام ہین مصور سب گل و سنبل
بنا ہے خانۂ زندان چمن تو اب بالکل
یہ ہمصفیرون کا دیوار باغ پر ہے غل
نکالیو نہ قدم آشیان سے اے بلبل
لگائے بیٹھے ہین پھندے جہان تہان صیاد

بند ۱۹
یہ ہمصفیرون کی فرقت کا غم نہ قید کا ڈر
نہین ہے اپنے غم و رنج پر بھی مجکو نظر
مین اسمین رہتا ہون حیران و ششدر آٹھ پہر
الٰہی دیکھیے صحبت برآر ہو کیونکر
زبان دراز ہون مین اور بدزبان صیاد

بند ۲۰
کوئی بھی چھاتی پہ بسمل کے سنگ دھرتا ہے
کوئی بھی کرکے ستم اسطرح مکرتا ہے
قفس کو باندھ کر ایسا ہی شاق گذرتا ہے
پرون کو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لیکے مین اوڑ جاؤنگا کہان صیاد

بند ۲۱
مین ایک گلشن جنت کا ہون ہزار اے رند
نہین تھی صحبت گل مجکو ناگوار اے رند
کہین مین بڑھ کے تھا رعنا سے ہوشیار اے رند
فریب دانہ نہ کھاتا مین زینہار اے رند
نکرتا دام کو گر خاک مین نہان صیاد

خمسہ بر غزل نواب خاص محل صاحبہ بیگم حضرت شاہ اودہ

بند ۱
حیف ہے عاشق بیچارہ کا چارہ نکیا
رحم بیمار محبت پہ خدارا نکیا
آنا دم بھر بھی عیادت کو گوارا نکیا
اپنے بیمار کا اک روز نظارا نکیا
او مسیحا کبھی بالین پہ گذارا نکیا

بند ۲
مال و جاہ و حشم و عزت و ناموس و حیا
دین و ایمان دل و جان سب کو کیا تجھپہ فدا
جز غم و درد کے باقی نہین اب کچھ اصلا
کر دیا نذر ترے پاس ہمارے جو تھا
اپنا دل رکھتے تجھے سوا اور کو کبھی پیارا نکیا

بند ۳
خوب غیرون کی ملاقات سے دل شاد کیا
تجھکو لیکن نہ کبھی ہمنے نہین یاد کیا
کیا قیامت کا ستم او ستم ایجاد کیا
رات گھر غیر کے پہلو کو تو آباد کیا
جاے انصاف ہے کچھ پاس ہمارا نکیا

دام کاکل مین نہین کون پھنسا اے قاتل
ہے کمند دل و جان زلف رسا اے قاتل
آفت جان جہان تو ہی تھا اسے قاتل
تیر مژگان سے ترے کون بچا اے قاتل
خنجر ابرو سے کس دلکو دوپار انکیا

جیتے جی خیمہ حیا کی تو بچا کی تو نے
نیت ہے مجھسے پس مرگ وفا کی تو نے
بیوفا خوب مرے ساتھ وفا کی تو نے
شرط الفت کی یہی تھی جو ادا کی تو نے
بھولکر بھی کبھی بالین پہ گذار انکیا

ساری خلقت سے شرف بڑہ کے کسے حسنی ہو
ہے خبر مخبر صادق سے مقرر یارو
سجدہ آدم کو ملائک نے کیا ہے دیکھو
شرف اسواسطے خالق نے دیا آدم کو
شکل پر شخص کا پیدا جو دوبار انکیا

یہ تو ظاہر ہے کہ جو شے ہے جہان مین ہے عدم
عیش کا نام نہین غیر غم و رنج و الم
عقل رعنا کی ہے اس بات مین حیران ہر دم
رنگ عالم کے بہت دیکھ چکے ہو عالم
کیا سبب تمنے جو عالم سے کنار انکیا

خمسہ بر غزل ایضاً

نکالی منہ سے نہ مین نے کبھی صدا صیاد
لگی چمن کی نہ گل کی مجھے ہوا صیاد
مین پوچھتا ہون بتا مجھسے کیون خفا صیاد
کیا جو قید قفس سے مجھے رہا صیاد
بتا دے کونسی مجھسے ہوئی خطا صیاد

مرے حضور نہ طوطی ہند ہو گویا
نہین ہے بلبل شیراز کا بھی کچھ رتبا
مقرر ہے طائر سدرہ مری طلاقت کا
وہ عندلیب ہون باغ جہان مین ہے شہرا
چمن مین پوچھلے جا کر مرا پتا صیاد

قفس مین کیون بہت تیر غم بناتا ہے
خدا کا خوف بھی تجکو نہین کچھ آتا ہے
ستم ہے جان حزین پر جو تجکو بھاتا ہے
دکھا کے سیر گلستان عبث ستاتا ہے
قفس ہی مین مری تجویز کر سزا صیاد

۴ رہائی دے سکے مری دیکھ لو وفا تا زیست
کیا کرونگا ہر اک جا تری ثنا تا زیست
کرونگا شکر عنایت مین مبتلا تا زیست
رہائی دے تو مین ممنون رہون ترا تا زیست
چمن کی کھاؤن کوئی روز پھر ہوا صیاد

۵ چمن کے دید کی تہمت عبث لگاتا ہے
یہ بے پرون پہ تجھے جور کیون خوش آتا ہے
قفس پہ کاٹ کے پر دام کو بچھاتا ہے
قفس مین قید جو کرکے مجھے ستاتا ہے
سبب تجھے بھی جور کی دیگا خدا سزا صیاد

۶ مین ایک تازہ گرفتار ہون چمن سے جدا
کسیکا دم اسلیے نہ بیر جسم سے خدایالا
قفس کو دیکھکے کیونکر گھٹے نہ دم میرا
پھنسا جو دام مین آکر کبھی ہو وہ رہا
سنا کے مجکو یہ کہتا ہے برملا صیاد

۷ وہ بیقرار ہے رعنا کی طرح اب غم سے
نجات ایک گھڑی بھی نہین ہے ماتم سے
روان ہین شوق مین اشک اوسکی چشم پرنم سے
ملائیگا جو تو اوس گل کو آج عالم سے
ملے گی حشر مین اسکی تجھے جزا صیاد

مخمس بر غزل رند

۱ پاے صیاد کے افتد نہ دا سے بلبل
گل کا گر لطف اوٹھانا ہے اوٹھالے بلبل
دشمنون کو نکر سے اوسکے حوالے بلبل
دید گل کے تجھے پڑ جائین کے لالے بلبل
پڑ گئی جب کسی صیاد کے پالے بلبل

۲ نہین معلوم یہان جی بھی لگے یا نہ لگے
بخدا جان کے پڑ جاتے ہین لالے پیچھے
سے ہے خزان فصل بہاری سے چمن مین پہلے
پہلے گلشن کی ہوا دیکھ لے رہکر چند دنے
آشیان کی تو ابھی طرح نہ ڈال اے بلبل

۳ جانا لازم نہین جب تک نہ مکان ہین ہو مکین
مین تو گلگشت کرون رشک سے روہو غمگین
مجکو زنہار گوارا نہین بلبل ہو حسن زین
بے اجازت مین قدم باغ مین رکھنے کا نہین
مجسے دیکھا نہین جائیگا ملال بلبل

فصلِ گل مین جو غنا دل کو کریگا غمگین
ہمصفیران چمن تجھکو کرینگے نفرین
پاس خاطر تجھے لازم ہے مناسب یہ نہین
پوست انداز نہو گل پہ ابھی اے گلچین
صبر کر صبر ذرا باغ سے جانے بلبل

ایک مدت سے ہے گلزار مین تیرا بستر
صحبتِ گل بھی میسر ہے تجھے آٹھ پہر
تجکو افسوس ہے اس بات سے ہون گوش شدر
کسطرح جائیگی برداشتہ خاطر ہو کر
باغ کیون کرتی ہے گلچین کے حوالے بلبل

قید سے رحم سے گر شکر رہائی پائی
ہمصفیرون سے نکر شکوۂ بے پروائی
خبر انکی دعا تجکو یہان تک لائی
باغ تک خانۂ صیاد سے اوڑکر آئی
بار سے پھر تو نے پر و بال سنبھالے بلبل

پھرتے ہین گھات مین صیاد کئی پے در پے
شکر کر ہو رہ گلزار اگر خیر سے طے
ہمصفیرون کی نہین بند سے بہتر کوئی شی
دام مین پھنسکے نکلنا ترا ناممکن ہے
تا بمقدور پر و بال ہلائے بلبل

حق بجانب ہے نہین قول یہ رعنا کا فضول
مختصر کہدیا بہتر نہین اس بات مین طول
طوطے سے کہد ہے وہ بات مین جھڑتے ہین پھول
جیسے زند کریگا تو ابھی جائیگی بھول
کہدے گلچین کہ زبان اپنی سنبھالے بلبل

مخمس بر غزلِ آتش

گر صبا آصف ہے تو گلشن ہے دیوانِ بہار
آئینگے بلقیس اب بن بن کے مہمانِ بہار
کیون نہو گلزار عالم مین یہ سامانِ بہار
حکمرانی پر ہو اسمیلِ سلیمانِ بہار
عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمانِ بہار

دشمنِ جان ہین مرے مرغِ خوش الحانِ بہار
دامنِ گل ہے نظر مین چاک دامانِ بہار
بے صنم ہے شاق یہ نازِ عروسانِ بہار
زخمِ خندان یار بھی ہے روئے خندانِ بہار
تیر باران بلا ہے مجکو بارانِ بہار

۳ ہے بہار اک شکل زیبا دیکھکر پہچانیے
دل مین چہرہ کی عوض سورج مکھی کو ٹھانیے
غنچہ ہے گویا دہن اور سرو ہی قد مانیے
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

۴ دھوپ سے مرجھا مین جھونکہ ہی جھلکین تابیا
قطرۂ شبنم سے اور بادِ بہاری سے ہون وا
اور کیا پھبتی کہے اپنر مرا ذہنِ رسا
شاخ گلبن پر یہ طفلِ غنچہ سے ظاہر ہوا
بے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

۵ باغ عالم مین تو ہے مہمان نوازی کا چلن
خندہ پیشانی سے پیش آتی ہین اربابِ وطن
لائے ہین ناخواندہ مہمان جان ماتھی پر شکن
کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو ستارہ چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

۶ رازِ حکمت دلمین بلبل کی ہزارون ہین نہان
باغ عالم مین ارسطو سے ہر برگ بیگمان
قولِ آتش کب ہر قول بو علی سے کم بیان
انجمن مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

۷ کر بہار گلشنِ خلاق عالم پر نظر
دیکھ لے باغ جہان مین کیسے کیسے ہین شجر
چشم بینا چاہیے قدرت ہی اوسکی جلوہ گر
روشنی ہووے جو آنکھو مین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

۸ ناپسند خلق ہون برق غضب ہون قہر مین
گردش تقدیر ہون گرداب بنکر نہر مین
قول رعنا ٹھیک ہی مشہور ہر اک شہر مین
نخل ماتم کی طرح ہون بوستانِ دہر مین
بے سزاوار چمن آتش نہ شایان بہار

خمسہ بر غزل خود مصنف

۱ بہر سیر آئے ہین سب مشتاق دخواہان بہار
سب سے بڑہ کر آج کل ہی شوکت وشان بہار
جمع ہین سب ساز وسامان تھی جو شایان بہار
گل کھلے ہین موسم گل مین ہے سامان بہار
عندلیبون کو ہے لازم شکر احسان بہار

اب گئی فصلِ خزان تھا جسکے ہاتھون دل دو نیم
فیض پہونچی جس سے کیا خاطر مین اوسکی خوف و بیم
موسم گل نے کیا گلزار کو باغ نعیم
چاہیے غنچے بلائین لین تصدق ہو نسیم
طشت گل مین دھوئے شبنم پای مہمان بہار

آئی ہے فصلِ بہاری ہر چمن ہے میکدا
غنچہ ہے مثل سبو ہمین نہین ہے شک ذرا
سرو ہین یا شیشہ ہائے مے دھرے ہین جابجا
گل ہے ساغر بادہ ہے شبنم تو ساقی ہے صبا
میکدہ ہے صحن گلشن بہر مستان بہار

فصل گل آئی بڑھا جوش جنون کیونکر نہون
بڑھتی بڑھتی بڑھ گیا جوش جنون کیونکر نہون
ہو گیا حد سے سوا جوش جنون کیونکر نہون
جوش مستی ہے ہوا جوش جنون کیونکر نہون
نشتر فصاد کانٹے بہر مرغان بہار

فصل گل ہے مظہر انوار صنعت ہے چمن
لائق نظارہ اہل بصیرت ہے چمن
نام غم جس جا نہین وہ جا عشرت ہے چمن
رقص کبک و نغمۂ بلبل سے جنت ہے چمن
نرگس و گل کا لقب ہے حور و غلمان بہار

وضع عیارانہ ہے بیگانہ ہین اور دلربا
اپنے آشفتہ کی خاطر تک نہین انکو ذرا
وہ گل رعنا ہین یہ جنمین نہین بوئے وفا
چٹکیون مین بلبلون کو غنچے دیتے ہین اوڑا
ہین غضب طرار و شوخ و شنگ طفلان بہار

فصل گل ہے شک نہین شمشاد کی جوبن مین آج
گل شگفتہ کیون نہون زر رکھتے ہین دامن مین آج
کیا بیان ہو جو اوداہٹ ہے گل سوسن مین آج
دور ہے باد صبا کا ہر روش گلشن مین آج
تختہ گلشن بنا ہے تخت سلطان بہار

باغ سے صحرا تلک صحرا سے تا کوہسار
برگ گل تک سرخ باغ دھر مین ہین تا بخار
رحمت عالم ہوئی کیا سرد ہے باد بہار
آج گل فصل بہاری نے دیا ہے اشتہار
پھول پھل کیا خار تک ہے زیر فرمان بہار۔

کثرت گل سے بڑھا باد بہاری کا غرور
دامن دست قیامت بھی کرے اسکو قصور
راستہ ملتا نہین صحن چمن مین دور دور
خرمن گل ہر روش ہے اور وہ پھر بھی وفور

حرص کا دامن بنا ہے آج دامان بہار

۱۰ خوف بیگانہ نہیں اب رہی نہ کچھ رشک رقیب — بلبلون کی واسطے یہ فصل گل بھی ہے عجیب
شش جہت باغ مین باہم ہین عشاق و حبیب — عندلیبون کو گلون سے ہے ہم آغوشی نصیب
وصل اب ہر واسطہ ہے بہر مرغان بہار

۱۱ کوچ گلشن سے خزان کا ہے چمن مین جابجا — چہچہانا عندلیبون کا نہین ہے بے فائدا
ہے مبارکباد کی مرغان گلشن مین صدا — مژدۂ فصل بہاری لایا ہے پیک صبا
بول بالا ہے چمن مین شور مرغان بہار

۱۲ توبۂ بیوقت سے ہے ناک مین رعشا کا دم — جان وایان پر کیا ہے سخت تراسنے ستم
بزم حیرت ہے جہان اب مجکو بے روئے صنم — فصل گل مین توبہ مے سے ہے رعشا کو الم
ہون اسی خوف و رجا مین اک مین حیران بہار

خمسہ بر غزل مرزا محمد اکبر خان خاور سیستانی

۱ ہے اب آرائش سے رشک خلد ایوان بہار — ہر روش پر تختۂ گلزار ہے خوان بہار
بلبلین کیونکر نہون مشتاق سامان بہار — نوجوانان چمن ہین آج مہمان بہار
اوج پر ہے اندنون صل علی شان بہار

۲ گلرخون کی طرح سے ہے پھولون مین شان دلبری — کم نہین خورشید رو سے باغ مین سورج مکھی
نرگس گلزار دکھلاتی ہے سحر سامری — نرگسی آنکھین دکھا کر جان کی گاہک ہوئی
بنگئے سنبل دل کو لیٹی زلف پیچان بہار

۳ رشک طوبے قد ہے نرگس آنکھ پر کرتی ہے صاد — زلف و رخ کو سنبل و گل خلد کی دیتے ہین داد
دیکھکر تجکو نہین ہے قدسیون کو خلد یاد — تجکو وہ جوبن دیا ہے حق نے اے نخل مراد
تجھپہ ہے قربان بہار اور بندہ قربان بہار

۴ ہے عروس باغ پر کیا خوب جوبن اندنون — حسن پر لالہ ہے رونق پر ہے سوسن اندنون
چہرے پھولون کے چراغ آسا ہین روشن اندنون — یوسفستان ہو رہا ہے صحن گلشن اندنون

روشن آنکھین کر رہا ہے پیر کنعان بہار

۵
طفل مکتب ہوگا وہ جسکے ساتھ روح الامین
ہونگے رضوان سے کے خط گلزار پر بھی نکتہ چین
دیکھ لینا گر یہی صحبت رہی اسے ہمنشین
لب تو وا ہو لین ذرا طفلان بستان کہین
شیخ سعدی کو پڑھائینگے گلستان بہار

۶
سبزہ ہے جا بجا سرسبز عالم باغ باغ
ہے دل رضوان مین رشک گلشن ہستی سے داغ
ہین جو افسردہ وہ بھی ہو مژدہ کہ عیش و فراغ
پھاند کر دیوار بو سے گل کرینگی تر دماغ
قد آدم سے سوا ہے موج طوفان بہار

۷
فصل گل بدلے خزان سے ہجر مین بد ہے شگون
پھول جاتی ہین چمن سے دل ہوا جاتا ہے خون
جوشش سودا سے نہایت حال میرا ہے زبون
دھجیان یون خوب ہے جا کر چمن مین ای جنون
ہاتھ اگر آئے چمن مین مجکو دامان بہار

۸
فصل گل ہے بوستان کا قصد اگر کیجیے
بلبلون پر مہربانی بندہ پرور کیجیے
دل نہین تو وقت شب سیر گل تر کیجیے
عارض تابان سے گلشن کو منور کیجیے
آپ کو کہتے ہین سب شمع شبستان بہار

۹
زر نقد گلزار عالم مین ہے سر گل کا ظہور
نقد گل لیجائینگے گلچین چمن سے دور دور
دھوم بازار جہان مین گل کی ہونی ہے ضرور
صحن گلشن مین جو یون ہی ہے زر گل کا وفور
خوب گلچھرے اڑائینگے جوانان بہار

۱۰
میکدہ گلشن ہے گلچین غنچے مسرور ہین
پھول جام مے ہین غنچے دانہ انگور ہین
بادہ نوشان بہاری نشہ مین اب چور ہین
بادۂ شبنم سے نرگس کے قدح معمور ہین
ہر روش پر جھومتے پھرتے ہین مستان بہار

۱۱
طائر جان ہجر مین اب مائل پرواز ہے
برزخ کہرے چمن ہے کون یان دمساز ہے
وادی محشر کا صحن باغ مین انداز ہے
صوت بلبل ہے تمہاری صور کی آواز ہے
شور محشر سے نہین کم شور مرغان بہار

۱۲
فصل گل کو لائی ہے اب کھینچ کر حب الوطن
تیری خاطر جمع ہے سامان یہ ای رشک چمن

قاصد اجا باد سمن پر گو سناری یہ سخن
باغ ہے سبزہ پہ ہے سے ہی میں بھی ہو رہا گلزار کان
تو بھی گر آجائے تو ہو خوب سامانِ بہار

۱۳
خاکساری سے اوڑائی ہے خزانیں تجھ ہو مجھول
دستگیری کی تمنا ہو جو ہو اونکو حصول
انبیاء عالم میں تھیں کہتے ہیں طوبیٰ ذی عقول
ہمیشہ سے دونوں بیعت کرتے ہیں گر ہو قبول
کہنہ سالانِ خزان و نوجوانانِ بہار

۱۴
گرچہ چکے دورِ خزان باد بہاری جب گئے
خوب شاہانہ تجمل ہے ہواز کا وس کے
مطرب گلشن ہو سے نغمہ سرا با چنگ و نے
تخت طاؤسی ہے سبزہ سر پہ گل کا چتر ہے
کس تزک سے جلوہ گر ہے آج سلطانِ بہار

۱۵
تاب نے نشو و نما بالکل نہ سنبل کو رہی
سرزمین ہے سبز گلشن میں ہوا ایسی چلی
پھر وہی کیا راست بازی سے کھلی سوسن کلی
سرو بھی پابند جو ہے باہمہ آزادگی
آج نافرمان پہ جاری ہے فرمانِ بہار

۱۶
ترک زاہد سے حرم ہو گر بت چھوٹا ہو دیر
پوچھتے ہو حال کیا رعنا کا جو گذرا سو خیر
فصل گل میں اپنی حالت بھی نظر آئی ہو غیر
پھر وہی سودا ہو خار اور وہی صحرا کی سیر
کر رہی ہے بیٹھ کے سب استارہ چشمِ فتانِ بہار

خمسہ بر غزل صنم اکبر آبادی

۱
تصور جعد کا ہے اور میں ہوں
خم کاکل ترا ہے اور میں ہوں
غم گیسو سوا ہے اور میں ہوں
تری زلفِ رسا ہے اور میں ہوں
یہی دامِ بلا ہے اور میں ہوں

۲
گوارا ہے مجھے کب بیعت خضر
نہ دیکھوں تو نہ دیکھوں صورتِ خضر
کروں بیفائدہ کیا خدمت خضر
تری رہ میں نہیں ہے حاجتِ خضر
مرا دل رہنما ہے اور میں ہوں

۳
میں دل برداشتہ دیر و حرم سے
ہوا نقشِ قدم اب در پہ تیرے

خدا اگر روز محشر بھی دکھا دے — اوٹھا سکے سے نہ اوٹھونگا کسی کے
در دولت سرا ہے اور مین ہون

۴ نہ دشمن کا بھی یہ حال زبون ہو — نہ ہے ہمدرد نے غمخوار ابتو
گذرتی ہے جو مجھپر کچھ نہ پوچھو — غم جانان ہے کافی دل لگی کو
یہی مونس مرا ہے اور مین ہون

۵ مجھے کب تیرہ بختی کا گلا ہے — خیال کاکل و زلف رسا ہے
یہی جنجال قسمت مین لکھا ہے — شب فرقت مین سودا زلف کا ہے
یہی کالی بلا ہے اور مین ہون

۶ پھرا یہ عشق مین مجسے مقدر — بنایا کاہ سے بھی مجکو لاغر
ہوا جب خاک مین ملکر برابر — اوڑایا ضعف نے مجکو ہوا پر
بگولا ہے ہوا ہے اور مین ہون

۷ ہوے جب شافع عصیان پیمبر — تو روز عید ہے پھر روز محشر
سخن رعنا کا سن مسرور ہو کر — قیامت کا صنم ہرگز نہین ڈر
نبی حامی مرا ہے اور مین ہون

خمسہ بر غزل حافظ

۱ در رہ عشق کہ اول رہ بیگانہ زدند — آتش از شمع گرفتند و بہ پروانہ زدند
بانگ بر خلق کہ از مشرب رندانہ زدند — دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند
گل آدم بسرشتند و بہ پیمانہ زدند

۲ کوی جانان مین حاجب ہے کہ جبریل یہ مبہوت — خاکساری مری معراج ہے بہر لاہوت
کل سے حیرت سے ہی اسواسطے ہی مجکو سکوت — ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
با من خاک نشین ساغر مستانہ زدند

۳ سیلے اک عمر جو منظور رہا اوسکو فساد — خانہ عیش رہا اسیلیے میرا برباد

دن پھر سے میرے تو پھر اوس نے کیا مجکو یاد — شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد
حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

۴ ایسا انصاف ہی عالم مین نہ دید اور نہ شنید — صاف افلاک سے ہی تا بزمین فرق بعید
سب پہ چھپے جان کی دشوار جو امر توحید — آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

۵ آبرو بے اثری مین کبھی رکھتا نہین ورع — بوالہوس کو نہین حاصل ہی جہان مین خبر قمع
کیون نہو عاشق صادق کے لیے خاطر جمع — آتش آن نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آتش آنست کہ بر خرمن پروانہ زدند

۶ گرچہ رعنا کا نہین آج زمانے مین جواب — لاجواب اوسکو کہون مین تو یہ ہی عین صواب
بر یہ انصاف کی ہی بات فہیمونکی حساب — کس چو حافظ نکشید از رخ اندیشہ نقاب
تا سر زلف عروسان سخن شانہ زدند

خمسہ بر غزل مضطر

۱ نہین وہ لن ترانی یاد تجکو بخبر کہنا — جلا دل سوز غم مین طور سے بھی بیشتر کہنا
برائے بو تراب اوس سے یہ قصہ سر بسر کہنا — مرا اوس شعلہ رو سے نامہ بر سوز جگر کہنا
ہوا ہون خاک جلکر اور نہین تجکو خبر کہنا

۲ کسی ڈھب سے یہ اوس پردہ نشین سے نامہ بر کہنا — جگر کے پار سے دلبر ہوا تیر نظر کہنا
لگا مرہم تو ہو بیجا اور زخمون کو ضرر کہنا — بان طائر بسمل طپان ہون خاک پر کہنا
ہوا ہی ناوک بیداد سے ٹکڑے جگر کہنا

۳ طریق عشقبازی سے نہین ہم بے خبر کہنا — رہا کرتے ہین پیش تیغ غم سینہ سپر کہنا
کفن سر پر لپیٹے پھرتے ہین شام و سحر کہنا — جو کھینچی ہے ہماری قتل پر تیغ دو سر کہنا
کرینگے ہم بھی آب تیغ ہی سے حلق تر کہنا

۴ نہین امید کچہ ایسی مرض کی ہو گئی شدت — مسیحا کہہ گئے بیمار غم کو ہو چکی صحت

نہ ماری ناتوانی کے رہی اوٹھنے کی اب طاقت
تب غم نے تری یان تک تو پہونچائی مری حالت
کہ پہلے درد سر تھا اب ہوا درد جگر کہنا

۵ رواں ہو کوے جاناں کو مبارک ہو سفر قاصد
حضور یار میں کہنا مرا درد جگر قاصد
ٹھہرنا راہ میں مطلق نہ تو شام و سحر قاصد
کرے وہ موشگافی حال کی میری اگر قاصد
نہ رکھنا فرق کچہ تو بھی سر مو سر بسر کہنا

۶ محبت میں تو رعنا جان دینے سے نہو باہر
بھلا انصاف کی یہ بات ہے کوئی ستم پرور
لہو کا اوسکے تو پیاسا ہو پھیرے حلق پر خنجر
نہیں راہ وفا سے منحرف مضطر مگر اسپر
نہیں راہ جفا سے باز تو اسے فتنہ گر کہنا

۱۴ خمسہ بر غزل نواب خاص محل صاحبہ شاہ اودہ ۴

۱ غیروں کو تمنے ہمپہ ہنسایا تو کیا ہوا
بیگانہ وار ہمکو بھلایا تو کیا ہوا
صدمہ پہ صدمہ ہمنے اوٹھایا تو کیا ہوا
محفل میں مثل شمع رولایا تو کیا ہوا
ہم غمزدوں کو تمنے جلایا تو کیا ہوا

۲ معشوق بیوفا ہیں بہت آزمائے ہیں
یہ غمزدے تو روز ازل کے ستائے ہیں
عاشق خدا نے عاجز و مسکین بنائی ہیں
عاشق سلف سے ظلم اوٹھاتے ہی آئے ہیں
ہمنے تمہارا ظلم اوٹھایا تو کیا ہوا

۳ ساقی کو اپنے حسن ملاحت کا ہے غرور
نشئے میں عشق ساقی کوثر کے ہو نہیں چور
پر رکھو اس خیال کو وہ دل سے اپنے دور
اوس چشم مست کا مری آنکھوں میں ہے سرور
ساقی نے جام مے نہ پلایا تو کیا ہوا

۴ قاصد جواب خط نہ پھرا لیکے آج تک
پھر جذب دل کی عشق نے آخر کو کی کمک
تا حال ہمنے زیست بسر کی بلک بلک
دل کی کشش سے کھینچکے لائے ہیں یاں تلک
قاصد جواب یار نہ لایا تو کیا ہوا

خمسہ بر غزل حضرت ظفر بہادر شاہ

۱
یا نہ مجھے وحشی و دیوانہ بنایا ہوتا — یا نہ مجھے عاقل و فرزانہ بنایا ہوتا
یا نہ مجھے سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا — یا نہ مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا
یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

۲
نور سے تو نے فرشتوں کو بنایا پہلے — بعد ازان نار سے جن تو نے بنائے سارے
میری خلقت بھی جو منظور تھی پیچھے سب کے — خاکساری کے لیے گرچہ بنایا تھا مجھے
کاش خاک در جانانہ بنایا ہوتا

۳
ہے پریشانی مین جمعیت دل ناممکن — ریشہ ریشہ ہے یہ دل بیتاب ہے ہر شب ہر دن
کافر عشق سہی گو نہ بنایا مومن — دل صد چاک بنایا تو بلا سے لیکن
زلف مشکین کا ترے شانہ بنایا ہوتا

۴
کاسۂ دل تھا مئے عشق کے پینے کے لیے — رہی حسرت ہی مگر گھروے ساقی سے
دیکھیا سے پیر مغان ظرف کو تیرے ہیں — تھا جلانا ہی اگر دوری ساقی سے مجھے
تو چراغ در میخانہ بنایا ہوتا

۵
ہون مین سرمست مئے ناب حقیقت یارو — تعلق شیشہ نہ سنگ کہین میرا قلق ہے
ہو گئے نشۂ ہجران ساقی کوثر سے کہو — نشۂ عشق کا گر ظرف دیا تھا مجکو
عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا

۶
خانہ برباد کوئی کوئی پریشان مضطر — کوئی حیران کوئی مغموم ہے کوئی ششدر
کوس رحلت کی صدا آتی ہے اب اٹھ کے بہر — روز معمورۂ دنیا مین خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

خمسہ بر غزل استاد غالب

۱
عیسیٰ مریم یہان اعجاز دکھلائین گے گیا — زندگی کا نور ہے مرہم سے پھیل پائین گے گیا

رشتۂ جان ہی نہین پھر زخم سلوائینگے کیا
دوست حال زار پر اب رحم فرمائینگے کیا
زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا

۲
لی ضمانت گو عسس نے ہمسے مانا یون سہی
خیر قاضی نے جو لکھوایا محلکا یون سہی
شہر کے حاکم نے بھی پہرے مین رکھا یون سہی
گر کیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یون سہی
پر جنون عشق کے انداز چھٹ جائینگے کیا

۳
دین و ایمان ترک ہو پر ترک الفت ہو نہ آہ
مین جہان دیدہ ہون کچہ نادان نہین دل ہے گواہ
عشق کی تدریس رہتی ہے یہان شام و پگاہ
حضرت ناصح جو آوین دیدۂ دل فرش راہ
پر مجھے یہ کوئی بتلا دے کہ فرمائینگے کیا

۴
خون دل حسرت مین جانبازی کی اب کھاتا نہین
سر کبھی تکبیر خوان عشق اپنی دوڑاتا ہون مین
دم الجھتا ہے مرے سینے مین گھبراتا ہون مین
آج وان تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہون مین
عذر میرے قتل کرنے مین وہ اب لائینگے کیا

۵
دہر کے غم سے نہین فارغ ہے گو ہر نیک و بد
ہے غم عشق اسقدر عنقا کہ اللہ الصمد
پر غم خوبان مین اب کچہ بھی نہین ہے جہد و کد
ہے اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
ہمنے یہ مانا رہے دلی مین پر کھائینگے کیا

مخمس بر غزل رند

۱
کسقدر طالعون کی پستی ہے
اک اوداسی یہان برستی ہے
جان جانان کو اب ترستی ہے
نیست بے یار مجکو ہستی ہے
شہر ویران اوجاڑ بستی ہے

۲
بڑھ کے خورشید سے ہے وہ خورشید
خضر و الیاس سے کھلا یہ بھید
ذرہ آسا ہو کیون نہ ہمکو امید
اوسکے کشتے ہین زندۂ جاوید
نیستی اوسکی عین ہستی ہے

۳
کسکے ہاتھون ہے یہ دل بیتاب
دربدر ہم پھرے ہین خانہ خراب

نہین

الغرض لکھنؤ سے تا پنجاب | ایک بت سنے دیا نہ ہمکو جواب

بے زبانون کی ہند بستی ہے

۴

گوش دل سے یہ اہل دل سُن لین | شادی و غم ہین جمع دنیا مین

بزم عالم کا حال کس سے کہین | اس مرقع کی دیکھہ تصویرین

کوئی روتی ہے کوئی ہنستی ہے

۵

دیدۂ دل ہین گر ترے بیدار | تورہ عشق کچہ نہین دشوار

خضر رہ بھی یہان نہین درکار | منزل عشق کی ہے رہ ہموار

نہ بلندی ہے اور نہ پستی ہے

۶

آئینہ کا ہے زنگ سا منہ فق | صاف جوبن عیان ہے مثل شفق

کیا معتید مین شان ہے مطلق | حسن دکھلا رہا ہے جلوۂ حق

بت کو بھی ذوق خود پرستی ہے

۷

باندہ احرام صورت حجاج | دل نالان سے کرکے استمزاج

کوچۂ دلربا مین جائینگے آج | خاکسارون کی ہے یہی معراج

سربلندی ہماری پستی ہے

۸

جان و دل سے ہون جسپہ مین مفتون | ہے وہ لیلیٰ ادا مری مجنون

ہے موافق جو گردش گردون | وہ پری لیکے ساتہ سوتا ہون

حور جسکا پلنگ کستی ہے

۹

دام ذلت مین ہے گرفتاری | دیکھون تا چند یہ رہ خواری

زیر بار الم ہون اسے باری | ہے جہان پر مرا قدم بھاری

ہر قدم پر زمین دھستی ہے

۱۰

فرقت یار مین مین سیج پڑے | راتین بھاری ہین ہمیشہ دن ہین کڑے

شل رعنا زمین مین کیون نہ گڑے | ایسے جینے پہ رشد خاک پڑے

موت اس زندگی سے سستی ہے

خمسہ بر غزل عالم بیگم شاہ اودہ

۱
اے جان جہان ہم تمہین رسوا نہین کرتے — اسپر بھی کبھی تم مری پروا نہین کر...
جانباز ہین ہم جان کا صرفا نہین کرتے — جی تم پہ فدا کرتے ہین بیجا نہین کر...
رنج آپ ہمین دیتے ہین اچھا نہین کرتے

۲
ہر جائیون کی طرح ہو بدنام شب و روز — جز نامہ و پیغام نہین کام شب و رو...
اس رشک سے ہمکو نہین آرام شب و روز — غیرون کے چلے آتے ہین پیغام شب و ر...
ہم وہ ہین کہ ان باتون کا چرچا نہین کرتی

۳
ایمان دل و جان ہمنے کیے آپ پہ صدقے — صد حیف کہ اسپر بھی ہوے تم نہ ہمار...
خود کام ہو عیار جہان مین نہین تمسے — ہم ملتے ہین تم کہتے ہو ہرگز نہ ملین گ...
ضد کرتے ہو تم پاس ہمارا نہین کرتے

۴
بیمار غم ہجر کو تم آکے تو دیکھو — مہمان کوئی دم کا ہے جہان مین فقط...
یہ کج روشی مجسے مناسب نہین تمسکو — اے رشک مسیحا مجھے تم بھول گئے ہو...
کشتہ ہون تمہارا کبھی زندہ نہین کرتے

۵
اے جان جہان ہے بخدا ناز یہ بیجا — ہو وصل کی شب اور ہو مشتاق سے پردا...
لے شوق سے منہ کھول بھی دی ہو چکا نخرا — گھونگھٹ کو اوٹھا کر مری چھاتی سے لپٹ جا...
اے جان شب وصل مین پردا نہین کرتی

خمسہ بر غزل ناسخ

۱
غربت چھوڑ کر عزم سفر اب دلمین ٹھانا ہے — مقدم اوسکو آنا ہی مقرر ہو جانا ہے
حذر احباب نے تضا کسوقت آکر کیا ٹھکانا ہی — اجل سر پر کھڑی ہے خوب غفلت مین مانا ہے
چھپر کھٹ کی عوض لازم جنازہ کا بنانا ہی

۲
یہ [illegible] اوری [illegible] کیا [illegible] کا ناہے — کرے پامال عالم کو یہ اوسنے دلمین ٹھانا ہے

ضرور اوس شہسوار عرصۂ خوبی کو آنا ہے　　غبار ہستی عاشق جو آج اوسکو اوڑانا ہے
سمند ناز کو گردن کا ڈورا تازیانا ہے

۳ خود آرائی کا دل مین قصد اوس گلرو نے ٹھانا ہے　　دھڑی سی دیکھیے کس کس کا اوسکو خون بہانا ہے
دل عالم غرض ہر رنگ سے اوسکو لبھانا ہے　　لب گلرنگ پر مسّی لگانے کا بہانا ہے
اوسے برگ گل لالہ کو نا فرمان بنانا ہے

۴ خود کچھ کام کرتی ہے نہین اسرار عالم مین　　ہمیشہ حکم جاری ہے نیا ہر کار عالم مین
نیا یا سکۂ گل گلشن بازار عالم مین　　نکلتا ہے جو ہر گل زرکف گلزار عالم مین
خدا جانے زمین مین دفن یہ کسکا خزانا ہے

۵ فنا لازم وجود حادث گل کو ہے ای ہمدم　　بھروسا کسکو ہے مہمان ہین دنیا مین بنی آدم
خدا کی ذات واجب ہے فقط حادث ہے یہ عالم　　اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم
بدن مین دم جو آیا ہے مقرر اسکو جانا ہے

۶ سراسر کندہ نقش رشک ہے دل کے نگینے پر　　وہ واقف ہے مین راضی ہون حنا کے خون پینے پر
کمر باندھے ہوے وہ فتنہ گر ہے میرے کینے پر　　رکھا ہے ہاتھ شفقت سے کب اوس نے میرے سینے پر
اوسے اب آتش رنگ حنا سے دل جلانا ہے

۷ زمانہ مین عموماً یون تو شاعر ہین سبھی ناسخ　　مقابل ہو کسی سے حال کھلتا ہے جبھی ناسخ
نہوتا میر پر تو نظم رعنا سے ابھی ناسخ　　کمی ہوتی نہین نقد سخن کی یان کبھی ناسخ
ازل سے اپنے قابو مین معانی کا خزانا ہے

خمسہ بر غزل آتش

۱ غسل میّت کا مجھے جانان نے دیا میرے بعد　　اور جنازہ کی بھی ہمراہ رہا میرے بعد
فرض کیا کیا نہ ادا اوس نے کیا میرے بعد　　قبر پر یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

۲ تھا حسینون کی اک انداز کا مفتون عالم　　میرے دم تک چمن دہر رہا رشک ارم

قدردان مجھسا گیا جب کہ سوی ملک عدم
ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

۳
خواب مین بھی کبھی عاشق نہ نظر آئینگے
پھیر وہی ہفت فلک پھر کسے دکھلائینگے
ٹکٹکی باندھکے کون حسین دیکھنا پچھتائینگے
یاس و حرمان و غم و درد تہ تربت جائینگے
بیکسی کا نہین لگنیکا پتا میرے بعد

۴
شور بلبل کی عوض زاغون کی آئیگی صدا
نخل سوکھینگے وہ صرصر کا چلیگا جھونکا
خاک اوڑے گی عوض بارش شبنم ہرجا
رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا
نہ رہیگی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

۵
سخت مشکل ہے سرانجامی کار الفت
مجھپہ باری نے نگر رکھا مدار الفت
بے مرے کون اوٹھا سکتا ہے بار الفت
مین نہونگا تو نہو ویگا قمار الفت
کوئی بدنے کا نہین شرط وفا میرے بعد

۶
کہا اجل سے ہوسے جان بہ ہین لشکر آتش
گرزعا اوس سے ہے بہتر نہ کوئی شہر آتش
مثل رعنا کے ہو یہ مرحلہ گر سطے آتش
قبر پہ فاتحہ کو آسکے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اوس بت کو خدا میرے بعد

خمسہ بر غزل ایضاً

۱
ایک مدت ہوچکی دیکھا نہین ہے روی دوست
عالم خود رفتگی مین ہے تیرے جو ہے دوست
بیخودی مین ہر گھڑی ہے دھیان میرا سوی دوست
تار تار پیرہن مین بس ہی ہی بوے دوست
مثل تصویر نہالی مین ہون بابہلوے دوست

۲
ہے بیاض اوسکی جبین مین صورت نور سحر
سبزۂ خط حاشیہ ہے صفحۂ رخسار پر
رنگ ہے رخسار گلگون کا شفق سان سربسر
چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہے جبین مطلع ہے صاف ابروی دوست

۳
اوسکے بالی پن مین کیا عشوہ و انداز و ناز
ہے شروع عشق کافر مین بلا سوز و گداز

موشگافی ہو سکے کیا ہے ابھی پردہ مین راز — ہجر کی شب ہو گئی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے ابھی اوتری نہین گیسوے دوست

٤
الفت پردہ نشین مین جسے گرفتار بلا — جسنے مانا شوق دیدار کا تجھے غالب ہوا
ہے یہ آئینہ تصور سے مقرر رونما — دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینہ صافی نے دکھایا روی دوست

٥
تیرہ بختی سے ہوا سودائے گیسو سے دوتا — عمر بھر حسرت رہی سلجھا سکے زلف رسا
شان ایزد ہم مرین حسرت ہی مین [illegible] — واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلینگے عقدہ ہای موی دوست

٦
کوچۂ سفاک مین لاکھون کھڑے ہین جان نثار — کون ہو گی دیکھیے باغ شہادت کی بہار
نازکی و ناز قاتل سے یقین ہے بار بار — دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوی دوست

٧
زندگی مین عمر بھر اوس گل سے تھے ہم لب بلب — ہجر ہے اوس گلبدن کا کنج مرقد مین غضب
یاد کرتے ہین جو گلزار جہان سے ہے یہ سبب — فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست

٨
تند باد وہی کا ہے خاکسارون پر ستم — حیف کوے یار مین جمنے نہین دیتے قدم
دل کو جب بیچارگی سے سخت ہوتا ہے الم — یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
جب اوڑاتی ہے ہوا سے تند خاک کوی دوست

٩
افسر خوبان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے — دلبر نادان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
شوخ نافرمان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے — اوس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل ہوا شیشہ سے نازک دل سے نازک خوی دوست

خمسہ بر غزل میر درد

١
معصیت سے اپنا دامن بھر چلے — لیکے حسرت با دل مضطر چلے

بس اسی خوف سے زر حایت مر چلے
تہمت چند اپنے ذمہ دھر چلے
کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

حشر کا دن ہمکو اک اک آن ہے
کم ہو عمر خضر کیا امکان ہے
قہر حسرت ہے غضب ارمان ہے
زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

گلشن ہستی کا نظارہ کیا
اب ہے سر میں باغ جنت کی ہوا
دم کو دم کی سیر ہے وقفہ ہے کیا
کیا نہیں کام ان گلوں سے اے صبا
ایکدم آئے ادھر اودھر چلے

آئے تھے مہمان برائے یک نفس
خوب دیکھا اب نہیں باقی ہوس
اب یہاں رہتا ہے بس قید قفس
دوستو دیکھا تماشا یاں کا بس
تم رہو خوش ہم تو اپنے گھر چلے

بے زبان جو شمع ساں ہیں کیا کہیں
عشق کی آتش سے اڑتے ہیں دھوئیں
دیکھیں شک ہے بزم ہستی میں جنہیں
شمع کے مانند ہم اس بزم میں
چشم تر آئے تھے دامن تر چلے

[illegible] ہستی کا دیکھ تا ڈباؤ
تشنہ کاموں کی صدا ہے لاؤ لاؤ
کھول خم کو محتسب سے گھر کو جاؤ
ساقیا یاں لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

ہند سے چین اور عجم سے تا عرب
دھوم ہے مخلوق کی ہر روز و شب
کوئی رعشا سے نہیں کہتا سبب
درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کیدھر چلے

خمسہ بر غزل آتش

فلک یہ پھرتا ہے آوارہ مارا مارا چاند
تمہارے سامنے کیا ہوگا بزم آرا چاند

جہان کی نظروں سے لب آئیے اوتارا چاند
تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
ہوا و تر و بام سے ہم جیتے اور ہارا چاند

۲
ذرا اوتر کے چھپر کھٹ سے یہاں تک آؤ
تماشا دیکھو نہ انجم سے آشنا ہو اؤ
جھروکے کھول کے اک لحظہ بیٹھ تو جاؤ
نقاب اولٹ کے رخ رشک ماہ دکھلاؤ
اندھیری رات میں ہے آئیے اتارا چاند

۳
ہے چار دن ہی کی بس چاندنی کبھی کوئی کیا
جو ہفتہ دوست ہیں اونکا رہا یہی شیوا
مثل یہ راست ہے اور اسمیں شک نہیں اصلا
دو ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرا
نشاط و عیش میں گذرا کبھی نہ سارا چاند

۴
خیال جانب جور و پری نہیں جاتا
نہیں وہ نور کا پتلا تو ہم نہ یہ گھبراتا
نہ خواب باغ کی گلگشت ہی کا ہے آتا
فراق یار میں کوئی حسین نہیں بھاتا
گراں ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

۵
یہ شعلہ رو کا خدا داد حسن ہے یارو
سر غرور میں ہے دور کبر ماہ کے گو
کہ جلوہ حور سے بھی بڑھ کے اوسمیں پر دیکھو
مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اوڑ جاے بنکے پارا چاند

۶
ہمیشہ کرتا ہے جو کھٹ پہ جبہ وسائی
نہیں یہ ہالہ ہے حلقہ بگوش ہیچ ہی ہی
خصوص حب ہے کہ شق القمر ہوا تھا کبھی
تری غلامی کا دعوے ہے یار اوسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

۷
ہزار رکھتا تھا انداز دلربا یوسف
عزیز و پوچھو زلیخا سے کیا ہوا یوسف
ضرور ہوتا یہ اوس بت کا مبتلا یوسف
زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیر اعظم ہوا سدھارا چاند

۸
نہیں عمل یہ ہے عین مقصود دلدار
بنایا دل جو نقش کہ مطلع الانوار
اثر و فور محبت کا ہے یہ بے تکرار
ہمارے دل میں نہیں نقش روی روشن یار
پری کے بدلے ہے آشیشہ میں اوتارا چاند

کبھی فلک کا نہ دیکھے زمین فروغ آتش
ہوا ہے ماہ کو خور پر کہین فروغ آتش
نہین زحل کو سہاکی قرین فروغ آتش
رخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرار اچاند

خمسہ بر غزل حافظ

۱
ز برق حادثہ آتش بہ خرمن افتادست
بہ عیش کوش اجل فرصتے اگر دادست
تمام گلشن آفاق دام صیاد ست
بیا کہ قصر امل سخت سست بنیاد ست
بیار بادہ کہ بنیاد عمر بر بادست

۲
بھرا ہوا ہے دورنگی سے باغ ہست و بود
غرض عوام سے کیا اہل دل سی ہے مقصود
جو راست پوچھو تو یکرنگ لوگ ہین معدود
غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود
ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزادست

۳
گناہگار ہون پر زیر پا ہی راہ ثواب
کل ایک خضر منش سے رہی سوال و جواب
عجیب سانحہ شب کا سناؤن ای احباب
چہ گویمت کہ بہ میخانہ دوش مست و خراب
سروش عالم غیبم چہ مژدہ ہا دادست

۴
کہا یہ اوسنے سن ای مرد نیک کوتہ بین
یہ میکدہ ہے خرابات و قابل نفرین
ترا مقام ہے درگاہ حق مین علیین
توئی بلند نظر شاہباز سدرہ نشین
نشیمن تو نہ این کنج محنت آبادست

۵
جو ہمصفیر ہین ارواح تیرے با توقیر
تو کان دھر کے ندا سن تو اونکی کچھ تقریر
وہ تجکو دیکھ کے ہوتے ہین دل مین بس دلگیر
ترا ز کنگرۂ عرش میزنند صفیر
ندانمت کہ درین دامگہ چہ افتادست

۶
بعین خواب مرے دل پہ گرد تھی افکار
براہ لطف جگا کر سنے مجھسے یہ گفتار
کہ نیند آتے ہی دیکھا بزرگ اک دیندار
نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر
کہ این حدیث ز پیر طریقتم یادست

یہان جو شاد ہے انجام کو وہ ہے ناشاد
زمانہ دیدہ ہون ار کھو میری یہ نصیحت یاد
طلسم سان ہے یہ نیرنگ عالمِ ایجاد
مجو درستی عہد از جہانِ سست نہاد
کہ این عجوزہ عروس ہزار داماد ست

تپاک اسکا ہے اول تو مثل شیر و شکر
ملا ہے زہر ہلاہل نبات کے اندر
مآل کار ہے لیکن بشر کے حق مین ضرر
فریب شیوۂ حسن از جہان ہیچ مخور
کہ ہر کہ گرد بو سے اختلاط ناشاد ست

یہ کارخانۂ ہستی ہے محض بے بنیاد
کہا یہ مان لے ہرگز نہ دل مین ہو ناشاد
غم و الم مین نہ عمر عزیز کر برباد
غمِ جہان مخور و پندِ من مبر از یاد
کہ این لطیفہ عشقم ز رہروی یاد ست

وہ بیخرد ہے جو مجبور بندہ کو ٹھہرائے
بجا ہے مخبر صادق کی اس حدیث پہ رائے
وہ بیخبر ہے جو مختار نیک و بد فرمائے
رضا بدہ بہ قضا وز جبین گرہ بکشائے
کہ بر من و تو در اختیار نکشاد ست

خزان سے گلشنِ ایجاد مین پڑا ہے غل
صدائے کوس سفر شیشے کی ہے یہ قلقل
لبانِ غنچہ دل افسردہ لوگ ہین بالکل
نشانِ عہد و وفا نیست در تبسم گل
بنال بلبل عاشق کہ جای فریاد ست

نہین زمانہ مین شیرین سخن مگر حافظ
بجا ہے شعر کا کرتا ہے فخر گر حافظ
جہان مین صورتِ رعنا ہے نامور حافظ
حسد چہ میبری ای سست نظم بر حافظ
قبولِ خاطر و لطفِ سخن خداداد ست

مخمس بر غزل حافظ

بہت ہون بخت کی برگشتگی سے آوارا
گذر ترا ہو اگر اور شکوہ ہے یارا
تلاش یار مین سرگشتہ ہون مین بیچارا
صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ مارا

ہوئی نصیب جو ساقی سے ہمکو یکجائی
بھر آئی آنکھ جو مطرب نے بیت یہ گائی
تھا ایک وجد کہ ہم مشربون کی یاد آئی
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی
بیاد آر محبان بادہ پیما را

چمن مین خانۂ صیاد تنگ پڑا ہے غل
ضرور رحم ہی آئے کہین نہ نوبت قتل
تڑپ رہی ہے پڑی شوق دید مین بلبل
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل
کہ پرسشی نکنی عندلیب شیدا را

سے ہے دام و دانہ پئے صید جانور اکثر
زمانہ دیدہ کی تسخیر کا یہ ہے جوہر
فقط سبب ہے دام محبت بلا سے جان بشر
بخلق و لطف توان کرد صید اہل نظر
بہ بند و دام نگیرند مرغ دانا را

طلسم ہے سخن سشتہ رفتۂ حافظ
جو آشکار ہو نظم نہفتۂ حافظ
عجیب گوہر مضمون ہین سفتۂ حافظ
بر آسمان چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ
سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

مخمس بر غزل آتش

عشق مین داغ جگر کو گل گلشن سمجھا
خاکساری سے نہ اکسیر کو احسن سمجھا
آہ کو زمزمۂ مرغ نوازن سمجھا
خاک مین ملکے بھی ہین اوسکو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

ہار ہے میرے گلے کا وہ شال مفتون
نوبت دست و گریبان سے ہی یہ حال زبون
اسکے ہاتھون سے مین اللہ تنگ آیا ہون
چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون
کیا یہ اوسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا

ہے بجا قد کو صنوبر سے اگر نسبت دین
سیب ہے اثرہ کے زنخدان ہی نہین تنگ آمین
گل ہے عارض دہن تنگ کو ہم غنچہ کہین
زلفین سنبل ہین تو پھر نرگس شہلا آنکھین
جسنے دیکھا ترے چہرے کو وہ گلشن سمجھا

خاص اور عام مین سب حال ہر اوسکا آگاہ
ملک و جن و بشر ہو وہی ہر ایک کی راہ
جمع ہوتی ہو وہین خلق خدا شام و پگاہ
کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ
کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا

۵
ہجر مین سیر سے گلزار کی کیا سود ہوا
سبزۂ تر سے نہ حاصل گل مقصود ہوا
سوختہ آتش گل سے صفت عود ہوا
سنبل تر مجھے مانند زلف غم دود ہوا
بے رخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا

۶
آپ جب سوئے فلک تھی شب اسریٰ مائل
تھا یہ رعنا ہی رہ کاہکشان سائل
فرش سے عرش تلک صاف تھا کچھ حائل
کیون نہ معراج محمد کا ہو آتش قائل
کہ مہ و مہر کو نقش سم توسن سمجھا

مخمس بر غزل رند

۱
نیم بسمل سے وہ کیا آنکھ چراتے جاتے
تھی شکایت نہ اگر خون بہاتے جاتے
زخم کاری مرے کیونکر نہ لگاتے جاتے
سانس دیکھی تن بسمل مین جو آتے جاتے
اور جلاد نے خنجر کا دیا جاتے جاتے

۲
گلشن حسن نے کیا کیا نہ دکھائے نیرنگ
دیکھنے والے سمجھے جسے غیرت گلزار کا رنگ
جلوہ گر فصل بہاران مین خزانکا ہو ڈھنگ
خط نے اوس عارض گلگون پہ کیا عرصہ تنگ
خار ہین صحن گلستان کو دباتے جاتے

۳
شعلۂ شوق سے اب جلتا ہی دلکا خرمن
ایک تو ہجر مین مین داغ بنا ہون ہمہ تن
کیون آتشکدہ سینہ کو مین اب یا گلخن
آتش شوق پہ کرتے ہین یہ کار روغن
اشک گرم اور بھی ہین آگ لگائے جاتے

۴
نہین رہتی ہے زمانہ مین کسیکی مشکل
واہ کیا بخت رسا نے ہے دکھائی منزل
کشتی آخر کو ہو پہنچی ہے قریب ساحل
ہوئی دربان تلک اوسکے رسائی حاصل
رفتہ رفتہ نہ مجھے اوس کوچہ مین آئے جاتے

۵
عمر بھر یون تو رہا خیر تمہین مجھ سے حجاب   ہر دم نزع جمال اپنا دکھانا تھا شتاب
حشر مین روز جزا کیا مجھے تم دوگے جواب   نزع مین تھا یہی تمہین منہ سے اولٹنا تھا نقاب
آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے

۶
رہ گئے اک عمر ترے عشق مین ہم خاک بسر   بھول جائین تجھے ممکن ہے یہ ای رشک قمر
نقش خاطر خط تقدیر ہے یان آٹھ پہر   یک بیک دل سے مٹی نقش محبت کیونکر
لالہ رو داغ ترا جاے گا جاتے جاتے

۷
رخ روشن تجھے دکھلائے گا قاصد نہ تڑپ   جلد تشریف یہان لائیگا قاصد نہ تڑپ
آن کی آن مین آجائیگا قاصد نہ تڑپ   دل بیتاب شتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ
راہ مین دیر لگی ہے فقط آتے جاتے

۸
گر وہی آئے تو آنے کا مزاحم ہے کون   مین بجا دان تو بلانے کا مزاحم ہے کون
اوس طرف پاؤن اوٹھانے کا مزاحم ہے کون   کوچۂ یار مین جانے کا مزاحم ہے کون
خود حذر کرتا ہون اوس راہ مین آتے جاتے

۹
ساتھ تم میرے جنازے کے نہ آئے نہ سہی   تم بادنی کے لیے اپنے بلائے نہ سہی
اشک دو چار نہ آنکھون سے بہائے نہ سہی   شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لائے نہ سہی
فاتحہ کے لیے تو ہاتھ اوٹھاتے جاتے

۱۰
زندہ در گور رہا ہجر مین کیا خاک جیا   ہچکیان آتی رہین نزع کی کھینچی ایذا
دم تو گھٹتا تھا بہت حبس نفس تھا بخدا   ہجر کی شب تپ فرقت نے یہ دم بند کیا
سانس بھی رکتی تھی سینے مین آتے جاتے

۱۱
چاہ کا نام بھی سہواً نہین لیتے ہشیار   دشمن دین و دل و جان ہین بتان عیار
دیکھ پچھتاؤ گے رعنا کی طرح آخر کار   چاہنا ترک کر دیا نظم و ہو مختار
نیک و بد ہم ہین بتا ہمین رشید جتاتے جاتے

مخمس بر غزل حافظ

۱
لالہ سان داغ ز حسرت بجگر مے بینم   جیب گل چاک ز غم وقت سحر مے بینم

ہر کجا می نگرم خاک بسر می بینم
این چه شوریست که در دور قمر می بینم
همه آفاق پر از فتنه و شر می بینم

۲
ارذل و لاکھ کرین رہتے ہیں سائل کا کام
شام سے تا بہ سحر اور سحر سے تا شام
نقد مقصود سے خالی ہے کف خاص و عام
همه کس روز بهی می طلبند از ایام
مشکل اینست که هر روز بتر می بینم

۳
کارخانہ یہ جہاں کا نظر آیا سر دست
سفلہ پرور ہے فلک ایسی اخلاق ہیں مست
عیب ہے آج ہنر اور ہنر عیب سے پست
ابلهان را همه شربت ز گلاب و قند است
قوت دانا همه از خون جگر می بینم

۴
کینہ و رنج و خصومت غضب و بغض و حسد
جای رقت ہے اقارب میں عقارب سے بھی بد
رائج اس درجہ جہاں میں ہیں کہ جسکی نہیں حد
هیچ الفت نه برادر به برادر دارد
هیچ مهری نه پدر را به پسر می بینم

۵
اس زمانے میں ہے یہ حال سیہ دلوں کے تیھر
کیا قیامت ہے کہ فریاد یہی ہے گھر گھر
حال اولاد کا برعکس اب آتا ہے نظر
دختران را همه جنگ است و جدل با مادر
پسران را همه بدخواه پدر می بینم

۶
جاے عبرت ہے یہ ہے قہر خدائے منان
گردش چرخ سے عالم میں ہے اوشا ساماں
جنکے تن قابل خلعت ہوں پھریں وہ عریان
اسپ تازی شده مجروح بزیر پالان
طوق زرین همه در گردن خر می بینم

۷
راست ہے بات جو ہی لغو نہیں ہے یہ سخن
منتخب شعر ہے رعنا یہ نہیں بے سروبن
عافیت مد نظر ہے تو اسی غور سے سن
پند حافظ بشنو خواجه برو نیکی کن
زانکه این پند به از گنج گهر می بینم

خمسہ بر غزل مومن خان دہلوی

۱
بھولے سے بھی ہم عشق کا چرچا نکرینگے
کعبہ بھی اگر ہوگا تو سجدا نکرینگے

جائے گی اگر جان بھی تو مر فا نکرینگے | توبہ ہے کہ ہم عشق بتان کا نکرینگے
وہ کرتے ہین اب جو نکیا تھا نکرینگے

کچھ نفع نہین پند کی تقریر سے دلکو | آرام کہان گردش تقدیر سے دلکو
روکین سگے کسی پیچ سے تدبیر سے دلکو | ٹھہری ہی کہ ٹھہرائین گے زنجیر سے دلکو
پر ہم بھی زلف کا سودا نکرینگے

گر آئین فلک سے بھی اگر آ کے مسیحا | اور شوق سے ترسائین بھی محبوب ترسا
ضد ہے ہمین اس درجہ کہ جائین نہ کلیسا | گو دار پہ کھینچین ہمین دلدار نصارا
پر آرزوے زلف چلیپا نکرینگے

جل جاتا وہ بھی عشق سے تو دل مین لگائی | بچ نکلا خلیل اللہ کی دیدی کی دہائی
پر جان پہ کھیلے ہون یہ دلمین ہی سمائی | گر حسن گلوسوز نے پھر آگ لگائی
کیون آب دم تیغ سے ٹھنڈا نکرینگے

ٹھیرون دل خود رفتہ رہا آتا ہے خاموش | بیخود ہین ہم ایسے کہ دو عالم ہین فراموش
سودے کا تو ہے زور پر اتنا ہی ابھی ہوش | اندیشۂ مژگان مین اگر دل ڈ کیا جوش
نشتر سے علاج دل دیوانہ کرینگے

مرنے کی تمنا ہے کہ جاؤن ہین جنان کو | کیون فکر برے جینے کی ہے اہل جہان کو
کچھ خیر سے ہے روکین شعرا اپنی زبان کو | تشبیہ عبث دیتے ہین لبہای بتان کو
مر جائین سگے پر منت عیسے نکرینگے

فرہاد کے افسانے ہمین یاد ہین یارو | بیرحم بتون سے ہین نفور اسلیے اب تو
کس مرتبہ پیسا ہمین الفت کا برا ہو | رکھ دینگے پتھر مگر ان سنگدلون کو
چھاتی سے لگانے کی تمنا نکرینگے

تقریر بزرگانہ سے دل کو جو کیا شاد | تسلیم کیا مین نے اوسے حضرت استاد
رعنائی بھی یہ عرض رہی آپکو پر یاد | ای حضرت ناصح یہ مسلم جو ہے ارشاد
بھولے سے بھی اب ذکر بتون کا نکرینگے

۹ گھر بیٹھے ہین سب تھنے ہین یہ حروف حکایات — کیا جبر کرین صبر کہان دل کو ہی ہیہات
مانا کہ بتون سے کرین ہم ترک ملاقات — لیکن جو بتون ہی نے بھلا آپ سنی کی بات
پھر آپ ہی فرمایئے کیا کیا نکرینگے

خمسہ بر غزل ناسخ

۱ چار دن کیا عمر بھر گر ہو میسر چاندنی — ہجر مین ہی تاب آتش کے برابر چاندنی
بے ترے بھاتی نہین ای ماہ انور چاندنی — دھوپ بہتر ہی شب فرقت کی بدتر چاندنی
صاعقے کی طرح سے گرتی ہی مجھپر چاندنی

۲ دیکھیے او جلی دکھائے کب بقدر چاندنی — آئے کب رشک قمر کب ہو منور چاندنی
صاف ہو تا مثل فرش سنگ مرمر چاندنی — خوب رو رو ان ای شب غم ہی مکدر چاندنی
بعد بارش صاف ہو جاتی ہے اکثر چاندنی

۳ ہجر مین اک عمر سے بیچین ہون شام و پگاہ — ہون غم دوری سے گھٹ گھٹ کر بر نگ برگ کاہ
ہی یہ عالم ناتوانی کا مرے ای رشک ماہ — ہو گیا ہون ناتوان ایسا شب فرقت مین آہ
جسم لاغر پر ہے مثل سنگ مرمر چاندنی

۴ ابر غم مین مدتون سے کب نظر آتا ہے چاند — ماہتابی سے کہان چہرہ کو دکھلاتا ہی چاند
بے ترے ای شمع رو مجھسے یہ شرماتا ہی چاند — میرے گھر کی راہ کترا کر نکل جاتا ہے چاند
رہتی ہے فرقت کی شب باہر ہی باہر چاندنی

۵ کب وہ جا می مین سمائی ہو سوا جسکو عروج — کیون نہ اترائے جہان مین ہو بنا جسکو عروج
ذرہ پرور چاہیے ہو مہ لقا جسکو عروج — خاکساری وہ نچھوڑے دی خدا جسکو عروج
آسمان پر ماہتاب ہی زمین پر چاندنی

۶ چاند سا چہرہ ذرا رشک قمر دکھلا کبھی — ماہتابی سے دکھا جلوہ ہلال آسا کبھی
ہو چکا غرہ قدم رنجہ کہین فرما کبھی — بھول کر اے چاند سے ٹکڑے ادھر آجا کبھی
میرے ویرانے مین بھی ہو جائے دم بھر چاندنی

وصل کے سامان میسر ساری شب ہجر میں مجھے
وہ لطف بھی حاصل شب مہ کی مقرر ہیں مجھے
شکر یا رب عشرتیں اتنو برابر ہیں مجھے
ایک ہفتے سے بہم ساتوں میسر ہیں مجھے
دشت و دریا سبزہ ساقی شیشہ ساغر چاندنی

۸
سینہ ہی پر داغ کیوں بیکار جاؤں باغ کو
دیکھکر کیوں گل کو کھاؤں خار جاؤں باغ کو
حیف ہے بے غیرت گلزار جاؤں باغ کو
کیا شب مہتاب میں بیکار جاؤں باغکو
سارے پتوں کو بنا دیتی ہے خنجر چاندنی

۹
راہ الفت میں مجھے سو رہ کے ترساتی ہے رات
ہجر رشک ماہ میں تاریک کب بھاتی ہے رات
کونسا سامان دیکھوں مجھکو دکھلاتی ہے رات
دشت غربت میں ہوں بے اسباب ڈراتی ہے رات
جلد اسے گردون بچھادے یہ بستر چاندنی

۱۰
وصل کیا ہر سوں نظر آتا نہیں ہے خواب وصل
اور جو قسمت سے کبھی ہم پر کھلا بھی باب وصل
ہو گئے پنہان نظر سے دفعتہ اسباب وصل
کرمک شب تاب تھی گویا شب مہتاب وصل
چھپ گئی کیا دور سے صورت دکھا کر چاندنی

۱۱
مظہر اعجاز ہیں یہ ماہرویان حسین
فی الحقیقت کچھ کرامت رکھتی ہیں یہ مہ جبین
دیکھکر زلف سیہ کو صاف ہوتا ہے یقین
نقرئی ہو بافت اوس کافر کی چوٹی میں نہیں
یہ وہ شب ہے جسنے کرلی ہے مسخر چاندنی

۱۲
روز و شب شام و سحر تاریک سایہ کیطرح
مہرو شش بے تیرے گھر تاریک سایہ کیطرح
صحن ہے رشک قمر تاریک سایہ کیطرح
دھوپ آتی ہے نظر تاریک سایہ کیطرح
میرے گھر میں ہے اندھیری کی برابر چاندنی

۱۳
راست ہے واللہ رونق ہے مکان کی تا مکین
گھر کے ہوتے ہیں اوجالے ماہرویان حسین
قتل رعنا پر کمر باندھی ہے یہ چرخ برین
غیر تاریکی شب فرقت میں آنا سخ نہیں
ہان اگر زخمی ہوں تو نکلے مقرر چاندنی

مخمسہ بر غزل مومن

۱
شکایت کیا کروں اوس کج ادا کی
دل و ایمان و جان مکر دغا کی

یہی عادت رہی اوس بیوفا کی
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

کرون تعریف کیا زلف رسا کی
حکایت ہے کسی کالی بلا کی
غضب زینت ہے خوبی انتہا کی
چلی تیزی نہ کچھ باد صبا کی
بگڑنے مین بھی زلف اوسکی بنا کی

دل عشاق پامال جفا ہے
نشان ناز و ادا کا جا بجا ہے
قیامت نقش ہر پا سے بپا ہے
ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے
کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

کہون کیا وصل کی شب کی حکایات
ہوئی جو بعد مدت کے ملاقات
بن آئی طالع بیدار سے بات
وہ سوتے بیحجابانہ رہے رات
نگاہ شوق کام اپنا کیا کی

مین شب بھر شمع سان جلتا رہا ہون
بہت انگارون پر لوٹا کیا ہون
برنگ شعلہ از سر تا بپا ہون
شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون
حقیقت کھل گئی روز جزا کی

فقط تھی خاکسار کوے دلبر
ہوا برگشتہ کیا ہمسے مقدر
گیا برباد ہے آخر موے پر
صبا نے اوسکے کوچے سے اوڑا کر
خدا جانے ہماری خاک کیا کی

ہوا جب بعد مدت وصل یارو
کہون کیا آرزو تھی دل مین جو جو
مگر فرط تمنا کو تو دیکھو
نہ آیا وصل مین بھی چین مجھکو
گھٹا کی رات اور حسرت بڑھا کی

کبھی آغاز مین ایسا تھا عشق
مگر اب بڑھ گیا بے انتہا عشق
ہوا دیدار سے یانتک سوا عشق
وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جیون جیون دوا کی

۹ حسینون سے وفا رعنا ہے ممکن — اوترتے ہین کہین شیشے مین پریجن
اور اوسپر نا سمجھ مغرور کمسن — کہا اوس بت سے جو مرتا ہو مومن
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی

خمسہ بر غزل امانت

۱ اک عمر سے ہون طالب دیدار خبر لے — وقفہ نہین جینے سے ہون بیزار خبر لے
غافل سنو اب مجھسے خبردار خبر لے — مرتا ہون ترے ہجر مین ای یار خبر لے
اب جان سے جاتا ہی یہ بیمار خبر لے

۲ فرقت مین ترے صبر ہی راحت ہی نہ آرام — ہے چین سے مطلب نہ مجھی خواب سی کچھ کام
ہر روز پھراتی ہے مجھے گردش ایام — پھرتا ہون تصور مین ترے صبح سی تا شام
بیتاب ہے یہ طالب دیدار خبر لے

۳ محفل مین مہیا تری خاطر ہین گل و مل — سامان طرب و عیش کے موجود ہین بالکل
پیمان شکنی ہو چکی پھر بھی ہے تامل — اتنا بھی نہین چاہیے عاشق سی تغافل
سو بار اگر ٹالے تو اکبار خبر لے

۴ کچھ زیست کی امید نہین ہون مین ہراسان — اب ہچکیان آنے لگین تا لب ہے چلی جان
دیدار دکھا جا تو بڑا مجھپہ ہو احسان — دنیا مین کوئی روز کوئی دم کا ہون مہمان
ہے سانس بھی لینا مجھے دشوار خبر لے

۵ اول تو عیادت سے مریضونکی ہی اکراہ — اسپر ہے وہ مغرور جسے رحم نہین آہ
آجاے کے وہ بالغرض کسیوقت جو ناگاہ — آنکھ اوسکی ہو کب حال دل زار سے آگاہ
کس طرح سے بیمار کی بیمار خبر لے

۶ سودا تری الفت کا مری سر مین ہی جانی — ہے عشق مجھے عشق زلیخا سے کہانی
آبھی کہین تشریف اگر تجکو ہے لانی — بازار وفا گرم ہے ای یوسف ثانی
دل بیچتا ہے تیرا خریدار خبر لے

رعنا کیطرح عشق مین رسوا ہی امانت
برسون ترے دیدار کو ترسا ہی امانت
مدت سے ترا والہ و شیدا ہی امانت
سنتے ہین کہ فرقت مین تڑپتا ہی امانت
جلد اے بت بیدین لی غفار خبر لے

خمسہ بر غزل عالم صاحب

آنکھین ترس گئین مری مدت ہے خواب کو
کیا صبر ہو مین کس سے کہون اضطراب کو
رونے سے کام رہتا ہے چشم پر آب کو
تسکین کیون کہ ہو دل خانہ خراب کو
دیکھا نہین ہے عمر سے اوس ماہتاب کو

اک عمر نوح چاہیے اس انتظار کو
ہمدم نہ پوچھ مجھسے مرے حال زار کو
مین چاہتا ہون اوس بت غفلت شعار کو
کس طرح ہو قرار دل بیقرار کو
قاصد ابھی پھرا نہین لیکر جواب کو

اوس شوخ سے نہین ہی دل و دین ہی گزر
ہون فرط اشتیاق مین مدت سی بیخبر
اب ننگ سی ہی عار تو ناموس سے حذر
کوچہ مین اوسکے جانے سے ناصح نہ منع کر
الفت نے سب بھلا دیا شرم و حجاب کو

مدت سی وصل کے لیے دل بیقرار ہے
پتھرا گئی ہے آنکھہ بہت انتظار ہے
صدمہ کمال جان پہ لیل و نہار ہے
راتون کو نیند اوڑ گئی اب ہجر یار ہے
آنکھین مری ترس گئین مدت ہے خواب کو

ایمان و جام دولت و دین سب کیا فدا
رسوا ذلیل و خوار ہوا مفت جا بجا
جور و جفا اوٹھائے ستم پر ستم سہا
اسپر بھی تو نے قدر نہ کی میری بیوفا
تیرے لیے مٹا دیا حسن شباب کو

خمسہ بر غزل صبا

افسردہ دل ہین اہل جہان و جہان سی ہم
تنگ آ گئے ہین واسطہ جسم و جان سی ہم

قطع تعلق اسیلیے کرتے ہین یان سے ہم
نکلین کہین احاطۂ وہم وگمان سے ہم
باز آئے اس زمین سے اس آسمان سے ہم

آب رواں ہے سبزہ ہے باد سحر بھی ہے
ساقی ہے کنج باغ ہے گل بھی شجر بھی ہے
حاضر کباب کو لیے دل بھی جگر بھی ہے
گلشن بھی ہے شراب بھی ہے ابر تر بھی ہے
یادش بخیر یار کو لائین کہان سے ہم

تھے فرط اشتیاق مین مدت سے بیقرار
تدبیر لاکھہ کی نہ میسر ہوا گذار
پھینکی کمند دل پہ کیا جبر اختیار
دربان سے چھپ کے آئے ہین گھر مین تمہارے یار
دیکھو تو چڑھ کے کود پڑے ہین کہان سے ہم

خمسہ بر غزل سیاح

گذر کر چرخ سے کی مین نے سیر لامکان برسون
فقط مین ہی نہین بھٹکا پھرا ہے اک جہان برسون
نہ پایا خضر و عیسی نے بھی کچہ اوسکا نشان برسون
تلاش یار مین رگڑی ہین اونے ایڑیان برسون
مری صورت سے چکر مین رہا ہے آسمان برسون

تجھے مین منع کرتا تھا حسینون پر نہو مائل
کہین یہ کج ادا بھی دیکھتے ہین جانب بسمل
ترا نیرنگی افلاک سے جینا ہوا مشکل
گلابی اشک جو فرقت مین نکلے ڈر گیا اے دل
ابھی تو خون رولوائے گا تجکو آسمان برسون

تلاش یار مین کس سے کہون کیا حال ہے دلکا
پھرا مین نجد سے حی تک نہ پایا کھوج محمل کا
ہوا وحشت مین برہم سلسلہ طوق سلاسل کا
کہین ناقہ نظر آجائے اوس لیلی شمائل کا
پھرا اوس رہ پہ ہون مثل گرد کاروان برسون

نہ آئے تم تمہین ہمکو بلاتے بھی نہین اصلا
کیے وعدے بہت پر ایک بھی ہوتا نہین ایفا
جدائی مین گذاری عمر لیکن اب نہین یارا
ہمیشہ ہجر کا صدمہ کبھی ہمسے نہ اوٹھیگا
وہی یہ غم اوٹھائین جو رہے ہین شادمان برسون

جگر پھٹتا ہے صدمون سے کلیجا منہ کو آتا ہے
اٹھا [illegible] جان کیسی گذری عاشق [illegible]

نہ پوچھو درد فرقت جان کو کیسا ستاتا ہے | یہ غم ہوتا ہے نام ہجر سے دل کانپ جاتا ہے

شب فرقت میں گھٹ گھٹ کر رہی ہے میری جان برسون

۶ دیا جب دل تو پھر کیونکر اوٹھا سکتے ہیں سر کو ہم | رضائے یار پر رہنا مناسب ہے نہ مارین دم

یہ طوق اور بیڑیان منت کی ہین انکا نہیں کچھ غم | محبت مین یہ لازم ہے سر تسلیم رکھین ہم

شکایت کیا جو پہنایا ہمین طوق گران برسون

۷ نہ تھی حاضر جوابی سے غرض نے خوش بیانی سے | بشر مجبور ہے لیکن رضائے آسمانی سے

جو شکسا ہو تو خموشی پوچھ لو رعنا کی جانی سے | مرا منہ کھل گیا سیاح اوسکی بد زبانی سے

وگر نہ بند منہ ہین مین نے رکھی ہے زبان برسون

ایضاً بر غزل سیاح

۱ تعلق چھوڑ ظاہر کا نکل قید سلاسل سے | نہین حبل الورید آیا پڑھا قرآن کی منزل سے

نگاہ قیس مین لیلیٰ نظر آتی ہے محمل سے | عبث کعبہ کو جاتا ہے خدا نزدیک ہے دل سے

بڑا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے

۲ عجب جذبہ محبت مین اثر ہے عشق کامل سے | کھلین عقدے بآسانی نہ حل ہون جو کہ مشکل سے

بس اے صیاد پیدا ہون ابھی گل شمع محفل سے | قفس مین سیر گلشن کی اگر مانگین عنادل سے

صدائے خندۂ گل آئی فریاد عنادل سے

۳ مقام ناز ہے گر سرخرو ہون ہم قیامت مین | کٹا کر سر رہے ثابت قدم راہ محبت مین

وصال اوس ترک کے ہاتھون لکھا تھا اپنی قسمت مین | تہ خنجر گلا رکھا ہے خود شوق شہادت مین

بھلا کس منہ سے مانگین خونبہا ہم اپنے قاتل سے

۴ رہا ہے کوچہ جانان مین میرا عمر بھر بستر | پس مردن رقیبون کا ہے آنا جان کا نشتر

بنے گا سنگ راہ غیر میری قبر کا پتھر | نہ رکھین تا قدم غیرت کی مارے غیر وہان آکر

نہ گڑوائین اوٹھا کر نعش میری کوئی قاتل سے

۵ نہ ہو بیجا آشنا بھی تہ کو چاہت کا وہ ہے دریا | کبھی لگتا نہین ہے نوح کی کشتی کا تھل بیڑا

جو ہی گرداب وہ چاہ ذقن ہو کم نہین اصلا
اجل غوطی کھلاتی ہی مجھی اوس بحر مین پاس جا
کمند موج آفت ہی مجل خاشاک ساحل سے

کہو مجنون سے دیکھی آکے چشم غور سے ہم ہیم
شجر ہی جو ضیا سے وہ نہال طور سے اسدم
بیابان نجد کا صحرای ایمن سے نہین کچہ کم
بجائے گرد آتا ہی نظر اک نور کا عالم
گھٹا ٹوپ اوٹھہ گیا ہی آج کس لیلی کی محمل سے

مقولہ ہی یہ سب کا صحبت احباب ذیشان مین
جسے شک ہو مری اشعار دیکھو آکے دیوان مین
جواب اسکا نہین اب کوئی شاعر بزم امکان مین
نہ کیونکر فکر غالب ہو مری بزم سخندان مین
تلمذ شاعری مین ہی مجھے اوستاد کامل سے

مثال قیس دیوانہ ہوا ہی عشق لیلے مین
نہین کچہ وجہ البتہ جا سکے تنہا قلب عنقا مین
اوسے سودا ہوا ہی الفت زلف چلیپا مین
قدم سیاح رکھی جوش وحشت سی جو صحرا مین
وحوش و طیر آئین رقص مین شور سلاسل سے

حالیہ خمسہ ہجو بہ وقت ہرتال بازار قصاب لکھنؤ

شور قصاب ناشنفتن بہ
حال خود را از کس نگفتن بہ
جور این ظالمان نہفتن بہ
جاے نان نان رنج خوردن بہ
بہ تمناے گوشت مردن بہ

نا خدا ترس سنگدل قصاب
لاکھو جان کا ہے سر پہ انکا عذاب
سخت بیرحم ہین یہ خانہ خراب
کون اوس سے کرے سوال وجواب
بہ تمناے گوشت مردن بہ

لکھنؤ مین ہے آج کل ہرتال
نہین آتا ہے خواب مین بھی خیال
ہے روٹی سے زیادہ گوشت کا کال
زندگی ہوگئی ہے سخت محال
بہ تمناے گوشت مردن بہ

بھوک مین اب حلال ہے مردار
بند کب سے ہے گوشت کا بازار

ہین نہ کھلنے کے آج تک آثار — گوشت پر ہے بس اب خدا کی مار
بتمنائے گوشت مردن بہ

۵
روز کھاتے تھے جو بلا ناغہ — چار دن سے ہے فاقہ پر فاقہ
زندہ در گور ہو گئے توبہ — گر یہی قحط ہے تو بسم اللہ
بتمنائے گوشت مردن بہ

۶
نہ شکایت ہے اور نہ غمازی — بخت بد کی ہے سب یہ ناسازی
جان کی اب لگی ہے یان بازی — راست ہے یہ بقول شیرازی
بتمنائے گوشت مردن بہ

۷
گوشت خوردن کی ہو عملداری — اور یہ قلیہ کی سرد بازاری
ہے قصائی کی مردم آزاری — گر ملے روز اب سے ترکاری
بتمنائے گوشت مردن بہ

۸
ظلم قصاب سے ہین سب مظلوم — نہین کھلتا ہے ہمپہ یہ مفہوم
گوشت ملتا نہین یہ ہے معدوم — زندگی خیر ہمکو اب معلوم
بتمنائے گوشت مردن بہ

۹
قورمہ کسکا کیسی بریانی — دال ہے جیسے بھینس کی سانی
ملگئی خاک مین مسلمانی — زندگی اب ہے عین نادانی
بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۰
دال یا ساگ خواہ ترکاری — یہی کھاتی ہے خلقت اب ساری
ناک مین دم ہے زندگی بھاری — ہوگئی زیست عین دشواری
بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۱
کوئی ہیضہ سے ہوگیا بیمار — روز باری کا ہے کسکو بخار
دال کھاکر ہے زندگی دشوار — وقنا ربنا عذاب النار
بتمنائے گوشت مردن بہ

۱۲ قلیہ بتلائے گر کسیکو طبیب — روکے بولے وہ ہاے میری نصیب…
کون ہے جو کرے انہین تادیب — دست قصاب سے اجل ہے قریب…

بتمناے گوشت مردن بہ

۱۳ فصل بکری سے بد ہے آب وہوا — چھوڑنا جان سے گا عادت گا…
ڈر ہے ہمکو کہ آ نہ جائے قضا — کیا کرین خیر مرضیے مولا…

بتمناے گوشت مردن بہ

۱۴ گوشت دنیا سے یہ ہوا عنقا — خواب مین بھی نظر نہین آ…
صدمے سے جو ہین کھو نہین اونکو کیا — خون دل ہے تو آب ہے پیٹ…

بتمناے گوشت مردن بہ

۱۵ جو کہ رہتے تھے تارک مے ناب — بط مے کھا گئی وہ کرکے کباب…
پھر جو پوچھا نشان بز قصاب — صاف ساقی نے دے دیا یہ جو…

بتمناے گوشت مردن بہ

۱۶ گر محمدو کی تم دکان پہ جاؤ — نہ نہاری نہ قلیہ ہے نہ پلا…
(مشہور نان فروش ۱۲)
دال سے چاہو کھا و چاہو نہ کھاؤ — کہ سنا تا ہے گر زبان پہ لا…

بتمناے گوشت مردن بہ

۱۷ بیچتے تھے کباب جو ہر جا — کہین ملتا نہین ہے اونکا پتہ…
اور اگر ڈھونڈھنے سے کوئی ملا — کھینچکر آہ سرد بولا اوٹھ…

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۱۸ ہے یہ فاقے سے سب کا حال تباہ — چلنے مین سوجھتی نہین ہے را…
گوشت ملتا نہین کہین واللہ — کہتے ہین سب یہ دل سے کھینچ کر آ…

بہ تمناے گوشت مردن بہ

۱۹ گوشت کے قحط کا ہوا یہ حال — آنکھ سے دیکھنا ہوا ہے محال…
چھوے معشوق کے جو گوری گال — ہنسکے اوسنے کیا یہ ہمسے مقال…

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۴۰ نذر کس کی کہاں کی قربانی
بھوک کے رہ رہ کے جان ہے جانی
فاتحہ کو ہے دانہ نے پانی
پند سعدی کی ہم نے بھی مانی

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۴۱ لکھنؤ سارا دیتا ہے دشنام
جان بلب ہیں تمام خاص و عام
فاقہ ہستوں کو اب ہے زیست حرام
شہر میں ہر طرف ہے یہ کہرام

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۴۲ بھوکے ہیں گوشت کے ہیں ہم مرجائیں
اپنے دانتوں سے اپنی بوٹی چبائیں
گوشت ملتا نہیں کہیں کیا کھائیں
جان نکلے کہیں نجات تو پائیں

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۴۳ گوشت روٹی سے پیٹ بھرتا ہے
بھوک کا دنیا سے جو گذرتا ہے
سیر کب دال ساگ کرتا ہے
کہ کے مصرعہ یہی وہ مرتا ہے

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۴۴ ہو جو بازار گوشت اب کی وا
دوں گا بھوکھوں کو ایک اک بکرا
نذر مانی ہے میں نے نام خدا
نہ کہیں تا وہ بھوک سے اصلا

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

۴۵ ہے یہ ہڑتال یا کہ فتنہ فرنگ
ہے وصیت مریں جو ہو کر تنگ
صلح قصاب سے نہ ممکن جنگ
ہو یہ مصرعہ لحد پہ نقش سنگ

بہ تمنائے گوشت مردن بہ

شروع قصائد

قصیدہ بنام کرنیل سر لوئیس پیلی صاحب جنٹ گورنر بہادر چیف راجستان
وقت آمدہ چہ دہ بود کہ از مقام بوشہر ایران رسیدند و در فارسی ہم استعداد میدارند

ای خوشا حال لوئیس پیلی ذیشان آمد
شہریارے ست کہ در ہند ز ایران آمد

نائب نائب شاهنشه هند و انگلند — عدل را بانی و بر خلق نگهبان آمد

در تن عدل چو جان بهر روان چون ایمان — شادی هست که اندر دل حیران آمد

خلق و جود و کرم و عدل جلوه ریز همه — آصف عهد لقب جاه سلیمان آمد

آمده آنکه تا بو چو بهار از بوشهر — اینکه آنجا ز کرم ابر بهاران آمد

راجیوتانه چو تدبیر و خرد مے خواهد — خرد آموز ازین ثانی لقمان آمد

شعشعهٔ عدل تو ظلمت ز جهان از جا برد — نجم هند تو چو خورشید درخشان آمد

از تو استظهار شرف یافته اے مهر کرم — نجم هند است که هندوے تو کیوان آمد

عدل تو آمده در قالب مظلوم چو جان — ظالم از رعب تو چون قالب بیجان آمد

نازکم کرد و بهٔ لجوئی عاشق بر داشت — صنم از کردهٔ خود نیز پشیمان آمد

عجب از چرخ ستمگر که بدور تو بتها — با من خانه نشین دست و گریبان آمد

شاهی آنست که بر عدل بود بنیادش — عدل آنست که بهر همه یکسان آمد

نیست گلدستهٔ اخلاق تو گر باغ بهشت — تا چرا چاکر و دربان تو رضوان آمد

حکم تو خاصهٔ معجز عیسی دارد — رفت خندان ز حضور تو چو گریان آمد

میرسد گوهر شهوار ز موج عمان — چه عجب شاه اگر بر سر احسان آمد

چون به بوشهر برت بلبل شیراز میچ — طوطی هند تو در هند غزلخوان آمد

عالمے آمده بسیار که ناید به شمار — اشرف از جن و ملائک همه انسان آمد

فخر انسان نگر از خلق و کرم وز داد و دست — جمع در ذات تو آمد و فراوان آمد

در دوات تو شنیدم اثر آب حیات — خضر آمد قلم آن چشمهٔ حیوان آمد

تو که دریا دلے از قطره دریغم منماے — معجز خضر و مسیحا ز تو امکان آمد

رس بفریاد جگر خستهٔ چه فریاد رسی — لب باین عرض رسید و بلبم جان آمد

بر نظام دل صد چاک جفا رفت بسے — تو مسیحا دمے و آن بیے درمان آمد

ستم چرخ جفا پیشه کشیدش چه عجب — یوسف از گفتهٔ غماز بزندان آمد

اینکه بر بارگهت بخت رسائیش آورد — خاطرش جمع بکن آنکه پریشان آمد

دیده از ما و من از دیده گریبان چو قلم
باد ایثار تو این گوهر منظوم نظام

بهر دیدار شما آمد و گریان آمد
بود دیوان کنون صاحب دیوان آمد

قصیده

کون ہے نام خدا تجسے جہان مین افضل
جسکے مداح ہین نواب گورنر جنرل

چشم بد دور جوان بخت جوان سال ہو تم
کوئی حاکم نہین اس دہر مین تمسے افضل

طائرون کو ترے سایہ سے ہما کا رتبہ
اور ترے دم مین ہے اعجاز مسیحا کا عمل

جو ہین وادی مین جرأت مین نہ پائی تمسا
آسمان ڈھونڈھے اگر ماہ کی لیکر مشعل

چمن دہر ترے ابر کرم سے شاداب
حکم اگر دے تو ابھی سرو مین پیدا ہون پھل

تیرے خدام کی ماہیہ ہو ادنی سی کنیز
پاسبانی کے لیے در پہ کمر بستہ زحل

تیری بخشش سے یہ امید جہان بر آئی
خواب مین بھی نہین آتی ہین نظر اہل امل

حق کی سرکار سے جسطرح ہی خارج ابلیس
تیری دربار سے مردود ہی اسطرح جغل

بیل گردون جو سواری مین تری ہو کوتل
کہکشان اوسکی سلاسل ہو ثریا ہیکل

علم فتح کا پرچم ترے جب کھلتا ہی
سر اعدا پہ قضا روتی ہے لیکر انچل

بے شمار آپ کی اسوار ہین بیحد پیدل
لشکر مور و ملخ یہ ہے تو وہ ہی بادل

شیر ہم پنجہ ہو تو شیر زیان پر آجاے
ہاتھ رستم سر میدان ہون تری رعب سے شل

خاکساران گشتہ ہو کشتہ ہین تری روئین تن
موم کی طرح تو ڈالے اوسی جھٹکی سے مسل

اپنا رہوار جو کاوے پہ لگادے تو ابھی
کرۂ ارض کی ٹاپون سے نکالے دلدل

چرخ دوار نے دیکھا نہین ایسا رہوار
برق دم رخش ترا ہے وہ قیامت چنچل

عین سرعت مین اوسی ایک کی دو آئین نظر
صاف ہون مردمک دیدۂ گردون احول

گرد کی طرح رہے برق تو کوسون پیچھے
ٹھوکرین کھانے قضا دور نظر آئے اجل

فرط سرعت سے بھٹکتا پھرے جھپٹ کر سایہ
باعث تفرقۂ سایہ ہو اوسکا کس بل

تیغ تو میان سے لے شکل قضائے مبرم
فتح کے نام نے جس تیغ سے پائی صیقل

سمت اعدا پہ گرے آکے وہ مانند قضا
جیسے گر برق نکلجاتی ہی جیسے بادل

جائے جسم کی گر تیغ کرے قطع و برید
تن ہو بے نقطہ جہان صورت حرف مہمل

روز روشن ترے بدبینوں کی آنکھوں میں سیاہ
ہیں وہ خفاش مقابل ترے بے رد و بدل

مرغ اوہام ملک سب کی ہوئی تیری شکار
قادر اندازی ہے عالم میں تری ضرب مثل

ٹوٹی تو پون کی گلوا سی طلسم افلاک
شست سی کچھ بھی اگر جائی نگاہ میں اوجھل

دیو صورت میں وہ اژدر ہی تو سیرت میں پلنگ
کیا عجب لشکر اعدا کو جو وہ جائے نگل

گر ہوں گردان افلاک یہ ہو شور قیام
لیکے ہستی سی تری ملک عدم تک ہل چل

تم کرو حکم تو ساکن متحرک ہو جائے
متحرک ہو جو ساکن سے کہو آگے چل

ایک نعرہ ترا بر ساتے فلک سی نیسان
اک اشارے میں زمین ڈالی دفائن کو اوگل

تم ہو وہ سیف زبان جنگ کے دن دو گر حکم
سر اعدا پہ زبان چلتی ہی آجلے اجل

ید قدرت سے نہیں کم یہ ترا دست کرم
تیری ناخن سی ہے حل عقدۂ مالا ینحل

عقل و فرہنگ میں لقمان کا تو ہی استاد
ہوش بقراط کی ہیں سامنے تیرے مختل

عقل کل تو ہی تری عقل کا یہ رتبہ ہے
طفل مکتب ہے تری سامنے عقل اول

دست بستہ تری تدبیر کے آگے تقدیر
تیری تحریر پہ ہی کاتب قدرت کا عمل

بحر کوثر پہ زمین عرش پہ کرتی ہی فخر
مطلع خور سے ہے یہ مطلع ثانی افضل

عہد میں تیری جفا رائج میں تیری نہ خلل
دور میں تیری دغا عہد میں تیری نہ دغل

مصلح کل ہے تو اور عدل ترا عالمگیر
داد پاتے ہیں ترے عہد میں سب اہل ملل

عرق گل کی جگہ پیتے ہیں اب خون جگر
شہد کا نام بھی لیتے نہیں زنبور عسل

دلبری چھوڑ کے بت کرتے ہیں اب دلداری
ستم و جور و جفا بھول گئے اور چھل بل

نہ وہ عاشق کشی و شیوہ سفاکی ہے
کج ادائی ہی حسینوں میں نہ اب مکر و حیل

ناز خوبان جہان کا ہے مبدل بہ نیاز
خواہ کشمیر کے ہوں یا صنم چین و چگل

آشتی نے یہ ترے دور میں باندھی ہی ہوا
طفل تک بھی نہیں آپس میں لڑتے مچل

جبر کہتے تھے جسے اب ہے وہ بصورت خیر
ہے وہ تنزیب کہا کرتے تھے جسکو ململ

حروف علت کا نہین نام کو ابجد مین نشان
منتظر چشم کے مانند ہے وا باب کرم
ہے زیارت تری اکسیر سے بڑھکر سالہا
ہین گدا فیض کرم سے ترے یہ صاحب زر
فارسی آیا ہے لندن سے قصیدہ تجکو
یون تو ہے بحر و زمین ایک ہی ان دونونکی
آب شور اوسکو جو کہیے تو یہ ہے آبحیات
کیجیے تسلیم کہ ہے اوسکی زمین مردم خیز
آسمان اور زمین کا ہے تفاوت دیکھو
پارسی کو کرین تسلیم اگر مین پارس
طوطے ہند یہ اور بلبل شیراز کو فخر
ناطقہ بند ہے یون طائر سدرہ کا یہان
ہند کی خاک بھی ہے سرمۂ چشم مردم
پارسائی ہے یہی پارسیون کی توبہ
نور سے نار کو فرمائیے کیا نسبت ہے
ہند گر کان معانی ہے تو پاسنگ پارس
ہند ہی کی یہ زمین کو ہے شرف صل علیٰ
رکھی حافظ نے عبث تہمت شکر شکنی
طوطے ہند کا سن سن کے کلام شیرین
مدح ممدوح سہی ایک یہ ترجیح ہے شرط
کہیے فردوس مین پر ہے تو بہشت ہے ہند
کامیاب آج نہون ہند کے کیونکر ناکام
ہند کے آپ ہون اختر تو کہان پھر ظلمت

دفع ہر چیز سے تو نے کیے امراض و علل
قفل تیرے در دولت پہ نہین مستعمل
نعمت دیدار سے تیرے ہین فقیر اہل دول
سیم و زر تا سر زانو تری بخشش ہے اقل
اس قصیدہ سے ہے تقدیم مین وہ گو اول
خود ستائی نہین یہ ہے یہی اوس سے افضل
آب جیحون ہے کہان اور کہان گنگا جل
پر ملک خیزی مین یہ ہند بھی ہے ضرب مثل
دیو مین وہ ہے تو انسان مین ہے یہ مستعمل
ہند کی خاک بھی اکسیر مین ہے ضرب مثل
جسکو کچھ نطق کی طاقت نہ سخن کی اٹکل
جسطرح مرغ غزلخوان کے مقابل کویل
دود ہو آتش ایران کا اگرچہ کاجل
نار معبود ہے اور قبلہ ہے اونکا مقتل
وہ تو اعلیٰ ہے معاذ اللہ کہان یہ اسفل
ہند ہے مبدء خلق و ادب علم و عمل
مقدم حضرت آدم ہوے وہ ہی اول
اپنے منہ سے تو میان مٹھو بنین گو ہون مہمل
جائے لب بلبل شیراز ہو زنبور عسل
تھا وہ غیبت یہ حضوری مین ہے لیکن اول
جو ملے ہند مین ہو طول جو لکھون مجمل
شکر کی جا ہے مربی ہون شریک کونسل
سایہ جس رنگ ہو کافور حضور مشعل

طالع ہند مین ہے آج قران السعدین	ہین مہ و مہر مہاراج و گورنر جنرل
عقد پروین کہون اس مجمع خوش ذات کو مین	مشتری زہرہ ہو جس بزم کی مریخ زحل
بس گئے نکہت اخلاق سے تیری یہ دماغ	درد سر ہے ترے بدخواہون کو بوئی صندل
ہے تری وصف مین اب قند مکرر کا مزا	کیون نہ باتون مین تری کھائیگی شیرین حنظل
حق سے ہے حق مین مہاراج کی رعنا کی دعا	تا قیامت وہ سلامت رہین یا عز و جل

قصیدہ تمہیدیہ بہاریہ

نسیم گل نے کیا باغ دہر کو تسخیر	بہار گلشن عالم مین اب ہے عالمگیر
چمن یہ کچھ نہین موقوف باغ عالم تک	صبا کا دور ہے جاری ہے فیض ابر مطیر
گلون کی خندہ سے ہے کشت زعفران گلزار	فضا مین تختہ گلشن ہے خطہ کشمیر
کمند کاکل سنبل مین ہے دل رضوان	طیور خلد رگ گل کی دام مین ہین اسیر
جہان مین باد بہاری کا دور دورا ہے	ہر ایک باغ ہے ان روزون گلشن تصویر
قلم کی شاخ سے اغلب ہے شاخ بید اُگے	بیان قوت نامیہ کے جو ہو تحریر
نہ کس طرح ہو ہر اک پھول نزہت پیدا	اثر ہین خاک گلستان ہے صورت اکسیر
سپر کے پھول تلک کیا عجب جو ہون تازہ	نہین بعید کرے سبز کھیت گر شمشیر
کبھی جو خواب مین گلچین کو دیکھے بلبل	تو وصل گل سے اوسے باغبان کرے تعبیر
گذر خیال مین صیاد کو نصیب نہین	ہے اوسکے وہم سے آباد خانہ زنجیر
شجر یہ بلبل شیراز کا نشیمن ہے	ہے شاخسار یہ طوطی ہند گرم صفیر
چمن مین طائر سدرہ نے آشیان باندھا	نوا سے مرغ غزلخوان سے ہے سحر کی تقریر
ہین صرف نغمہ گلستان مین عندلیب ہزار	تمام مدح مہاراج مین ہین گرم صفیر
نہال سنگہ مہاراج کے ہین وہ فرزند	کہ تھے وہ صاحب مال و منال و چتر و سریر
لکھے جو مطلع ثانی مین رزم کی تقریر	تو ہاتھ چوم لے رعنا کا کاتب تقدیر
عدو سے گرم وغا ہون تو دم مین ترک فلک	فلک سے لاکے کرے نذر برق کی شمشیر

کرین وہ شیر ژیان سی جو پنجہ دست بخیر
تو یاد شیر کو آئے وہین چھٹی کا شیر

شکار کھیلین جو وہ بحر حسن خوبان مین
تو مچھلی کان کی حلقہ بگوش ہو وہی اسیر

شکار طائر سدرہ ہو آشیانے مین
بنے غزال حرم کو نہ رم کی کچھ تدبیر

نظر مین قہر کی ہے عین صاعقہ کا خواص
نگاہ مہر لعینہ ہے مردمو اکسیر

کرون جو مطلع اوصاف بزم کو تحریر
ابھی ہو صفحہ کاغذ مرقعہ تصویر

وہ بارگاہ کہ دربان ہے جسکا اک رضوان
مکان وہ عرش پہ کرسیکے جسکی ہے تعمیر

ہے روز صلح و مسا گرم نغمہ موسیقار
کنیز زہرہ ہے چاکر ہے اونکی بدر منیر

یہ رعب عدل ہے اونکا کہ سب ہین بکتہ تیز
ستم شعار جفا کار شوخ و شنگ و شریر

جہان مین نام کو بیداد کا نہین ہے نشان
سنا ہو نام جو عنقا کا ہے وہی دلگیر

زبان نہ شمع نکالے ابھی پتنگون پر
کہ انتقام لے اس ظلم و جور کا گلگیر

نکالے حد اطاعت سے جو قدم باہر
پھرا کے خانہ خراب اوسکو گردش تقدیر

کریم ایسے کہ کلمہ پڑھین عدو اونکا
رحیم ایسے کہ مداح ہین صغیر و کبیر

فلک پہ صاف ہے روشن عطائے نقد نجوم
زمین پہ نام کو باقی نہین ہے کوئی فقیر

ابھی فقیر ہو قارون کی طرح مالامال
ہوس جو ہو در دولت پہ اوسکو دامن گیر

مرے کلام سے لے فیض آکے اب فیضی
فصاحت اور بلاغت کو سیکھے مجھسے نظیر

مرے کلام کو پڑھتے ہین اپنے نام سے سب
یہ وہ مثل ہے کہ گندم دکھائین بیچین شعیر

ازل سے ملک فصاحت ہے میرے قبضہ مین
تمام ملک بلاغت کا ہے مری جاگیر

قصیدہ اور لکھونگا کہ اکبری سنکر
کہین گے دہر مین اس نظم کا نہین ہے نظیر

کمال ترک ادب ہے تفاخر ای رعنا
دعا پہ ختم قصیدہ کر اب بنام قدیر

الٰہی اوسکے عدو ہون جہان مین خاک بسر
رخ حبیب رہے سرخ رنگ مثل عبیر

نہین ہے فخر مجھے اسلیے قصیدہ پر
رقم نہو سکے اوصاف مجھسے عشر عشیر

ہزار دل سے ثنا خوان ہے آپ کا رعنا
خدائے عز و جل ہے مرا سمیع و بصیر

قصیده در ۱۸۶۱ع بجواب قصیدهٔ اکبری

قسم به همت مردانهٔ سلیمانی　　مراست ظل ظلیلش چو ظل سبحانی
رسد بجاه گدایش چه جاه اسکندر　　به پست مور چه آید کجا سلیمانی
ببرس هیبت و عزش ترک چرخ برین　　نگو ز منزلت و قدر او چه میدانی
بر آستانهٔ او جمله سر چرا نهند　　ملائک اند همه اسپ دار دربانی
عروج رتبهٔ عدل فخیمش اینست　　گرگشت بر سر افلاک برج میزانی
خدای عقل کلش آفریده است ازین　　حضورش اهل خرد سرنگون ز نادانی
لباس فخر به تن جمله دوستان او　　عدوی راست به بر خلعت پشیمانی
حباب وار عدو را کند غریق فنا　　کنند زیاد اگر بحر قهر طغیانی
شوند خرمن هستی دشمنش برباد　　وزد ز راه جلالش چو باد طوفانی
ز حق شناسی او حق بجانب اند مطیع　　مجوس و کافر و مومن یهود و نصرانی
ز داد و جود دگر زنده نام حاتم کرد　　مناسب ست خطاب تو حاتم ثانی
عجیب بحر بود ذات با صفات تو　　برای تشنه لب فیض بحر عمانی
عطا نمود ز لطف عمیم گوهرها　　ز فیض ابر کرم بلکه ابر نیسانی
منم که بر لب آن بحر سرد آزادم　　لبالب ام همه بالند سرو بستانی
مراست سبزهٔ بیگانه نزهت کشمیر　　برنگ سبزهٔ خوابیدهٔ بیابانی
چه رسد چو کار ز سرکار یافت بیکاری　　به روزگار که آن وقت بود ارزانی
مرا بهار همیشه که از ازل دادند　　چو خار میخلد اندر فضای رضوانی
گرفت از مدد بخت مال و منصب و جاه　　کسیکه یافت چو من کار کار دیوانی
عجب مدار که راجه شوم بآخر عمر　　همین ست رسم جهان و مآل دیوانی
ولی نیم که نگیردم نگیرد دنیائی　　جهان و هرچه بود در جهان بود فانی
ببین که آدم خاکی ست از تراب و صلب　　رسد ز راه شکم با لباس عریانی

ظر کن آخرت خویشتن را بطول سفر
ز ره بکس نخرد آورد و ہم نبرد کسے
نت آن عہد وفا نیست ہیچ در زر و جاه
ی بہ پہلوے تو گاه در برم خواہد
سه چه مے بری از راه رشک بر عجمم
ه ساکن عجم تو نے ز خاک پاک عرب
گر ترا سر گفتن بود شنو از من
خن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست
اسب ست ترا گر ز نسلم آگاہے
غتم ز عجم ہم فصاحتم ز عرب
اصل خاتم و نسلم مسلم از سادات
ار بار اگر رنگ و آب و تاب دہند
وصل و افق تفاوت چو بعد ارض و سمات
ہش بپرس ز خنجر ره نشان دہمت
م چو سیف زبان و زبان من سیف ست
ذوالفقار علی خامہ دو زبان دارم
اک ہند بہ شمشیر گرفته ام تا لب
سکیه ہم نکند سر ز حجر فسر نکنم
ود حضرت موسیٰ ست بہر سر فرعون
امی ماست قلم کاغذم ید بیضاست
نیا ست دو عالم اگر غرض باشد
ر باشده بعث به نصیب سلطانش
خلافت سلطنت گر بود بقبول کسے

دوگز کفن ہمہ ساز ست و زاد حیرانی
متاز بہر زر و جاه ہست که او بود فانی
فزون ز بیکه کشند دہر سست پیمانی
بود به گیتی مکاره ناز نادانی
که تو نه اہل لسانی و نے سخندانی
نه زاد و بوم تو ہند ہست نے تو ایرانی
که تا یکے تو ز اہل سخن سخن رانی
تو ہیچ لطف سخن را نکو نمیدانی
که افصح عرب و افصح عجم خوانی
بحق ارث رسیده ز لطف یزدانی
شریفه اشرف خلقم ز پاک دامانی
رسد بچشمه نه با لعل در درخشانی
ز نقل دانست آرے تو نیک میدانی
منم چو قبلہ نما گر تو اہل ایمانی
که خوانده سیف عم خدا فخر جن و انسانی
چه اہرمن نه ملک راست تاب برانی
تو نیز جوہر پولاد ہند میدانی
کسیکه عذر نیارد گشته پشیمانے
سبب ست حضرت ہارون بدفع ہامانی
بترس گرچه تو صد گونه اہل سامانی
بیا و بیعت من کن اگر مسلمانی
مسلمش شده از حضرتش مسلمانی
ہزار لعن خدا بر نفوس شیطانی

بود هوای خودی در سرت چو بعد ازین
دگر تو مشرکی از شرک رشته ات گسلم
ز ریشم بسته و هم رجعتی بکشمیرت
ز نام نامی اجداد گوشتان ندهم
ریاست آنکه ز اجداد خود نصیب شود
تو در حضور ملوک و ملک بحضرت من
اگرچه تلخ بود حق مگر نجات دهد
برای زر تو زدی دست اول اینک
اگر توکل و ترک ست ترک سامان کن
قرار در کف آزادگان نگیرد مال
ز علم گرد بسر آنکس که عین را ساقط
دو صد قصیده چه باشد بعمر چل ساله
چه سود پیش من اظهار علم ای نادان
ندیده که بود نثره فقره نثرم
الا ز روز ازل اوستاد عقل کل ام
مرا کمال و ترا رشک اند ازل دادند
ز علم و خلق و ادب هر چه هست در دل ماست
سلوک نیک بدانیم و هم طریقه فقر
کلام من آنکه حدیث ست کادش اعجاز ست
شوم بجانه مشرف ز حج خانه حق
بهار خلد و فضای ارم نصیب من ست
رسد نه منصب و جاه و زرت باین شرفم
کسیکه رشک بمن برد چو تو عزت یافت

کشم ز غول سراسیمه بیابانی
بپرس ضربت خالد ز مصر و مصرانی
چو منع دخل بملتان کنند ملتانی
بادعای ریاست بر دل پشیمانی
مناصب آنکه ترا کرده اند ارزانی
که حظ نفس از آن فیضم ست روحانی
دگر سخن بشنو گر تو مرد حقانی
ز کفر نعمتش ار باز نی چه انسانی
وگرنه لاف تو دانم چه وقعت سزیانی
نخوانده مگر این مصرعه گلستانی
همین ست عین دلیلش بجهل و نادانی
نگو بیت بجهل روز دو صد ار خوانی
من آن علوم بدانم که تو نمیدانی
تو یادگیر ز من نظم و نطق و لسانی
مراست روح قدس طفلک دبستانی
مرا علوم و ترا جهل و کبر و نادانی
علوم معرفت و سر علم پنهانی
که فقر فخر من و تو چه مرد عرفانی
مرا بخواب نماید جمال نورانی
چه دیده ام شب قدری تو قدر کی دانی
بشاخ طوبی و سدره کنم غزلخوانی
عروج رتبه من بین باین تن آسانی
من آن یگانه دهرم ز لطف یزدانی

بپرس حاسد من ای جناب عمد و حمم
که از نفس حاسد من شد ز راه نفسانی

عجب مدار که فائق بود یکی بدگر
چه حق بجانب ازین دست حکم ربانی

دلم ز گرد کدورت چو آئینه صاف ست
مرنج مسلک ما هست و هم مرنجانی

مراز شعر نه مدح و نه ذم کس مقصود
نه عرفی ام نه حزین نی غنی نه خاقانی

ز جوش طبع روان رفت حرفی اندر مدح
ازین نهم سر بابت ز عذر پیشانی

مسیح عهد ترا گفتنم بجاست ازین
که همچو اهل دلم را دوا و درمانی

همای دولت و بخت مدام رامت باد
مدام تا که بود رسم بحث و تبیانی

همیشه شادی نوروز روزیت بادا
بعیش و لطف که باشد ز بس فراوانی

اوده چو معبد هندست باشد اخبارش
بلند مرتبه مثل عروج کیوانی

نزل کشور که نازد به همتش رعنا
بفرط لطف نه رنجد ز نظم طولانی

رسید نظم کوه نور یعنی قصیده تهیاریه

صباح کو نظر آیا جو کوه پر تنویر
وه کوه نور که ہو جس سے چشم کور بصیر

فراز وه که فلک جسکے زیر دامن ہے
عروج وه که اوسی پر ہے لامکان تعمیر

وه آبشار که تسنیم پانی پانی ہو
وه سبزه زار که ہو گرد سبزه کشمیر

وه نزہت اوسکی که ہے نور دیده یعقوب
وه نکہت اوسکی که جان بخش ہے جوان و پیر

صبا اوڑاتی تھی دل سے ہوا اسیر ارم
کیا تھا نکہت گل نے ختا تلک تسخیر

روش روش ہے صبا کا چمن میں یہ دورا
که پھول پھولے سماتے نہیں کثیر کثیر

گروں میں غنچوں کی کس منہ سے تاک جھانک بیان
که تھی وه رخنهٔ ہر برگ و شاخ گل سے بصیر

ثمر سے تاک میں غلمان کے دانت رضوان کا
عسل کی رال ٹپکتی تھی مثل قطرهٔ شیر

صبا نے عطر لگایا تھا دامن گل میں
چمن کے خاک تھی خاک شفا تھی یا اکسیر

عسد کے آب رواں عین حلبتران تھی صاف
دہان گل میں صبا نگئی تھی صوت نفیر

ترانہ کرتے تھے مرغ چمن جو آپس میں
تو دام وجد میں صیاد ہو گیا تھا اسیر

دبائے بیٹھا تھا آغوش میں کوئی گل کو
سرور وصل میں بلبل تھی گل سے شکر و شیر

وہ چہچہے تھے کہ سکتا تھا مرغ سدرہ کو
وہ زمزمے تھے کہ تھا محو طائر تصویر

بلند شاخ پہ کرتا تھا اک غزلخوانی
اور ایک طائر قدسی کی شکل گرم صفیر

ہوا وہ مجھسے مخاطب بہ فرط لطف و کرم
بعذر و عجز بالحاح و التماس کثیر

کہا یہ اوسنے مجھے اپنی کچھ خبر بھی ہے
کہ اس طلسم جہان میں ہے کس لیے تو اسیر

پڑھا یہ مصرعۂ حافظ اک آہ سرد کے بعد
ترا ز کنگرۂ عرش میزنند صفیر

عبث ہیں آپ شب و روز غرق بحر سخن
کبھی تو محو مسرت ہیں اور کبھی دلگیر

ہزار تم نے قصیدے لکھے مگر بے سود
جہان میں کہا ہر شعر و سخن بے تاثیر

شعیر بیچتے تھے وہ سبنے ہیں اشباع
قصیدہ وہ ہے کہ کہتے ہیں لوگ جسکو کبیر

نکالے بال کی بھی کھال شاعری یہ ہے
جہان میں ہے یگانہ آپ کے سخن کا نظیر

ہوا ہی باغ وہ دلکش بہار وہ دلچسپ
فضا وہ روح فزا شاد جس سے ہو دلگیر

سوال میں نے کیا باغبان سے تب جا کر
تو اوسنے ہو کے مخاطب یہ مجھسے کی تقریر

یہ کوہ نور وہ طوطی ہند ہے رعنا
ترانہ جو ہے وہ ہے مدح کوہ پُر تنویر

قصیدہ فرمایشی لعالم نا آشنائی و ناتعارفی

سحر کو ایک بت حور وش پری تمثال
حسین بلیغ فصیح البیان صبیح جمال

بحسن یوسف ثانی برہنماے خضر
کلیم نطق مسیحا دم و فرشتہ خصال

بعقل ثانی لقمان بہ بخت اسکندر
بجاہ مثل سلیمان بہ شکل حور مثال

بضوء طلعت ناہید و مشتری سیما
بنور مہر منور بحسن بدر مثال

وہ راست قامت دلکش تھا قدرت خالق
کہ نخل طوبے و سدرہ تھا یا جوانکا نہال

دراز کاکل پر خم کہ سنبل پیچان
وہ بکھرے چاندسی مکھڑے پہ گیسوے بنگال

جو دانہ طائر دل کو لیے ہو خال سیہ
وہ لب کو قند مکرر سے صاف شیرین تر
بہ نطق بلبل شیراز تھی کہ طوطی ہند
نگار ہے کہ طاؤس یا بہار میں گل
وہ چال ہو کہ نہ ٹھہرین جس سے خفتگان عدم
کہوں میں وحی کہ الہام اوسکو مژدہ وصل
بہ شکل طالع بیدار آ کے بالین پر
جگا یا مجکو سنا کر یہ مژدہ جان بخش
تو جاگ جاگ کاہی سے تیرا لجبت خوابیدہ
اوٹھا میں خواب سے لیکن خوشی سے شادی مرگ
کہا یہ مین نے کیا کس لیے قدم رنجہ
کمال خلق سے اوس ماہ وش نے فرمایا
وہ میرا مسکن و ماوا ہے زاد بوم ہے وہ
وہ شہر ہے کہ نہیں جسکا مثل دنیا مین
وہ میرا سایہ ہے کہتے ہین سب ہما جسکو
کہا یہ مین نے وہ نام خدا کہو ہین کون
نہ اونکا صورت و سیرت مین مثل ہو پیدا
ذکی عقیل و سخندان سخن شناس و فہیم
بہ شعر فہم ہین نازک خیال و عالی طبع
وہ نکتہ دان و سخن سنج و قدردان سخن
بیان کر سکے یہ سب ہنر اونکی مجسے کہا
عیاں ہین فکر کے آثار چہرہ سے کیا وجہ
پڑی ہے چین ترے جو پیشانی کشادہ پہ جبین

تو دام زلف بھی ہے مرغ روح کو خلخال
وہ سرخ لعل بدخشان ہو جسکو رشک سے لال
بیان مین سحر کہ اعجاز عیسوی کا جال
کمر تو چیتے کی آنکھیں تھیں عین چشم غزال
وہ رم کہ آہوے چین کا ہو جسکو دل پامال
اور اوسکو مخبر صادق کہ جبرئیل خصال
ادا سے رکھکے مری گال پر وہ اپنا گال
کہ آج اوٹھ گیا اس آمد سے رنج و ملال
پڑا ہے پاؤن پہ زر سر پہ ہے کھڑا اقبال
یہ غیر فرط خوشی سے ہوا مرا احوال
کدھر سے خیر سے ہے آج گذر فی الحال
کہ ہون وہ بخت وہ دولت نہین ہے جسکو زوال
جہان مین کہتے ہین اہل جہان جسے بھوپال
نہ اصفہان نہ کشمیر و مصر نے نیپال
مجسم اسکے ہین فرمان روا کا مین اقبال
کہا کہ شاہجہان بیگم و شہ بھوپال
ہزار سیر فلک مارے چرخ لاکھون سال
بلند فکر ہین عالی نظر بلند خیال
ملے جو فرق سر مو نکالین بال کی کھال
کہ جنکی داد سے اہل سخن ہین مالا مال
کہ انکی مجسے ہے چھیڑ انکا ہے میرا سوال
یہ کیسا پیچ ہے اور کس الم سے تو ہے نڈھال
ہے صاف صورت تشنہ لبی سے رنج و غم بیدال

بیان یہ مین نے کیا وجہ ہے تہیدستی
یہ انقلاب زمانہ کا ہے سبب مشفق
مین لاکھ طبع پہ قادر ہون ہون سلیم الطبع
کبھی یہ گردشِ چرخ ایک رنگ پر نرہی
کہا یہ اوسنے کرم سے سنا جو میرا حال
رہی نہ جب ترے ایام عیش و جشن و طرب
گذر چکے ہین ترے اب یہ روز ناکامی
کہا یہ ساغر مے پی کہ تجکو آئے سرور
خیال نازک و فکرِ بلند سے ہے مطبوع
کہا یہ مین نے کہ ہان لائیے وہ بادۂ ناب
یہ سنکے بادۂ گلگون کا ساغر لبریز
برنگ شیشہ ادا جھک کر مین نے کی تسلیم
مزہ وہ قند نکر رہی جسپہ جاٹے ہونٹھ
وہ زور نشہ کہ جان تک ہوئی جس سے مست الست
چڑھایا مینے جو وہ جام کہکے یا غفار
اُترا جو نشہ الم دل سے ہوگیا رخصت
صفائی قلب جو حاصل ہوئی تو کرکے وضو
بچھا کے دامن تقوے بجای جای نماز
دوگانہ پہلے ادا کرکے فاتحہ پڑھکر
وہ نیکنام رہین پاکدامنی مین مدام
ہوشا میانہ وہان اونکا دامن عفت
قسم بعفت و عصمت قسم بجاہ و جلال
قسم بجود و سخاے جناب ممدوحہ

قرار در کفِ آزادگان نگیر دمال
ہوے ہین اہل دول اتفاق سے کنگال
ہجوم فکر مین لیکن کہان تک استقلال
ہلال بدر ہو آخر کمال کو ہے زوال
کہ سچ ہے یہی افلاک کی قدیم سے چال
تو اس زمانہ رنج والم کو بھی ہے زوال
قریب ہے کہ کرے پھر خدا تجھے خوش حال
تمام اول و آخر کا منکشف ہو حال
تو جنس جام صبوحی کا کر اب استعمال
طہور جسکو خدا نے کیا نبی نے حلال
دیا بلطف بغل سے نکال کر فی الحال
کیا تھا شکر بھی تو لطف کا مین نے سنکے مقال
نفیس عطر سے بو باس جس سے دل ہو بحال
تھی قوت ایسی کہ ہو پیر مرد چار دہ سال
ازل سے تا بہ ابد منکشف ہوا سب حال
سرور ایسا کہ عاشق کو جیسے وقت وصال
بآب زمزم و آب بقا و آب زلال
اوٹھا کے ہاتھ سوے قبلہ باخضوع کمال
کیا یہ مطلع ثانی ہین مین نے حق سے سوال
الٰہی جنمین ہے مریم کی عفت اور خصال
وظیفہ نام ہوا اونکا ئے ذوی الاشغال
قسم بشوکت و عظمت قسم بمال و منال
وہ تھا عجیب سمان اور وقت عیش کمال

وہ نور بار افق شرق مطلع الانوار ۔ سنا ہے جیسے تجلاے طور کا احوال
وہ صبح صادق روشن کا نور صاف و سپید ۔ سپیدہ گرد ہی کا فور اوسکے آگے خال
فلک پہ تھا یہ ستارون کی نور کا عالم ۔ ہنسی مین جیسے حسینون کی دانت کا ہو حال
ضیاء مطلع خور کا ادھر عروج و کمال ۔ ادھر تجلی انجم کا رنگ رو بزوال
تھی مسجدون مین صدا الصلوٰۃ خیر النوم ۔ ندائے مرغ سحر خیز تھی کہ بانگ بلال
کہین تھی گوش زد آواز نالۂ ناقوس ۔ کہین خموشی شب زندہ دار صاحب حال
کہو ربزم تھی نوبت کی اک طرف و عجیب ۔ اور ایک سمت تھی صورت دہل بلند کمال
ندائے کوس رحیل آئی کاروان کی ادھر ۔ گرج تھی توپ کی اور گونج سی ہوا بحال
چمن مین مرغ غزلخوان کے چہچہے ہر سو ۔ وہ بھینی بھینی ہوا جس سے ہر شجر تھا نہال
تمام گلشن ہستی مین تھا صبا کا دور ۔ بقول شخص مغنی چمن کی تھے قوال
وہ چلنا باد نسیم سحر کا رہ رہکر ۔ گجر کا بجنا سحر دم کہ جسمین شور کمال
بلند تھی کہین آواز مطرب و قوال ۔ کہ وجد صوفی کو ہو اہل دل کو آئے حال
پرچ کی بھینی سی وہ سُر کہ جس سے آب ہو سنگ ۔ للت کی اور وہ بھیرون کی سوہنی کی خیال
سمل ء سنکے جو طاری ہو شیخ پر حالت ۔ تو قول بلبل شیراز کو پڑھے فی الحال
سرود خانۂ ہمسایہ حُسن رہگذر سے ۔ بشرع ہست دو چیز این درست و مفت حلال
وہ نور شمع کا فق اور وہ روشنی پھیکی ۔ فروغ مہر سے تھا نور ماہ رو بزوال
مین اوسکو صبح سعادت کہون کہ صادق صبح ۔ مراد کی تھی وہی صبح یا کہ صبح وصال
وہ صبح تھی شب معراج کی کہ صبح عیش ۔ کہون مین صبح شب قدر اوسکو کہ صبح وصال
وہ صبح صبح بنارس تھی یا وہ صبح وطن ۔ وہ صبح روز ازل تھی کہ صبح با اقبال
وہ تُر کا شام اور وہ جسکے آگے شرمندہ ۔ وہ صبح شام وطن اور اسکے روبرو کیا مال
وہ صبح صبح تنفس ہے جسکی اک تفسیر ۔ وہ فجر سورۂ والفجر جسکے آگے لیال
کہون مین مصحف سادہ اوسکو کہ سورۂ نور ۔ بیاض صبح تھی بیضا وسے کی غرض تمثال
حضور قلب سے کی حق سے التجا مین نے ۔ پڑھا یہ مطلع سادس دعا کا کرکے خیال

الٰہی دور فلک جب تلک کہ ہو لازال — رہے یہ دورۂ ممدوح روز روز بکمال
جہان مین ماہ ہے جب تک مربّی اشجار — اونہین مربی آفاق رکھہ بہ بذل و نوال
ہے کارنامۂ دنیا مین جب تلک انشا — مرتب اونکی ہو طغرا سے حلیۂ خط و خال
غزل سرا ہو یہ بول فلک جب تک — ثنا مین اونکے ہو نغمہ سرا ہر اک قوال
جہان مین مہر کا جب تک ہو نور اور فروغ — جلال روز بڑھے اور فروغ پائے جمال
یہ ترک چرخ ہے جب تک کہ تیغ بکف — جلو مین اونکی رہین لاکھہ گیو و رستم زال
قضا ہو قاضی گردون ہو جب تلک جاری — روان ہو حکم قضا کیطرح جنوب و شمال
ہے پاسبان درِ چرخ جب تلک کیوان — ہون جبہہ سا درِ دولت پہ اونکی اہل کمال
الٰہی عرش کو جب تک قیام ہے آمین — نہ آئے مملکت و سلطنت مین اونکی زوال
مدام حاسد کم ظرف و سفلہ کے آمین — بغل مین جھولی ہو اور ہاتہ مین ہو اوسکے سفال
رہے عصمت والا ہو دامنِ مریم — ہو اونکی چادرِ تطہیر سر پہ جائے شال
خزانے ہون زرِ سرخ و سپید سے معمور — درِ خزانہ رہین وا ابرو سے اہل سوال
کہون خزانۂ غیب اوسکو یا مین دار الضرب — کہو نہین دولت جاوید اوسکو یا ٹکسال
جہان مین فیض سے اونکے ہو تمام یہ دولت — کہ سیم و زر کا ہو اب کوڑیون سے بدتر حال
یہ اونکی بخشش و جود و سخا کا عالم ہے — گدا ہین مال سے قارون کی طرح مالامال
تمام ہند مین عنقا اسی سے ہو کنگال — کہ کٹک سے تا بانگ بمبئی سے تا نیپال
نگاہِ مہر جو ذرّون کے حق مین ہو اکسیر — نگاہ قہر ہے مانند برق کے قتال
بہم ہون ابر مین جس طرح برق اور باران — اسیطرح جیسے ہے باہم جلال اور جمال
غضب کو دخل نہین دل ہو قہر سے خالی — خیال خام ہو کہتے ہین جو خلا ہو محال
خدا کے گھر مین ہو جب اوسکی شمع نور افروز — جہان مین نام کو ظلمت رہے نہ ظلم و ضلال
ہے سلسبیل بھی رشک سبیل سے پانی — بہا حرم مین وہ بھوپال تال سے یہ زلال
کہون مین کوثر و تسنیم و چشمۂ حیوان — کہ جوئے شیر کرے دو دِ غسل کہ غنیتال
… اونکی ہو آج … — کہ ایک گھاٹ پہ پیتے ہین آب گرگ و شغال

اک آشیانہ ہے کنجشک و باز کا مسکن
اور ایک دشت میں کرتے ہیں سیر شیر و غزال

ہے اس قماش سے حفظ مراتب ہر یک
کہ تاجدار کو ہرگز غلام دے نہ خلال

بجاے ناز نیاز اب ہے نازنینوں میں
جفا و جور کا اونمیں چلن نہ قہر کی چال

ہے آشتی و وفا و سلوک یہ باہم
کہ کوئی عاشق و معشوق میں نہیں ملال

مسافروں کو نہ رہزن کا ڈر نہ چور کا خوف
مزے سے لاتے ہیں سونے کو ہاتھ میں اچھال

کرے عدو سے جو روز وغا وہ عزم جدال
رکاب چومے ظفر فتح تھامے رخش کی یال

حواس خمسۂ رو ئین تن اونکے پنجے سے
یہ مختل اور پریشان ہوں سخت ہووے نڈھال

یہ اونکے پنجۂ روشن میں نور بخشش ہے
عدو کو ہے ید بیضا سے موسوی کی مثال

جو دستگیر ہو درماندگان کا دست کرم
تو ہو نہ غوث کی پروا نہ حاجت ابدال

سنے جو رزم یہ ہو ہیچ اس ترک فلک
ابھی تو ہاتھ سے گر جاے ماہ و مہر کی ڈھال

زمین پہ ڈال دے تیغ و سپر سر میدان
مقابلہ میں خطا سے گر آئے رستم زال

ہو آفتاب بجائے سپر تو کرچ ہلال
فلک لگائے ثریا کا کہکشان میں جال

نشان فتح اگر آئے سربلندی پر
تو لامکان پہ جا چمکے پرچم اقبال

ہے اونکے خیمہ کو بس تنگ ساحت عالم
ہے خیمۂ فلک اطلس اوسکے سامنے پال

ہلائے نیزہ جو مردانہ وار میدان میں
یہ حلقہ باندھے کہ ہالہ ہو جیسے گرد ہلال

وہ چھید چھید کے تارے فلک سے ارض پہ لائے
زمین فلک بنے سوراخ سے فلک غربال

وہ تیغ برق دم اونکی قضاے مبرم ہے
قضا و فتح کرے ٹرسکے جسکا استقبال

عدو کے سر میں اگر ہمسری کا سودا ہو
تو بنکے نشتر کہیں صاف لے رگ قیفال

کروں میں اسپ سبک رو کی اوسکی کیا تعریف
نہ دیکھے پائے اوسی ابلق نہار و لیال

اوڑے تو طائر سدرہ کا لاکھ شہپر توڑ
جو ٹاپ مارے تو آئے زمین میں بھونچال

ابھی فلک پہ ہو بجلی کہ چیر کر بادل
وہ لائے کرۂ ناری سے صاف اوسکو نکال

عدو کو آسکے عدم تک یہ جلد ہو پہنچا کر
نہ شہسوار نے دامن ابھی لیا ہو سنبھال

ہنوز ہووے عدو کی اجل میں گر تاخیر
تو ہو زمانۂ مستقبل اوسکی سیر کی چال

نہ برق و وہم و صبا کا جواب گذرا وہاں
اوچک کے لائے سما توڑ خوشہ پروین
عدو کا اسے مقابل ہین اوسکے کیا آتا
عدو سے خاک بسر کی دنون کی ہو گردش
ہے اونکی عہد مین یان تک علوم کا چرچا
عمل ہین اونکی ہر گھر گھر پہ شرع گرم رواج
نہ تاکے تاک کو زنہار ہو لگر بھی کلال
چرس پیے بنج جرسی کی جرم کا چرسا
دو ٹکٹکی سے بنا ہے نام لی جو تابیان کا
ہین لا الکلام وہ سحر الکلام ناصر خدا
سخن سے اونکے وہ شیرین زبانی پیدا ہے
سنی جو بزم سخن کی جب سے زینت و زین
وہ بزم خاص یہان تک ہو غیر سے خالی
عجیب شیش محل ہین ہو آئینہ بندی
مکان بلند ہے ایسا کہ اوس سے عرش ہے پست
زلیخا مریم و شیرین و لیلی و بلقیس
جو سنی نغمہ و رقص و سرود ہون مائل
لگا کے جھومکہ ناتھے یہ عقد پروین کا
کرے ہے رقص بہ سر بزم آنکہ ناہید
بجیر سے شمس و قمر کے بجائے ہیر فلک
وہ شیشہ نظر ہے کہ جب ہوا منظور
جو پوچھو سچ تو یہ خانہ ہے آفتاب تمام
الٰہی راحت و عیش و سرور و شادی ہین

قضا ہوا وہ یہ مقدم نہین قضا کی مجا
جو گذرے وہم اوسی تہ زمین سے اوچھا
براق سے نہ ہوا ہمعنان خرد چال
تو سنت خاک سے اونکی ہوا کی جا کی کلا
کہ مدرسون ہین ارسطو ہین آج کل اطفال
کہ منتہی فضلا سے ہین لیکے تا جہال
شراب رند کی مشرب ہین بھی نہین ہو حلال
پیے جو پوست تو جلاد کھینچے اوسکی کھال
کھلائین گل اوسی منہ سے لگائین جو مہنال
بیان اونکا ہے اعجاز معجزہ ہی مقال
کہ جھکے طوطی ہندوستان کی شکر رال
لبشر تو کیا ہین ہو حیران چشم وہم و خیال
فرشتہ جان کو بھی پروانہ سان گذر ہی محال
کہین اگر فلک انجم پر محل جو مثال
محل وہ ہمسری جسکی ہے لا امکان کو محال
ہین آ تو رائی کنیز اتنا اور دو اگر مثال
تو گائین خلد کی غلمان بنکے دان قوال
پڑو کے تارون کی پہنے وہ پائزیب خلخال
کہ آسکے حضرت عیسی کو اوسکی رقص پہ حال
کمال شوق سے رضوان پہ اپنی ہے تال
تو اک نگاہ ہین کرتی ہو مفلسون کو نہال
سحاب مین مثل ہو اونکا داد بین ہی شمال
مدام رکھہ یو نہین خوشحال اور فارغ بال

شب برات ہون راتین بعیش و لطف مدام | ہمیشہ روز ہون نوروز و غرۂ شوال
کب اونکی مدح سے رعنا بشر ہو عہدہ برار
قلم سے لوح مین ہو وصف جنکا بالاجمال

قصیدۂ دیگر

شاد ای دل کہ جہان مین ہے خوشی کی شہرت | سارے عالم مین ہے اک عالم عیش و عشرت
طنطنہ فرط مسرت کا ہے اب تا ماہی | غلغلہ شادی کا تا ماہ ہے خوش ہے خلقت
شاخ طوبے سے بنایا ہے عطاردنی قلم | لکھنی منظور کسیکی ہے اسے مدح و صفت
حور و غلمان کو ہوا نغمۂ ناہید سے وجد | رقص سے اوسکی ملائک پہ ہے طاری حالت
پرتو مہر سے ظلمات تلک ہے روشن | لامکان مین بھی نہین نام کو باقی ظلمت
ترک کی ترک فلک نے فقط سفاکی | بلکہ منظور ہے اب اہل جہان سے خلّت
مشتری پر نہین موقوف سعادت اب کچھ | ہر ستارے کو سعادت کی ملی ہے دولت
دفع اب ہوگئی کہتے ہین یہ اہل تنجیم | تھی جو کیوان مین ہمیشہ سے نحوست کی صفت
اور مطلع مین لکھون کہتی ہے طبع روشن | گرد جو مطلع خورشید کی کردی طلعت
کس مسرت نے بنایا ہے جہان کو جنت | ذکر خیر آج یہ کسکا ہے بخیر و برکت
دن اگر صبح سعادت ہے تو شب ہے شب قدر | ہے سحر صبح وطن شام ہے شام وصلت
آمد مژدۂ جان بخش سے آتا ہے سرور | ملک دل سے ہوئی یک لخت الم کی رحلت
الغرض دل کو جو حاصل ہوئی ہے تسکین | آئی ہے خواب مین اک حور کی دیکھی صورت
شکل یوسف کی مگر وضع مثال رستم | خو فرشتے کی مگر دیو قوی کی طاقت
اوسکی پیشانی خندان سے یہ روشن تھا صاف | کہ یہ خالق کے مقرب کی ہے الحق صورت
رعب یہ تھا کہ بدن کانپ گیا دہشت سے | پوچھتا نام و نشان یا ہے نہ اتنی جرأت
اہل دل لطف کی فرماتی ہین جسطرح نگاہ | مجھسے ارشاد کیا دیکھ کے میری حالت
شکر کر شکر تجھے دولت بیدار ملی | دن بھلے آئے ترے ٹلے ہوے روز غربت

باندہ گرو ست ادب اوسنے کی ہین ز عرض
پھر پڑھا مطلع ثالث کو بصد عجز و ادب
مرحبا ہاتف عیسی نفس و خضر صفت
تھا زیارت کا تری دل مرا از حد مشتاق
ہے منور ترے انوار جمال رخ سے
لعل تیرے لب جان بخش پہ سو جان سے نثار
اک فقط بلبل شیراز کا دم بند نہین
الغرض مین نے کہا میری کہان ایسی نصیب
یہ تو فرمایئے کس وجہ کیا مجھپہ کرم
ہون مہاراجہ جموں کا مجسم اقبال
باعث خورمی عالم ہین میرے مولا
سر و مہ کی زر و نقرہ پہ کیا ہے سکہ
عرصۂ روے زمین اونکا ہے دیوان خانہ
عرش ایوان معلی ہے تو کرسی کوشک
مہر و مہ کو یہ شرف ہے کہ ہے اوسکی قندیل
وہ سلیمان سے کہ ہے مور سلیمان اوسکا
جسم اور جان کا ہے اک ہاتہ مین جو رنگ اوڑائے
پشہ شاہین سے ہم پنجہ ہو کب یارا ہے
مہر کے سامنے کب شپرہ پرواز کرے
دست بر قبضہ عدو پہ ہوا گر وہ دم رزم
عرصۂ جنگ مقرر ہو جو ہے تیرا مقام
غربا پروری اونکو ہے یہان تک منظور
شیر و بز پیتے ہین اک گھاٹ پہ ملکر پانی

بندہ ہے آپ پہ سو جان سے قربان خد
دور کی طبع پریشان سے تمامی کلفت
آپ کا ہون مین بندہ شکر ہین منت
شکر خالق کہ میسر ہوئی تیری صحبت
عرصۂ عالم امکان تلک ای مہ طلعت
اور تصدق تری دندان پہ دُر بیر زنیت
طوطی ہند کو بھی ہے ترے آگے لکنت
مجھسے ناکام جگر خستہ پہ اور یہ حشمت
مجھسے گویا ہوا تب لطف سے وہ مہ طلعت
ہون مین کشمیر کی والی کی مقرر دولت
سے ہے یہ سب لطف خدا داد کی اونکی برکت
اوس سلیمان کے ہے زیر نگین اک خلقت
جو ثوابت کا فلک ہے سو ہے اوسکی ہی چھت
عرصۂ عالم امکان ہے اوسکی ساحت
اور زہرہ کو پرستاری ہے اوسکے عزت
خوان یغماے جہان اونکا ہے خوان نعمت
چار سو چار وان عناصر ہون عدو کی رخصت
شیر سے بز کو کہان جنگ و جدل کی طاقت
روز روشن سے شب تار کو کیا ہے نسبت
خوف سے زرد ہو وہ برگ خزان کی صورت
ہو معاً فتح خداداد کو اوس پر سبقت
کر مساکین کو قارون کی عطا کی دولت
عدل اور دادرسی عام یہ سچے نصفت

وہ خطا پوش عطا پاش ہے عالی ہمت
کھو دیا لفظ خطا حرف غلط کے مانند
ہی کمال اوسکو ہر اک فن مین خوشا شان کمال
فخر عالم سے کہے عالم نہ اوسے کیون جس سے
قد ہے وہ راست اوسی سرو کہون یا طوبیٰ
راست بازی کی دلالت ہی اسی قامت مین
شکل انسان کی ہے لیکن ہی ملک کی خو بو
ہے خم پشت فلک کا یہی باعث یعنی
راست آئی ہی اوسے قد پہ قبائے اقبال
سر سلامت ہو وہ سر ہے نہین جسکا ہمسر
سر جھکائین پئے تسلیم ہزارون سردار
ہی بلندی اوسے زیبندہ ہی مانند علم
چشم بد دور بعینہ ہین وہ آنکھین جن مین
مہربانی کی نظر مین ہین خواص عیسےٰ
وہ بلاغت ہے بیان مین وہ فصاحت جس نے
گوش کو گوش کہون یا اوسے کان اسرار
سینہ ہے مخزن معنی تو زبان اوسکی کلید
حق تو یہ ہے وہ نہین عرش سی کچھ کم جسمین
وہ دل صاف جو معمور ہے یاد حق سے
نام کینہ کا نہین اور نہ کدورت کا نشان
ہی وہ دل کعبہ ایمان کہ ہی عرش اعظم
مظہر لطف و عطا مصدر اخلاق و حیا
دستگیری کا سو میسر اگر ان ہاتھون سے

دوست ہو خواہ عدو عام ہی اوسکی رحمت
دھو دیا کلمہ تقصیر آب رحمت
اور ہر علم مین کامل ہے زہے علمیت
زیب افلاک کو ہے اور زمین کو زینت
قدرت حق ہی عیان جس سے یہ وہ ہی قامت
سر بسر راست روی کی ہی اسی قد مین صفت
یا فرشتہ مین بھری کوٹ کے انسانیت
راستی سے ہے اوسے قد کی فلک کو خجلت
سلطنت کا اوسی قامت پہ ہی زیبا خلعت
سر بسر عقل سے معمور ہی پر ہے حکمت
تا قیامت رہے اس سر کو سرا سر رفعت
سر سیدان وفا سایہ مین جسکے نصرت
اولو الابصار کو ہے رعب ہی اونکی عبرت
نگہ گرم مین ہے صاعقہ کی خاصیت
ساری لسّانون کی ڈالی ہی زبان مین لکنت
غیر اوصاف سُنا جسنے نہ حرف غیبت
دل مین وسعت ہو تو گویا ہی زبان مین فصاحت
عرصہ کون و مکان سے ہی زیادہ وسعت
زندہ دل ہے وہی جس دل مین ہی حقانیت
پاک باطن کو ہی ان باتون سی بالکل نفرت
اہل دل کے لئے واجب ہی اوسکی طاعت
منبع جود و سخا مطلع مہر رحمت
شیر سے پنجہ کرین ہاتھ وہ آئی طاقت

دست پہ قبضہ سر دست ہو گر دست بخیر — اوسکے ہاتھوں سے نہ رستم کو ملے سپر معا
وہ سر چرخ ہے زندان تو یہ ہم عجب شیر — اوسکے پنجہ کی نہیں پنجہ کو زور میں طا
دستگیری ہمیں اوس ہاتھ کی ہو دست آویز — دم قوت ہے عیان اوس سے خدا کی ق
وصف میں پاؤں کے درکار ہو ثابت قدمی — اب قدمبوسی سے بر آئے یقیناً
ہر قدم پر سر اقبال جھکی ہے یہ دعا — پاؤں پر اوسکے پڑے آ کے جہان کی
دوست آباد ہوں جل جل کے عدو خاک سیاہ — اونکے بد خواہوں کو دائم ہو جہان میں
سلسلہ اونکی حکومت کا رہے تا محشر — دم بدم لحظہ بلحظہ بڑھے ساعت بہ
جیسے رعنا کو خلوص آپ کی سرکار سے ہے — ہو یونہیں آپ کے الطاف و کرم میں

تمہیدیہ قصیدہ بہاریہ

چلی ہے گلشن عالم میں ایسی باد بہار — کہ جسکے فیض سے نا خلیل ہے گلز
زمین ہوئی ہے یہ سرسبز باغ عالم میں — بتوں کے سبزۂ خط کو ہے جسکے رشک سے خا
چمن کی خاک ہو خاک شفا سے بھی بڑھکر — کہ باغ دہر میں نرگس تلک نہیں بیما
برنگ خاک شفا ہو کہ صاف ہو تریاق — چمن میں گھاس کی جا ڈالتے جو سم افعی
ہے سرو ابر بہاری سے آتش زرتشت — نظر میں سب کے ہیں انگشت مرغ گل نا
ہے شش جہت کا چمن ہشت خلد پہ فائق — عیان ہے سبزۂ بیگانہ سے ارم کی بہا
جو راستی کے نہالان خلد ہوں داعی — تو سرو باغ جہان اونکی حق میں ہوں د
ہر ایک گل میں ہے دلکش وہ آج نکہت مشک — ہے جسکے سامنے کافور نافۂ تاتا
عجب روش سے اب آراستہ ہے باغ جہان — کہ جس طرح ہو کسی بادشاہ کا دربا
کمر بندھی ہے نہالوں کی عشق پیچے سے — گلوں کے سر پہ جوانان باغ کی دستا
ہیں ہر شجر پہ نواسنج خوش خیالی سے — سخنیان چمن یعنے عندلیب ہزا
گہر بنے صدف گل میں قطرۂ شبنم — اوگے ہے موتیا نیساں ہے اب یہ گوہر با
ترانہ سنجیوں میں لطف سے ترانہ کا — چہک ہے اونکی برنگ صدائے ستیا

قرار و ہوش و خرد کو ہے وجد میں خفت
یہ خوشنما ہے رخ گل پہ قطرۂ شبنم
سوادِ گلشنِ عالم میں اب یہ ہے تنویر
چمن میں فوق مکان ہیں وہ دلنشین ہیں کو
روش روش ہیں جوانانِ باغ بےخود و مست
سوا ہیں حق عنادل میں گل سے غنچۂ گل
نہ باغبان کا ڈر ہے نہ خوف گلچین سے
جوانِ باغ اوڑاتے ہیں گل کی گلچھرے
موافقت کا ہے دور اور مخالفت ہے دور
زمین باغ جہان مصدرِ نمو ہے آج
روا ہے پھول سیر کی اگر ہری ہو جائین
قلم کی شاخ سے بھی شاخسانے پیدا ہون
جو باغبان نہ تراشے تو برگِ کاہ چمن
دکان چمن کا ہے تختہ بفرطِ یمنِ نمو
اوسگے ہیں بے مدد آب و گل ظروف میں اب
حلاوت ایسی ہے اب آب و گل میں گلشن کے
تمام روے زمین صاف فرشِ مخمل ہے
نمو یہ ہے تو یقین ہے کہ فرش قالی ہے
کیا جو گلشن ہستی کا میں نے نظارہ
یہ پھولی سرسون نظارت سے میری نظرون میں
یہ سوچا دل میں کہ خواب خیال ہے یا سحر
نہ آنکھون دیکھی نہ کانون سنی کہین یہ فضا
چمن چمن ہے بہار ریاض رشک ارم

الاپتے ہین عنادل جو سُر کھب گندھار
کہ دیکھکر اوسے غرق عرق ہے روی نگار
بیاض صبح کی صورت ہے مطلع انوار
کہ جسکی شان مین نازل ہے تحتہا الانہار
گلون کے جام شراب سرور سے سرشار
ہین شوخ و شنگ و شریر و ستمگر و عیار
نہ خواب مین کسی صیاد کو نصیب گذار
چمن کا آج زر گل سے گرم ہے بازار
گلے کا ہار عنادل کا ہے گلِ بیخار
کہ صرف نشو و نما سے ہین منشعب اشجار
بجا ہے سبز کرے کھیت اپنا گر تلوار
قواے نامیہ کا مین کرون اگر اظہار
اثر سے ٹبرہ کے ہو رو ئیدگی کی شاخ خیار
گلون کی طرح شگفتہ ہین کوزۂ عطار
بنفشہ کاہ زبان کا سنی و تخم خیاز
کہ تخم ترمش سے شاخ نبات کا ہوا دبار
گلون سی غیرت قالین ہے صفحۂ گلزار
اوگین درخت پھلین پھل تو ہوئین نقش و نگار
تو فرط بوالعجبی سے ہوا بہت ناچار
کہ سبزہ مد نظر تھا زمین سے تا کہسار
یہ ہے طلسم کہ نیرنگ یا کوئی اسرار
کہ جیسی پھولون سے ہے ہر طرف چمن یہ بہار
روش روش سے عجب تختۂ گل بیخار

کیا ہے مجھے چمن شش جہت نے جب ششدر
تو ملتجی مین ہوا پیش حضرت دادار

کہ اسکے علم سے دے تو مجھے اب آگاہی
اور اوسکا راز عیان مجھپہ کردے یا ستار

یکایک اسکے اسی فکر مین براہ کرم
یہ ایک خضر طریقت نے مجھسے کی گفتار

وہ نظم لکھہ خطِ فردوسیہ مین اک رنگین
کہین سب اوسکو یہ عنوان کا ہی خط گلزار

کلام تیرا ہے اک سحر سامری گویا
فصاحت اور بلاغت مین فرد ہین اشعار

یہ تیری سیف زبانی کی صاف جوہر ہین
کہ لوہا مانتی ہے اصفہان کی تلوار

کیا کلام سے تسخیر تونے عالم کو
کہ یون ہو سرمۂ دیدۂ اولوالابصار

ہما سے فکر کا تیرے یہ آج رتبہ ہے
کہ آشیانۂ سدرہ تلک وہ ہے طیار

عنانِ خامہ کو اب پھیر خودستائی سے
اگرچہ کفر نہین نقلِ کفر کا اظہار

کہا نصارت عالم کا خضر نے یہ سبب
ہے ایک ابر کرم بحر جود خود مختار

وہ حق پسند ہین حق پرور اور حقوق شناس
خدا شناس رسول خدا کے عاشق زار

یہ صلح کل ہے طبیعت مین اور خوش خلقی
کہ قبلہ کہتے ہین مومن انہین ہنود اوتار

سخاوت اونکی ہے عالم مین ایسی عالمگیر
کہ اونکے عہد مین درویش تک نہین ہین خوار

پھرا نہین درِ دولت سے بے نصیب کوئی
اگرچہ لاکھہ ہو کم بخت بدنصیب ہزار

کرے سوال گرسنہ جو نان کا جا کر
تو نانکار ملے اوسکو ایک استمرار

اگر فلوس کا سائل ہوا کوئی مفلس
تو پائے کیسۂ زر اور صرۂ دینار

کرے سوال سواری کا گر کوئی معذور
یہ اسپ و فیل شتر دین کہ ہو سکے نہ شمار

گدا ہین مال سے قارون کی آج مالا مال
ہین اہلکارون سے خوشحال آج کل بیکار

ہے اشرفی کا چلن آج کل بجاے فلوس
وہ کوڑیان ہین جو آگے تھی درہم و دینار

جہان مین ڈھونڈھے اگر لیکے ماہ کی مشعل
تو پائے نام کو مفلس فلک نہ اب زنہار

سنا ہو نام جو اہل جہان نے عنقا کا
وہ مفلسی ہی نہین ملتی جسکے اب آثار

ہوس اوسکو ہی کہتے ہین نسخۂ اکسیر
اوسیکو کہتے ہین شاید کہ نقش حب جبار

خریدے دولت جاوید دیکے بھی اوسکو
تو ایک جو بھی میسر نہو سر بازار

شب برات ہین راتین تو روز ہین نوروز　　جہانیون کو ہے عیش نشاط لیل ونہار

ہوا الیقین مجھے اوصاف فیض شمس سنکر　　کہ مقدرت سے مراد دور ہو گا سب ادبار

تمام دور ہوئی بخت بد کی ناسازی　　یقین ہے طالع خوابیدہ ہو گئے بیدار

مین کیا کہون کہ ہون کون اور مرا ہی کیا احوال　　ہون نامراد جگر خستہ سخت سینہ فگار

ہزار پھینکے ہین ترک فلک نے تیر الم　　ہوئی وہ جسم کے جان کی دل و جگر کے پار

مطلع ثانی

کمان الم سی ہون اور دل ہی تودۂ افکار　　کھنچے ہین ناوک غم دلمین میرے تا سوفار

بتنگ زیست سے کم بخت بخت سی مجبور　　نصیب کی ہے نحوست کا خود مجھے اقرار

کرون نگاہ گہر پر تو صاف ہو پتھر　　اوٹھاؤن زر کو تو ہو ذرہ مشت غبار

کہین خزانہ دکھادے خدا جو قسمت سے　　تو اوسکو چھونے نپاؤن کہ نیش مارے مار

نصیب ہے جو میسر ہون مجکو لعل و عقیق　　نگاہ کرتے ہی جل اوٹھے مثل اخگر نار

مطلع ثالث

نظر بھی آتا ہی گر مجکو خواب مین پارس　　تو مہ ... خاک اوسے پاتا ہون ہوتی ہی بیدار

جو باندھون تھان پہ کوئی خریدہ کر رہوار　　تو سرد مہری افلاک سے معاً ہو کنار

کبھی جو اسپ ملے بھی تو لنگ ہوجائے　　گرائی دیو جو چاہون کہ اوسپہ ہو بن سوار

گرائے صاعقہ گردون اثر یہ ہو بالعکس　　پڑھون اگر و قنا ربنا عذاب النار

ہے زر کی دید تلک مشکل اب معاذ اللہ　　بغیر حشر ہے جسطرح دید حق دشوار

جو مجسے پوچھے کوئی زر کی وضع اور صورت　　بتاؤن شکل مثلث کہ اوسکو مثل منار

کرے نہ قول کو سائل مرے اگر تسلیم　　اوشرا کے زر کہون یہ بھی ہی مربع موسیقار

جو شرط باندہ کے مجسے کوئی بشر پوچھے　　دکھاؤن لاکے مین کافور جاے سنگ عیار

نہ مانے پھر بھی تو آخر کہون قسم کھا کر　　کہ ہو گا کوئی شتر راہوار فیل و حمار

جو پوچھے مجسے کوئی جناب زرگری ہی کیا　　کہون مین وجہ یہ اوسکے ملی جو کوئی سنار

ضرور باندہ دے عطار کہکے مغز فلوس　　لکھے طبیب جو نسخہ مین شربت دینار

کرون جو قصد سوے آستانۂ حاتم　　تو لیچلے مجھے قارون کی سمت کو رہوار

پئے فلاح جو کرتا ہون ور دیا باسط　　زبان پہ آتا ہے یا قابض اور یا قہار

کبھی روان ہون اگر سوے دشت تفریحاً
ہے جان غمزدہ اک غم کا سو طرف سے ہجوم
ہوئے مرے لیے رنج و غم و قلق پیدا
اور اک زمانہ تھا لطفِ خدا سے وہ میرا
ہے پیر چرخ تو دشمن عدو ہے مادر دہر
غریب و بیکس و حیران و مضطر و ششدر
عدو بھی دیکھے تو افسوس کرکے کھائے رحم
کہان مین اور کہان غم خدا کی قدرت ہے
بحال خوف ہے دیکھو مقام عبرت ہے
مین اپنے وقت کا محمود کیا سلیمان تھا
فلک کے ترک نے کی میری چاکری اک عمر
ہمیشہ مجھسے موافق تھا دورِ ہفت اختر
نہ تھی کچھ آنے کی شادی نہ کچھ گئے کا غم
یہ انقلاب زمانہ کا بل بے گردشِ چرخ
بُرے ہون دن تو ہو تیزاب مرہم کافور
الٰہی پھر کبھی پھر سے میر البخت برگشتہ
نہین ہے کوکب ناساز کا گلہ مجھکو
خدا کا شکر ہے پایا وہ بحر جود و سخا
ہے چشم قلزم رحمت نگاہ کشتی ہے
تو دست ابر در دولت یہ تجھسے جھونکا
تو کان کھول کے سُن دیکھ چشم غور سے آہ
پھر آئے خواب مین بھی گر نظر تری صورت
حضور سے مرے دلکو ہی ہے اطمینان

سماں ہوا ہے بگولا اور اُڑاے گرد وغبار
یہ وہ مثل ہے کہ ہر اک انار صد بیمار
ہین آسیا مجھے ارض و سپہر کجرفتار
کہ ایک بوند کے سائل کو بخشتا تھا قطار
نہ اسمین مہر نہ اوسمین ہین لطف کے آثار
کہون تو سنگ بھی پانی ہو سنکے حالتِ زار
بہائے اشک مجھے دیکھکر جو ہو جبار
ترا کرم ہے یہ سب مجھپہ جنبش دوار
یہ حال فاعتبروا یا اولی الابصار
غلام ایاز سے بلقیس سی کنیز ہزار
کیا ہے طائر سدرہ کا مین نے بر سو شکار
مری مراد پہ رہتی تھی چرخ کی رفتار
نشاط و عیش مین گٹتے تھے میرے لیل و نہار
دنون کا پھیر یہ قسمت سے توبہ یا قہار
بھلے ہون دن تو ہو زہر افلاک مرہم زنگار
کہین ہو طالع بیدار آ کے پھر بھی دوچار
نہ ہے شکایت بازیٔ چرخ شعبدہ کار
کہ جسکی موج سے اک آہنین ہو بیڑا پار
وہ عین نوح کی کشتی ہے نہ اگر ہو دوچار
بہت کیا ہے مجھے تو نے ایک عمر سے خوار
کرم سے ہوتے ہین کس طرح سب گنہ ...
کرونگا جھک کے ادب سے تجھے سلام ہزار
کرمکی نگاہ مین سب دور ہو مرا ادبار

نگاہ خاک پہ پڑ جاے تو وہ ہو اکسیر
زبان ہلاے تو پارس کے ہون عیان آثار

نظر ہے عین عنایت حیا ہے آنکھون مین
ہے دل مین رحم تو ہمت سے کے بشری پر آثار

اودھر سے نقد مراد دلی ہو مجھکو عطا
مری طرف سے گہر ہاے نظم اونپہ نثار

ہون اونکے خیر طلب شاد دوست ہون غم گم
حسود اونکے ہون پامال اور عدو فی النار

جہان و اہل جہان سب ہون اونکے دست نگر
ہمیشہ دولت و اقبال و بخت و نصرت یار

ہو سبز برگ نہال مراد و نخل حیات
ہین سبز گلشن عالم مین جب تلک اشجار

پھلین مراد کے پھل سے وہ باغ ہستی مین
جہان کے باغ مین پھلتے ہین جب تلک اثمار

الہی دھر کی سر سر سے رکھہ اونہین محفوظ
چمن مین دھر کے جب تک چلے نسیم بہار

خدا کا سایہ ہو رعنا کی ہے دعا آمین
کفیل کار دو عالم ہون احمد مختار

ناتمام قصیدہ مدحیہ ہند

آدم نے باغ عدن کو چھوڑا برائے ہند
مقدم نہین خلیفہ حق کا سواے ہند

بھولے سے پھر نہ جاے کبھی ہے یہ وہ جگہ
جنت کی راہ بھول کے رضوان جو آئے ہند

سایہ نہین ہے جرم قمر مین یہ مرد مو
ہے مردمک مین دیدۂ گردون کی جاے ہند

آتا ہے رشک نکہت گیسوے حور کو
چلتی ہے جھوم جھوم کے جسدم صباے ہند

یعقوب کو ہے مد نظر دیدہ تو کہو
آنکھون مین جاے سرمہ کر سے طوطیاے ہند

سستا ہی نقد جان پہ بھی حسن ملیح ہند
زر ہے بہاے یوسف و یوسف بہاے ہند

ہاروت کیا ہے کھینچ لے یوسف کو چاہ سے
اللہ رے رسائی زلف رساے ہند

آبحیات آب ہے جان بخش ہے ہوا
کیونکر موافق آئے نہ آب و ہواے ہند

ہر ملک مین جو وصف ہین وہ سب ہین ہند مین
سب بادشاہ دل سے جبھی ہین فداے ہند

جان جہان ہی ہند اگر جسم ہی جہان
تھی سر مین افسرون کی اسی سے ہواے ہند

حب الوطن کو چھوڑ بہت ظل ایزدی
آئے ہین کھیل جان پہ زیر لواے ہند

گر گوس بھی کوئی لمن الملک کا بجاے
شایان شان ہے پئے فرمان رواے ہند

تمہید قصیدہ ناتمام

گذشت دور کہن عہد راست نو آئین ۔۔۔ شدست ثانی جسونت سنگھ تخت نشین
رخ عروس زمان رونق شباب آمد ۔۔۔ گرفت بزم جہان مہر شاہ نو تزئین

دیگر

جور کم کن کہ نماندہ است مراد دولت و دین ۔۔۔ ماہ باشد رخ تو از چہ دلت شد سنگین
مہر را غیر تو ہرگز نہ شنیدم بے مہر ۔۔۔ ماہ را جز تو ندیدم کہ شود چین بجبین
بگذر اینک ز سر جور و جفاے عاشق ۔۔۔ تا خدا ہم بکند رحم بتو روز پسین

دیگر

بس نکر جور اب اتنا شہ خوبان حسین ۔۔۔ ناز کم کر تجھے کچھ خوف خدا ہی کہ نہین
تیری ٹھوکر سے ہے ملک دل عالم پامال ۔۔۔ اور برباد ترے ہاتھ سے ہی دولت و دین
میرے نالہ سے خبر تو نہوا اے غافل ۔۔۔ اور پہلے آہ سے وان کنگرۂ عرش برین

قصیدہ ناتمام مدحیہ مارواڑ

چون مے خورد نمک ز نمکسار مارواڑ ۔۔۔ زین شد تمام ہند نمک خوار مارواڑ
سیم آہن مس و سرب آوردم از جبال ۔۔۔ ہم سنگ پارس آمدہ کہسار مارواڑ

دیگر

ہین مہاراجہ جسونت سنگھ اب تخت نشین ۔۔۔ یہ اگر ظل الٰہی ہین تو وہ عرش برین
رشک گلزار بنی فصل بہاری سے زمین ۔۔۔ عہد نوشاہ ہے اور فصل مہ فروردین
قدر خورشید سے ذرہ کی بڑھا کرتی ہے ۔۔۔ مسند زر ہے جو ذرہ تو وہ خورشید مبین

دشاہی کا اوسی سے ہے نقطۂ نام و نشان
تخت ہے مہر سلیمان تو وہ ہین اوسکے نگین

ہالہ مین ہے یا برج شرف مین ہے مہر
تخت پر شاہ ہے اور سر پہ ہے چتر زرین

اول قصیدہ در صفت تار برقی لندن و امریکہ گفتہ یا گہر مضمون در رشتۂ فکر سفتہ

شعر مین فکر کی ہے ریشہ دوانی درکار
تار دلکش کے مضامین کا باندھون گا تار

تار دلکش مرے نزدیک ہے تار برقی
نظم عالم کا ہوا ذات سے اب اوسکے مدار

ق مین زاہد کے ہے وہ رشتۂ تسبیح کی جا
برہمن کے لیے ہے تار بجائے زنار

رشتۂ سوزن عیسیٰ ہے گنہگارون کو
دست عصیان سے ہین جو چاک گریبان دیندار

بہر عشاق ہے تار نظر محبوبان
سیتے ہین زخم جگر اوس سے تو ہین سینہ فگار

تار باران بہاری ہے براے دہقان
تشنہ لب کے لیے ہے بحر روان کی اک دھار

شعرا کے لیے ہے فکر رسا کا رشتہ
طبع کی گرمی بازار کو ہے صورت نار

نغمہ سنجون کے لیے ہے نہ فقط سُر کی طرح
تار طنبور ہے قوال کو یا تار ستار

نام ہے ٹیلی گرام اوسکا نہین لیک گرام
نہ وہ سنبک ہے نہ کچھ کھرج رکھب اور گندھار

قول قوالہ گردون یہ کبجا ہے یعنے
تار برقی ہے مغنی کے لیے موسیقار

راز دل بھیجتے ہین پردہ نشین در پردہ
واہ رے عصمت و الطاف کریم ستار

جو رکو راز نہ ظلمات مین بھی روشن ہو
ہے عسس کے لیے یہ بہر سیاست شب تار

ساتہ بسمل کے رہا کرتا ہے مثل شہرگ
دشمن جان عدو مثل قضا ہے یہ تار

جان اعدا پہ گرا کرتا ہے بجلی کی طرح
خرمن ہستی ناری ہے اسی سے فی النار

کھوٹی کھوٹی ہو کھری صاف کھری ہو جائے
تار برقی ہے غرض حق حسن مین معیار

جامۂ تن مین گل آسا نہ سمائی پھولے
تار برقی تو ہوا خواہ کو ہے باد بہار

باغ عالم مین ہر اک ملک برنگ گل ہے
تار برقی ہے ہر اک گل مین رگ گل کا تار

ایسی چیز نہین کوئی جہان مین خالی
بلکہ ہے نام خدا تار بنام ستار

مہر مین صبح و مسا تار شعاعی دیکھے
چاندنی جا رہی دن کی ہے وہ ہے کہ شب تار

گر زمانہ کو کرو غور تو بس ہے شب و روز
ہے یہی تار روشنی روز و سواد شب تا

تار باتون مین بھی ہوتا ہی سنا کرتے ہین
پیرہن اوس سے نہ خالی ہی نہ کوئی دستا

تار و پود اس سے ہوا پیرہن ہستی کا
رشتۂ جان کا اسی تار پہ ہے دار و مد

حق نے بخشا ہے اگر تار نظر عاشق کو
بہر معشوق ہے موئے کمر او زلف کا

تار سے نور ہوا بزم جہان مین معمور
تار شمعون مین نہوتے تو مکان ہوتی تا

تار مین گوہر و گل دونون بندھا کرتے ہین
سر کا سہرہ وہ ہوا اور گلے کا یہ ہا

رشتہ ہوتا ہی محبت کا جہان مین دلکش
خاص وہ پاسے جو باہین دو سرکار قرا

جب سے امریکۂ و لندن مین یہ تار برقی
مثل اک جان دو قالب ہی بنام عفا

متحد تار سے ایسے ہوے یہ دونون ملک
جیسے دو آنکھون مین ہوتا ہی نظر کا اک تا

وہ اگر گل ہی تو یہ رنگ جو یہ رنگ وہ بو
وہ چمن ہے یہ فضا وہ ہی فضا تو یہ بہا

وہ ثمر ہے یہ مزا یہ ہے مزا تو وہ ثمر
موج وہ بحر یہ وہ بحر یہ موج انہا

جیسے دو بحرون کو اک نہر ملا دیتی ہے
جیسے ہون متفق الرائے دو مرد ہشیا

ملک تو دو ہین مگر قوم تو در اصل ہے ایک
نہین امریکۂ و لندن مین تفاوت زنہا

دونون ہی قند مکرر ہین مگر ذائقہ ایک
ایک تاریخ ہے دو نام کو ہین لیل و نہار

قطع ہوتا ہی نہین بعد سے رشتہ ہوا گر
لیک قاصد ہی سخن سنج مقرر در کار

تار برقی نہ کہو جو ہے ملا دونون سے
ملکہ ہے قاصد مستعجل و گرم رفتار

اب خدا سے یہ دعا ہی کہ رہی وہ لغت
جسکی شہرت عجم و ہند سے ہوتا تا تار

تار ہی نام کو در اصل ہے لیکن وہ قول
صاحت دو تار کے ملنے سے ہے ظاہر اقرار

قائم امریکہ و لندن مین رہے یون رشتہ
عقد گوہر مین رہا کرتا ہی جسپر صورت تار

تار برقی ہو گئے لندن و امریکہ بھول
آج کل نظم کا رعنا نے یہ باندھا ہی تار

قصیدہ بجواب رد قصیدۂ انگریزی لندن در شان جہان عالم فرزند معظم انگلستان

اے گل گلشن شاہنشہ ہند و لندن
آب و رنگ چمن ہند و فضاے برٹن

خلد لندن کو اگر سمجھین تو تو ہے طوبیٰ
گر ولیعہد بہادر ہین قبائے اقبال
فرط شادی سے کبھی جامۂ تن مین نہ سمائے
ہند و لندن جو حقیقت مین ہین مانند صدف
تو اگر زمرۂ اطفال مین ہو شاہنشاہ
شاہ مردون مین ہین بے شبہہ پرنس ویلز
دست قدرت ہین جو شاہی کی جناب ملکہ
تو سہی خود کلید در دولت ہے مگر
ہین ولیعہد فلک عرش جناب ملکہ
مہر شاہی مین ولیعہد مگر تو ہے نگین
وسعت ملک مین گر روس و حبش ہین بڑھکر
شاہ کا ہوتا ہے حسن شکل سے فرمان وسیع
کیا بزرگی ہے ہوا کوہ جو رفعت مین رفیع
مثل دل جسم مین تو اپنے گھرانے مین ہے
کسر شان اسمین جناب ملکہ کی کیا ہے
پہلے تو ایک تھین اب سو ہین جناب ملکہ
گود مین تخت نشینون کی تری جا ہے آج
تو جو سویا تو خبر کون جہان کی لیگا
ناز کا خواب بلا شبہہ ہے خواب شیرین
پر نہ سوا ایک منٹ اور نہ کہا مان کا مان
چشم بد دور ترا جیسے ہی بخت بیدار
تہنیت اب تجھے دیتا ہے زمانہ شاہا
چشم انصاف سے دیکھ اور لی اک کا سلام

تجکو سدرہ کہین گر ہند ہو رضوان کا چمن
تو بھی پیراہن شاہی کا ہے شاہا دامن
آپ کے جدہ شاہنشہ ہند و لندن
اوسکا تو ہو دُر یکتا کہ نہین جسکے ثمن
شاہ نسوان تری مادر بھی ہے اے شاہ زمن
شاہ شاہان تری جدہ ملکہ یعنے کوین
قوت بازوی شاہی ہین ولیعہد زمن
عقدے حل ہوتے ہین ناخن سے جو کھولو تو معاً
مہر تابندہ ہے تو نام ہے جس سے روشن
تو انگوٹھی ہے سلیمان ہے جو شاہ برٹن
قوت علم و ہنر مین ہے برا افضل لندن
مُہر ہو خرد مگر نام ہے اوس سے روشن
حاصل کوہ یہی ہے کہ ہوا اوسمین معدن
اسلیے تیری بزرگی مین نہین جای سخن
نکتہ چین ایسی مثالون سے نہونگی بدظن
ہے بیٹے اور پوتے ہین دو صفر تو حضرت ہین وَن
تجسے ہو رشک سلیمان کو تو ہے مستحسن
پاسبان سوتی ہے ہرگز نہین یکچشم زدن
مان سلائے تجھے زانو پہ جو رکھکر دامن
لاکھ سونے کو کہے شاعر شہر لندن
عین بیداری کا لازم ہے تجھے بھی قدغن
چین و امریکہ و ہند و حبش و روم و ختن
طالب دید ہین دم بھر کو اوٹھا دی چلمن

کوئی دیتا ہے تجھے عمر درازی کی دعا
علم کی کوئی شجاعت کی دعا کرتا ہے
حائل ہوگا کہکشان آپکا اور کرچ ہلال
پھر شہا تیرے عدو کو نہ کبھی ڈھونڈھے ملے
تو جو ہے ظل خدا سایہ ہما ہے تیرا
سفرۂ عام ترا ایسا ہو خوانِ یغما
دامِ اقبال ترا حوت کو افلاک سے لائے
شیر شیرین دو ہے گاو زمین کا خسرو
کھینچکر لائے ملک خوشۂ پروین سے شراب
تیری رگ رگ مین ہو ہر ملک کی دولت کا اثر
گو صبا بھرتی ہے ہر گل سے دم ہمنفسی
جنگ ہفتاد و دو ملت سے تجھے کیا مطلب
کام رکھ معنی سے اور چھوڑ نزاعِ لفظی
ہین ہنود اور مسلمان و نصارا تینو
بید قرآن اور انجیل رہین سب رائج
رائج انجیل وہان ہند مین بید و قرآن
تو شہنشاہ ہے لازم ہے نظامِ دنیا
بادشاہون سے خدا عدل کا کرتا ہے سوال
کام ہے تجکو شہنشاہ شہنشاہی سے
پیار ہے دادی سے کہ فرصت نہین پادم بھر
اور نہ بے وقعہ ہو تو پھر لاڈ یہ ہے مادر کا
شوق سے کھیل ابھی گودون مین اک اک کے
پالنے مین سے تجھے بلقیس جھلائے ادا در

کوئی کہتا ہے کہ دنیا کا ٹلے تجکو د
مین یہ کہتا ہون کہ اے افسر شاہان
ہو کمان قوس سپہر مہر ہو بجلی تو
خانۂ مور تنک کون و مکان مین ما
شاہ ہو جائے گدا تو ہو اگر سایہ فگ
مور سے تا بہ سلیمان رہین مہمان
جدی و ثور و حمل آجائین پی جاب
دودھ کا دودھ ہو آب آب ہو مکھن مکھ
مائدہ عیسی و موسی کا ہو سلوے او
اسی گل گلیمن ڈنمارک و ہند و برٹ
باغ مین گل ہون ہزار ایک ہی ہر بوئی چمن
صلح کل تو ہے تری عہد مین ہے اوسکا حل
تو ہے نوشاہ بدل ڈال یہ تقویم کہن
تیری سرکار کے اے شاہ رعایا ہی کہن
کر نہ مقبول فقط شاعر لندن کا سخن
دل ما شاد برین چشم دل ما روشن
کچھ بیشتر نہین جو تجکو ہو دین کا قدر عن
انبیا کے لیے ادیان کا بنا رنج و محن
نہ ابھی خیر سے تیرا ہے ابھی تو بچپن
ہو جو مہلت تو پدر گود مین لیتی ہین معا
کہ جدا کرتی نہین گود سے یک چشم زدن
ذکر سے تمکو ابھی چاہیے رہنا ایمن
لائے جنت سے تری واسطے اک نہر لبن

دم مسیحا کرین تا چشم فلک زخم نہ لاسے
دامن حضرت مریم رہے سایہ افگن

خضر کی عمر ملے تجھکو خدا سے آمین
شکر و شیر رہے واسطۂ جان اور تن

خیر سے بیاہ کا دن آئے تو لکھون سہرا
تجھکو نوشاہ کہون تیری عروس کو دولہن

عہد مین آپ کی دادی کے ہوئی ہی بیداد
خسروا یاد رہے آج کا میرا یہ سخن

خیر سے ہو گئے جوان آپ مری داد دلائین
مین نے پکڑا ہے شہا تیرے کرم کا دامن

والدین آپکے ساعی ہون مرا ہو انصاف
تب مین جانون کہ ملا میرے قصیدے کا ثمن

یون مری دادرسانی کے لیے کافی ہین
نائب سلطنت سند جناب لارن

پوچھ وہ حال نہ رعنا یہ جو کچھ گذرا ہے
دل من داند و من دانم و داند دل من

قصیدہ باو صاحب نواب خاص محل صاحبہ عالم تخلص بیگم حضرت شاہ اودہ

سحر بعین شکر خواب مین نے دیکھا خواب
وہ خواب یوسف مصری کی خواب سے نایاب

ہجوم فکر مین دیکھا بعالم رویا
کمال جوش حوادث سے ہون بچشم پُرآب

غریق لجۂ حیرت ہون اور یہ عالم ہے
کسیکو گھیرے دریا مین جسطرح گرداب

بچشم غور جو دیکھا تو ہے یہ رنج و قلق
کہ مستعار حیات جہان ہے عین حیات

ثبات عالم امکان فقط خیالی ہے
طلسم ہستی انسان ہے صاف نقش برآب

ملایا خاک مین دیکھو فلک نے آخر کار
کہان ہین آج سلیمان سکندر و داراب

مآل کار حیات دو روزہ ہے حسرت
برابر شاہ و گدا ہم برابر شیخ اور شاب

کسی نے جان دی حسرت مین ملک و دولت کے
کوئی تڑپ کے ہوا مثل ماہی بے آب

بقائے ہستی عالم کا ہے یہان یہ نشان
کہ جیسے دیکھے کوئی عین تشنگی مین سراب

جو نام پوچھو تو ہے اسقدر زمین پہ نشان
کہ یہ مزار گدا ہے یہ مرقد نواب

اسی ملال مین دیکھا فلک پہ کی جو نظر
کہ گرم سیر ہے طائر عجیب بشکل عقاب

برابر اُسکے کہا مین ہمارے عالم ہون
کہ میرے سامنے عنقا ہے کرگس شب تاب

یہ دن وہ دن ہے کہ یکسو غمِ جہان ہے آج
ہین جمع آج مسرت کے جابجا اسباب

مین محض فیض ہون روح القدس ہے میرا نام
سوائے لطف نہین میرا کام زجر و عتاب

کمال لطف سے رکھکر مرے دہن پہ دہن
کیا زبان کو عنایت مذاق شہد لعاب

کہون عقیق مین یا بزنگ لعل اوسے
وہ سرخ و صاف کہ ہو آب آب رنگ شہاب

مزے مین قند مکرر کہ لطف مین وہ عسل
سرور جس سے کہ ہو مثل نشۂ مے ناب

کہا یہ مین نے کہ اس لطف کا سبب کیا ہے
دیا براہ عنایت یہ اوسنے مجکو جواب

جہان مین ہے زبان زد ترا کلام بلیغ
ملا ازل سے فصیح البیان کا تجکو خطاب

نہ سال حزن نہ شہر الم نہ روزِ قلق
نہ وقت رنج کا ساعت نہ غم کی ہے یہ جناب

زمانہ عیش و طرب کا ہے روز شادی ہے
یہ وقت لطف و مسرت کا ہے پئے احباب

ہجومِ رنج کے ہے بعد بالیقین راحت
پسِ الم ہین خوشی کے جہان مین ہمہ اسباب

طلوع شمس و قمر کا ہے جیسے ظلمت سے
نزولِ بارش باران کا یا سبب ہے سحاب

جناب حق سے ترے حق مین ہے یہی قدغن
یہی ہے تیرے لیے حکم حضرتِ وہاب

خزائن درِ مضمون کو کھول دون تجھپر
کرون مین وا ترے خاطر سخن کے سب ابواب

کہون مین وہ کہ الہام اوسکو یا القا
کہ صاف اوٹھ گیا یک لخت میرے دل سے حجاب

کھلی جو آنکھ تو دیکھا عجیب اک سامان
کہ ایک نور ہے جس طرح چادرِ مہتاب

وہ اہتمام تھا فرش زمین سے تا بفلک
کہ جسکو دیکھ کے ہوتا تھا مجکو استعجاب

شب برات شبِ قدر یا شبِ معراج
تمام تھے متردد ملک شتاب شتاب

پڑی تھی چادر مہتاب کی فلک پہ نقاب
بروے اہل فلک چھپا رہا تھا خوب سحاب

تھی سدِ راہ پئے ساکنانِ عرش برین
ہزار طائر سدرہ کے پر برائے حجاب

جدا تھا عالم علوی سے عالم سفلی
یہ حکم دیدۂ انجم کو تھا بصد آداب

نگاہ بھول کے ڈالے کوئی نہ سوئے زمین
حیا سے آنکھ رکھی اپنی بند مثلِ حباب

ہین ماہتابی پہ مانند ماہ جلوہ فروز
عروس پردہ نشین نوشۂ سپہر جناب

وہ ماہتابی کہ کرسی پہ جسکی ہے بنیاد
وہ ماہتابی کہ جلوے سے ہے غیرتِ مہتاب

بلندی اوسکی ہی اس درجہ آج شہرۂ خلق ‌ ‌ ‌ کہ پہونچے اوڑ کے کبھی فلک کا نہ اوسپہ عقاب
جو سلسبیل جنان اونکا رودخانہ ہے ‌ ‌ ‌ تو رشک چشمۂ کوثر ہے صحن کا تالاب
نجوم چرخ ہین اوس سے سعادت اندوز آج ‌ ‌ ‌ سعید ہو جو زحل آ کے چومے اوسکی رکاب
ہے مشتری کی سعادت بھی کوڑیون کی مول ‌ ‌ ‌ قرین ہوی ہین یہ سعدین یا اولو الالباب
ہے مشتری کو یہ حسرت یا یہ رشک زہرہ کو ‌ ‌ ‌ کنیز ہوتی جو اونکی نہ پھرتی خانہ خراب
عجب نہین ہی جو بیت الشرف ہی آج محل ‌ ‌ ‌ فلک زمین ہی کہ فرش زمین ہوا کمخواب
وہ شامیانہ ہے کہتے ہین جسکو عرش برین ‌ ‌ ‌ فلک ہی خیمۂ اطلس تو کہکشان ہی طناب
بچھا ہی مخمل و قالی کی جا تمامی فرش ‌ ‌ ‌ سمور و قندز و دیبا و قاقم و سنجاب
ہے اونکی جلوی سے یہ دھوم فرش تا بہ عرش ‌ ‌ ‌ اور اونکی فیض سے ہی عالم کا ہے چمن شاداب
یہ کہد و اسے ہے در فیض نقد انجم لے ‌ ‌ ‌ سنا سکے آ کے مغنی چرخ چنگ و رباب
وہ لوح جسکو کہ محفوظ لوگ کہتے ہین ‌ ‌ ‌ ہے اونکی فیض کے دفتر کے ایک فرد حساب
کیا ہی چرخ پہ زہرہ نے کار مشاطہ ‌ ‌ ‌ زمین پہ کرتی ہے بلقیس جمع کل اسباب
ارم مین آج حسینون کی ہی حنا بندی ‌ ‌ ‌ لگائے پھرتا ہی پیر فلک شفق کا خضاب
فروغ حسن خداداد کا یہ عالم ہے ‌ ‌ ‌ کہ لیکے حور سے پریون تلک ہی استعجاب
ہے وہ وجود مقدس بصورت معصوم ‌ ‌ ‌ خطا کا نام نہین ہی جہان سواے صواب
وہ حسن ہین فلک حسن ہی تو مہر مین مہر ‌ ‌ ‌ ہی وہ جو مہر تو ذرہ ہے مہر عالمتاب
زبان پہ حور و پری کی یہ ذکر خیر ہے آج ‌ ‌ ‌ زبان پہ کون سی ہم منہ سی لائین نام جناب
جو ذکر نام مبارک کمال بے ادبی ست ‌ ‌ ‌ ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہے اونکی عفت و عصمت کا اک جہان شاہد ‌ ‌ ‌ تمام ہند ہی و آفت گواہ ہے پنجاب
رداے عصمت والا ہی چادر تطہیر ‌ ‌ ‌ کہون جو دامن مریم نہین کچہ استعجاب
وہ عندلیب خوش الحان ہین باغ عالم مین ‌ ‌ ‌ کہ جنکو بلبل شیراز دے سکے نہ جواب
سخن ہے اونکا فصاحت مین قند گویا وحی ‌ ‌ ‌ سفینۂ دل آگاہ ہے خدا کی کتاب
قیاس اونکا ہی مقیاس کار خانۂ دہر ‌ ‌ ‌ اور اونکے دیدۂ حق بین ہین عین صواب

نگاہ اونکی غضب پر جو چشم بد دوراستے
ہو خصم کوہ تو مانندِ کاہ ہو بیتاب

فلک پہ ثور کا اور حوت کا جگر ہو چاک
زمین مین گاو زمین اور سمک ہو جاوے کباب

نگاہ لطف مین اکسیر کی ہی خاصیت
پڑے تو سیم کی صورت ہو منجمد سیماب

جسو داوسکے اوٹھائین جو ہمسری ہیہات
فلک گلولہ انجم کا بھر کے مارے گراب

نگاہ مہر پھیرے اونکی جسکی جانب سے
نزول قہر خدا سے ہو نازل اوسپہ عذاب

ہو ملک و دولت و اقبال و حکم و جاہ و حشم
مدام تا ابد اونکو نصیب یا وہاب

ہمیشہ باغ جہان مین سے چلے نسیم مراد
ریاض دہر ہے جب تک یا خدا شاداب

مدام دامن مریم ہو دامن عصمت
ہمیشہ چادر تطہیر کی ہو رخ پہ نقاب

ہے اونکی ذرہ نوازی سے اب تو رعنا بھی
بلند مرتبہ مانند مہر عالمتاب

تمہید قصیدہ تاریخ

کوس شادی کی صدا کا یہ اثر دم میں ہوا فور
نفخہ صور کا تھا صاف گمان روز نشور

خفتہ خواب عدم معجز عیسی سمجھے
جنکو تاب او ٹھنے کی نہ تھی سمجھے وہ اوسکو نفخہ صور

نازنین چونک پڑی بھول گئے ناز و ادا
ہو گئے نشہ ہرن ہوش مین آئے مخمور

بخت خوابیدہ جو جاگے تو تعجب کیا ہے
کور باطن بھی تو بینا ہوئے چشم بد دور

بالش نرم سے مین نے جو اوٹھایا سر کو
کھل گئی آنکھ تو شکر خواب بھی آنکھ سے دور

دیکھتا کیا ہون سلیمان کی ہے آمد آمد
لشکر مور کے مانند ہے لشکر کا وفور

دیکھکر جاہ و حشم تھا نہ فقط مین ششدر
رعب مین آگئے جمشید و سکندر فغفور

سارے تو رتبہ کی ترک کا جو کرون کچھ مین بیان
گور مین کانپ اوٹھی تاب نہ لائی تیمور

ظلمت شب کو کیا نور و ضیا نے زائل
صبح دم سب جیسے منور ہو کوئی مطلع نور

ایضاً تا اختتام

سحر جب طبع کے گلشن سے آئی باد صبا
شگفتہ فکر کا غنچہ ہوا یہ گل پھولا

دماغ ہے گلِ مضمون کے عطر سے معمور
چلی وہ روضۂ رضوان کی عطر بیز ہوا

ہے صحنِ صفحہ پہ اب گرمِ رقص کبکِ قلم
صریر ہے کہ کسی عندلیب کی ہے صدا

ہے آج مزرعِ طبعِ روان مین ایسا نمو
کہ ہو بہار مین سرسبز جس طرح صحرا

ہوا ہے رشک سے لوح و قلم پہ عرصہ تنگ
ہے عندلیبِ قلم اس ادا سے نغمہ سرا

زمین قصیدے کی رکھتی ہے آسمان پہ فوق
گلِ سخن مین ہے انجم سے بڑھ کے نور و ضیا

کرون رقم جو مین احوالِ نرگسِ بیمار
خطِ غبار ہو نرگس کے حق مین خاکِ شفا

ہر ایک سطر مسلسل ہے صورتِ سنبل
ہر ایک بیت ہے مانند سدرہ و طوبیٰ

ہے سلسبیل وہ بین السطور صفحۂ سپید
کہ جسکو خضر بھی کہتے ہین نہرِ آبِ بقا

کہون مین حاشیۂ صفحۂ قصیدہ کو
سوادِ باغِ ارم تو نہین ہے نازیبا

اگر ہے مثلِ گلِ اشرفی گلِ مضمون
تو موتیا ہے ہر اک گوہرِ سخن میرا

یہ سال سالِ مسرت ہے ماہ ماہِ مراد
یہ دن ہے عید کا دن وقت خرمی ہے دلا

یہ روز روز ہے نوروز کا جو عالم مین
سرور و عیش کا گھر گھر اسی سے ہے چرچا

لکھون قصیدے کا مین ایسا مطلعِ روشن
کہ جس سے مطلعِ خورشید کی ہو ماند ضیا

مقابل اوسکے چراغِ سحر ہو طور کی شمع
فق اوسکے سامنے موسیٰ کا ہو یدِ بیضا

جہان مین آج جو سرکار سے ہے سہرا آرا
یہ جشن اور یہ نوروز واہ صلِّ علیٰ

نثارِ فرقِ مبارک ہوے نجومِ فلک
فدا ہے پاے مبارک گہر ہین سرتاپا

یہ دھوم دھام ہے شادی کی عرش سے تا فرش
کہ تہنیت کا ہے کروبیون تلک غوغا

کہا یہ دل نے دکھاؤن تجھے قرانِ دو سعد
فلک پہ چلکے بصد صدق دیکھ لے رعنا

قرانِ وہ جس سے سعادت قرین ہو تا بہ ابد
وہ اجتماع کہ ہون جمع مشتری زہرا

ایضاً ناتمام

بہارِ تازہ ہے عالم مین نور کا ہے ظہور
چمن چمن ہے جہان مین جہانیون کو سرور

یہ روز آج جو نوروز کا ہے عالم مین
ہوے ہین لذتِ شادی سے کامِ جان معمور

بڑھا ہے نشۂ جام بہار اس درجہ
کہ سارے حور و ملک جن و انس تک ہین چور

بہار باغ جہان کو ہے تحفۂ جنت سے
فضائے گلشن گیتی مین ہے ہوائے سرور

ہوئی بہار یہ باغ جہان مین رحمت عام
کہ تا بہ خار و خسک سبز ہے برب غفور

جہان کی باغ مین نوروز کا یہ شہرہ ہے
بلند عالم علوی تلک ہے اوسکا شور

دعا یہ داعی صادق کی ہے بصدق و صفا
کہ رکھی آپ کو خالق مراد سے بھرپور

تری طرف سی کدورت جو دل مین رکھے کہین
مثال شیشۂ ساعت ہون گر کی چکناچور

ایضاً

بس نکہ جرات آ کافر پہ مکر و دغل
بازآ ظلم سے غارتگر ادیان و ملل

جان و مال و دل و دین کرتی ہین عشاق فدا
حیف ہے جائے وفا اونسی دغا اور دغل

کیا ہوا شکل فرشتے کی بظاہر ہے یہ
باطناً کوٹ کے رگ رگ مین بھرا ہے چھل بل

دلربائی سے زمانہ مین کمال دلدار
سخت معیوب ہے محبوب ہین پر مکر و خیل

تقریب جشن شادی ولیعہد بہادر مارواڑ

کیسا شادی کا مبارک ہے ترے سر سہرا
راج کا ہے یہ ولیعہد کے سر پر سہرا

تیری شادی سی ہین خوش سب و مہاراج کنور
تیری سہرے سی زمانہ مین ہے گھر گھر سہرا

گل کترتے ہین مضامین کی سہرے کی لیے
رشتۂ فکر مین گوندھین گی سخنور سہرا

موتیا مین ہے کہین آب سوا موتی سے
اشرفی کی ہے کہین پھول سے پرزر سہرا

صرف تار نظم عاشق صادق جو کرون
دل سی دین داد مجھے دیکھکر دلبر سہرا

کہکشان سے نہ مجھے عقد ثریا سی غرض
ایسے سہرون سی مین گوندھون ترا خوشتر سہرا

پیر کنعان کا اگر رشتۂ الفت پاؤن
گوندھون پھر سوزن عیسی سی مقرر سہرا

حسن یوسف کی چمن مین ہو زلیخا گل چین
کبھی ایسا نہو یہ اوسکو میسر سہرا

گل جنت کہون غلمانون سی لائین فی الفور
عرق حور مین کر لائین معطر سہرا

نہین مردمک چشم عنادل سے گہر
رگ گل تار ہے کیا خوب ہے بہتر سہرا

رشتۂ کاہکشان مین ہین پروئی انجم
پیر گردون نے یہ گوندھا ہے منور سہرا

دی روشن ہے جو خورشید تو سہرے کی شعاع
باندھ کر آیا ہے گویا شہ خاور سہرا

رش پر قدسیون نے گوندہ کے تیار کیا
عقد پروین نہین قدرت کا ہے مظہر سہرا

عل و یعقوت ہین الماس و عقیق و گوہر
کیا انہوں ہے شاہانہ ترا ہے زر سہرا

ور و غلمان ملک جن و بشر ہین حاضر
نگھے کرتا ہے عالم کو مسخر سہرا

ہفت اقلیم کا رکھتا ہے تماشا یہ طلسم
شکل آئینہ سے دیکھ سکندر سہرا

ج شادی سے سماتا نہین پھولا عالم
دیکھ پایا ہے جو پھولون کا سراسر سہرا

ہل محفل کے دماغ آج بسے خوشبو سے
عطر سے مشک سے گل سے ہے معطر سہرا

لتے ہین بید کے واقف تجھے دھر یا او تار
تار زنار مین اب گوندھین گے مقرر سہرا

ندردان پھولین گے پھولون کی طرح محفل مین
داد دینگے مجھے سن سن کے سخنور سہرا

سر پہ نوشہ کے مبارک ہو یہ سہرا آمین
گائے قوال افلاک یہ گھر گھر سہرا

ل سے دیتا ہے نظام انکو سہرے کی دعا
تیرے سر پر تاج کا تا ساعت محشر سہرا

سہرا در شان سید صاحب

نکو نوشاہ مبارک ہو یہ زرین سہرا
لعل و یاقوت سے ہے صاحب تزئین سہرا

انجمن حلقۂ انجم ہے مکان چرخ برین
چاند سا آپ کا چہرا ہے تو پروین سہرا

کہت گل سے بسی محفل جشن شادی
گوندھ کر لایا ہے گلزار سے گلچین سہرا

سہرے کی شان بھلا کس سے بیان ہوتی ہے
سورۂ فاتحہ چہرہ ہے تو آمین سہرا

مصحف پاک پہ تفسیر ہو جس صورت سے
چہرہ سہرے کی جلا چہرہ کی تزئین سہرا

صبح تک شام سے اوٹھے نہ حیا کا پردہ
کان مین کرتا ہے نوشاہ کے تلقین سہرا

آپ سرتاج ہین امت کی تعجب کیا ہے
کنگنا جبرئیل امین باندھین بلا حلیہ سہرا

گل وہ کترے ہین مضامین کے عجب کیا رعنا
ہمہ تن شکل زبان ہو کے تحسین سہرا

تہنیت جشن بسم اللہ شاہزادی

۵۹

کہو زہرہ سے گائے آج بسم اللہ کا سہرا
سر محفل سنائے آج بسم اللہ کا سہرا

دولہن ہے شاہزادی کہدی جا کر حور سے کوئی
ارم سے گوندہ لائے آج بسم اللہ کا سہرا

دولہن کا عطر اگر پیراہن بلقیس سے پائے
پری لاکر بسائے آج بسم اللہ کا سہرا

اتھین ہے موتیوں کے بوجھ سے اسدرجہ بھاری ہے
کہ سر سے پاتک آئے آج بسم اللہ کا سہرا

بندھیگا پاک دامن کے یہ سر پر آب گوہر سے
کہو جا کر نہائے آج بسم اللہ کا سہرا

عروج سربلندی کہکشان عقد پروین سے
بھلا کیونکر بنائے آج بسم اللہ کا سہرا

بندھا ہے سر پہ پاک گلبن گلزار زہرا کے
کہان پھولا سمائے آج بسم اللہ کا سہرا

لکھوں کل نے بہا پھر دوسرا سہرا عروسی کا
اگر یہ تمکو بھائے آج بسم اللہ کا سہرا

مبارک باد سے بھی ہو زیادہ شور تحسین کا
وہ رعنا لکھہ سکے لائے آج بسم اللہ کا سہرا

تہنیت تیوہار راکھی سر دربار مارواڑ

ہو مہاراج بہادر کو مبارک کنگن
آئے ہر سال مع الخیر یہ رکھشا بندھن

زیب راکھی کو ہوئی ہاتھ سے ماشاء اللہ
ہاتھ کا دست نگیر اوسنے بڑھایا جوبن

ہاتھ اور راکھی کا کیا خوب ملا ہے جوڑا
دولہ گر دست حنائی ہے تو راکھی ہے دلہن

عقد سے اوسکے کہلین اہل جہان کے عقدے
ید بیضا بھی نہوگا کبھی ایسا روشن

ہاتھ ہے پنجۂ خورشید تو راکھی ہے شعاع
عقد پروین ہے جو کہیے تو بجا ہے یہ سخن

کچہ عجب تاب ہے راکھی کی زر و گوہر سے
ماہ کی قوردبائی ہے تو سورج کی کرن

اوسکی نگینی پہ نیرنگ جہان کا ہے گمان
اوڑ گیا دیکھتے ہی طائر رنگ گلشن

تہنیت کا جو گیا چرخ بریں پہ شہرہ
ہو گیا خم پے تسلیم سر چرخ کہن

ہے یہ دربار کہ اندر کا اکھاڑا یارب
جس طرف دیکھیے پریوں کا عیان ہے جوبن

ایک طرف گاتی ہے رکھی کا بدھاوا زہرہ
خلد سے ناچنے کو آئی ہین حورین بن ٹھن

سحر گانے نے کیا ناچ نے از خود رفتہ
دل اوڑائے لیے جاتی ہے ہوا انکی دامن

پیر گردون نے عجب لَے کا سماں باندھا ہے
مہ و خورشید کی طبلون پہ اوڑاتا ہے پرن

دیجیے دل سے مہاراج بہادر کو دعا
مدح کے بعد مری طبع کو یہ ہے قدغن

خیر سے آئے یہ دن آپکو ہر سال آمین
جب تلک ہند مین جاری ہے رکھی کا چلن

مبارکباد بشرح سلطانیہ

ہوا پر نور سا طالع جہان بیگم کا کاشانہ
کیا شاہ جہان بیگم نے کیا جشن شاہانہ

سکندر بیگم علیا نے کی وہ آئینہ بندی کا
پھرا ہوا آئنخانہ سے سکندر مثل دیوانہ

نظر خیرہ ہوئی تھی شیشہ آلات اسقدر روشن
پری شیشی مین اوتری ہو گئی محفل پریخانہ

کیا دربار مین زہرہ نے آکر جس گھڑی مجرا
ہوئے بیخود مسیحا دیکھکر ناز عروسانہ

ہزارون بزم مین جمشید سے ناخواندہ مہمان تھے
نکل خم خانہ سے دخت رز آئی بے حجابانہ

عیان ہے دور دورا اونکا دور ساغر مے سے
سکندر کا بنا آئینہ دیکھو جسم کا پیمانہ

یہان تھی عام دعوت خوان یغما خوان نعمت تھے
وہ جنت تھی کہ آدم نے جہان پایا نہین دانہ

ہزارون طائفے تھے بزم کا یہ قرینہ تھا
زنانہ مین زنانہ اور مردانہ مین مردانہ

زلیخا مریم و بلقیس حور و لیلی و شیرین
یہ سب مہمان بزم جشن تھین ہم صاحب خانہ

دل ابنائے جہان کی مطمئن ہین اب حوادث سے
تمہارے عدل کا مشہور ہے عالم مین فسانہ

تمہارے عہد مین ہے خاطرون کو اب یہ جمعیت
خیال زلف مین خواب پریشان اب ہے افسانہ

نہین پڑتی نگاہ گرم عاشق شعلہ رویون پر
مژہ چلمن بنی ہے اونکی حق مین مثل خس خانہ

تمہارے عہد مین اب بیکسی یہ ہو گئی عنقا
یتیم آتا نہین درج صدف سے کوئی دُر دانہ

تم ایسی پاک دامن ہو تمہارے عہد عفت مین
نہ آیا شمع کے دامن تلک بھی اوڑکے پروانہ

پڑین آنکھون مین جلتی ہو سلائی آنکھ کا ڈورا
عنادل کی جو پڑ جائے نظر نرگس پہ مستانہ

نہین تارے فلک پر نقد انجم لیکے آیا ہے
ہوا ہے آپکی سرکار سے گردون یہ جرمانہ

امیر ابن امیر اور خیر سے یہ ہی بسم اللہ
غریبوں نے بھی پایا فیض سے خلعت امیرانہ

ترے جود و سخا کا عام گھر گھر ہو اشہرہ
در دولت پہ حاتم سائل آیا ہے فقیرانہ

تمہارا ہر گدا حاتم ہے بخشش اسکو کہتے ہین
سخاوت آپ کی مشہور عالم ہے کریمانہ

کرین بندہ نوازی بندہ پرور کو یہ شایان ہے
زمانے مین یہی باقی رہا کرتا ہے افسانہ

رہے ناہید سلطان جہان بیگم کی مشاطہ
قمر کا آئینہ ہو پنجہ خورشید کا شانہ

یقیناً دستگیری اونکی ہوگی قوت بازو
کئی دن سے جب ہی اکثر پھڑکتا ہے مرا شانہ

صلہ مین تہنیت کے اندنون دربار سے دیکھون
مجھے فرمان آتا ہے کوئی شقہ کہ پروانہ

قلم بر داشتہ لکھی مبارکباد رعنا نے
کیا ہے کام مردان علیخان نے یہ مردانہ

مثنوی آمدان در لطف باران

شور باران کا ہے ہر صبح و مسا
رحمت حق کی چلی ایسی ہوا

جس طرف دیکھو برستا ہے مینہ
جھڑ لگی ہے نہین رکتا جھالا

لطف برسات کا بڑھ جاتا ہے
جھوم کر آتی ہے جسوقت گھٹا

دل گھرے رہتی ہین جو بادل سے
کھل گیا صاف محال اب ہے خلا

شامیانہ ہوا ابر رحمت
ہو گیا ابر کرم ظل خدا

ابر مین گرمی کا سطلع ہے صاف
واہ رے فرط کرم صل علی

عیش سے کٹتی ہے ٹھنڈک مین عمر
دھوپ کا فور ہے تابش عنقا

پر سمیٹے ہوئے بیٹھی ہے پری
دیکھنے کو بھی نہین ہے سایا

لوگ سب پر کی اڑا دیتے ہین
پر مجھے اسکی نہین ہے پروا

خوف مرنے کا نہین ہے دیکھو
بند ہے چار طرف راہ قضا

سطوت خوف نکیرین نہین
کب ہے عاصی کو غم روز جزا

آب و ستقدر کی ہلاکت کو نہین تاب
جو لکھا اوسکو مینہ نے دھویا

کام ستار سنا کرنے سے تجھے　آج کل ابر مین آنکھون دیکھا
دھو دیا حرمت بادہ کو صاف　آج عالم مین ہے دور صہبا
بل بے فرط کرم ابر کرم　دود بنتا ہے دھوان دھار گھٹا
اور یہ بادل کے گرجنے کا شور　جس سے ہے پیر فلک کو غشا
شش جہت کی نہیں چھتیں چھوٹے　کرہین کروبی بھی سنکر غوغا
ٹوٹ جائے نہ طلسم افلاک　ہے یہی اہل سما کو دھڑکا
ہے گرج شورش نوبت خانہ　کون سن سکتا ہے طوطی کی صدا
اپنے مرکز سے نہ ٹل جائے کہین　چرخ نیلی کا ہر اک سیارا
جا چھپین چھوڑ کے عرش اعظم　لا مکان مین نہ کہین اہل سما
شورش رعد سے جی چھوٹا ہے　اور یہ بجلی کی چمک ہے طرا
ہے یہ خیرہ نظر چشم خیال　خواب مین آنکھ کا تل ہو پارا
ڈر کے محبوب جمٹ جاتے ہین　وصل کا رہتا ہے ہر بار مزا
مینہ برستا ہے بجلی چمکے　ہے یہ عشاق کی دن رات دعا
دن کو تارے نظر آجاتے ہین　ہے شب تار کا دن پر دھوکا
پر فرشتون کے جلے جاتے ہین　اور ہے کافور پری کا سایا
نفخۂ صور سمجھ بجلی کو　رعد کے شور سے ہے حشر بپا
جنبش ابروے شعلہ رو سے　کام اس برق نے ہے بڑھ کے کیا
خرمن ہستی قحط باران　جل گیا جلکے ہوا جل سارا
اہل عالم کو ہے گلزار خلیل　آتش برق زہے صل علی
نار ناری ہے حقیقت مین جبھی　نور سے برق کی ہے دل ٹھنڈا
گرم جوشی مین ہے معشوقون کے　اب اخگر مرہم کافوری کا
جیسے نور نظر عاشق ہے　آتش مشتعل رنگ حنا
یا مزا دیتی ہے جس صورت سے　شعر مین گرمی طبع شعرا

ایسی ہے برق کی گرما گرمی
طور کی شمع اگر تجلی ہے
کانگڑہ کا ہے گمان بادل پر
شامیانہ ہے اگر ابر کرم
رعد کا شور ہے طبلہ کی پرن
رقص سے کم نہین بجلی کی ترنگ
بیقراری سے ہے برنگ سیماب
دامن برق کی ہے توسن خنک
برق کی ابر مین اس شکل نمود
جیسے خیمہ سے اوٹھا کر چلمین
چاند بدلی سے نکل آتا ہے
نظر آجاتا ہے کالے کا من
نظر مردمک چشم پری
شب یلدا مین براق معراج
ریل کے دودے اوٹھتا ہے شرر
برق کے جلوون کو زنہار نہ پوچھ
صاف شیشہ مین اوتاری ہے پری
ہے دماغ اوسکا جبھی گردون پر
عرش والون کی ٹپکتی ہے رال
بزم عالم مین ہے گر ابر عروس
گھیر لاتی ہے اوسے ہر سو سے
صاف اوڑ اسکے لیے پھرتی ہے وہ
ہو ہوا خواہ جو ہے ئے دم مین

ابر مین صاف ہے اعجاز نما
ابر ہے صورت طور سینا
برق جوالا مکھی کہیے تو بجا
صاف اندر کا اکھاڑا ہے خلا
مینہ سے زنگولہ کی آتی ہے صدا
ذرا سنی کہیے کہ اوسکو نیرا
ہے چمک رقص کا جیسے توڑا
پیشرو از ابر شفق سے ہے ٹکا
جیسے محمل مین شقادہ میلا
جلوہ دیتے ہین پر بیرو اوڈھلا
جیسے رخ زلف سے ہو جلوہ نما
دانت یا اوسکے لبون سے پیدا
یا خیالات دل اہل صفا
نائل عرش سے ہے یا جھلملا
یا شب تار مین جگنو پیدا
گہہ فلک پر ہین کبھی تحت ثری
حور ہے خلد مین یا جلوہ نما
اور مزاج اوسکا ہے بالاے ہوا
کون کہتا ہے اوسے مینہ کا جھالا
چشم بد دور ہے مشاطہ ہوا
یہ جو شانہ ہے تو وہ زلف رسا
خوب باندھی ہے ہوائی بھی ہوا
جھوم جھوم آتا ہے بادل کیا کیا

کسی عاشق کا کہون کیا دمِ سرد
خفتۂ کنجِ عدم چونک پڑے
کیا بیان کیجیے برسات کا لطف
باد و باران جو موافق ہین آج
ابخرے ہو گئے سب نقش بر آب
کیا ہو باران کا بیان شانِ نزول
فیضِ باران سے ہین اشجار نہال
مہربان ہون تو برس جاتی ہین
رشتۂ سوزن عیسے سے نہین
رشتۂ الفتِ عاشق کیسے
فرطِ بارش سے ہے پانی پانی
صورتِ گریۂ عشاق کہین
چشمۂ آبِ روان صورتِ چشم
بخت بیدار ہوے دہقان کی
مردہ دل فصلِ خزان کے مارے
قطرۂ بارشِ باران سے بچے
عالمِ آبِ روان ہے یہ صاف
دیکھ دریا دلی باران کو
تار باران کا جو دیکھے بزاز
آگ پانی نے جو ٹھنڈی کردی
آگئی جان زمین مین مینہ سے
ہے طبیعت مین یہ موسم کی نمو
صورتِ چشمۂ حیوان ہے دوات

دمِ عیسے سے نہین کم جھونکا
سن سے آیا جو کہین سناٹا
دل اوڑا سے لیے جاتی ہے ہوا
کیسی دلچسپ ہے یہ آب و ہوا
بوٹون کو باران نے بنایا ہے صبا
شان باری کی ہین بادل آیا
واہ رے لطفِ عمیمِ مولا
دشت مین ہوتے ہین جاری دریا
تار باران مین کم اعجاز ذرا
خواہ تارِ نظرِ چشم حیا
بہ گئے کوہ سے ہر سو دریا
خضر کا دل تو نہین پھوٹ بہا
قطرہ قطرہ ہوا دریا دریا
کیا بہا جاتا ہے ہر سو سوتا
زندہ درگور تھے اب تک گویا
خضر نے آبِ حیات اونکو دیا
صورتِ طبعِ روانِ رعنا
شعر کی بحر کا ہے اب دھوکا
صاف ہو آبِ روان کا دھوکا
آج زر دشتی ہین سب ہم ترسا
ہے یہ گل مین اثرِ خاکِ شفا
دوب ڈالو تو شجر ہو پیدا
شاخسانہ قلم نے سے اوگا

ہوگیا ہے فلک نیلوفری
ہو سر ریشہ دوانی تو خیال
گائے دیپک تو بنے گوند ملار
طرفہ آزادی نے دکھلائے رنگ
اشرفی کے نہ کہین گل پھولین
شجر و گل ہوے سب نقش و نگار
قیس کی قبر سے بید مجنون
خون فرہاد سے برگ شادشش
طائر رنگ چمن اوڑ نہ سکے
سبز ہے سبزۂ بیگانہ بھی
پھول بھی پھولے سماتے نہین آج
گل ہر اک جا پہ بنا پھولا ہے
جل ترنگ آب روان کا ہے شور
جھانجھ سے کم نہین گل کی اوراق
نوبت نغمۂ بلبل ہے آج
بلبلین مست ہین صیاد خموش
کہین غنچون کی صبا سے صحبت
گل کہین جامہ سے اپنے باہر
کیسی بیٹھی ہے دبوچے گل کو
گل عنادل کے گلے کے ہین ہار
ہوگئی زندہ گلستان کی زمین
کیسی اترائی ہوئی پھرتی ہے
سرو سے جاکے لپٹ جاتی ہے

سدرہ حد سے بڑھے کیا سدرا
سبز باغ اوسکو دکھائے کیا کیا
شمع ہو برق بنے دود گھٹا
بیضہ پھولا ہوا ہے سرو پھیلا
زر قارون سے بھی صحرا صحرا
فرش قالی سے بنا گل پھولا
خاک لیلی سے بنفشہ نکلا
قبر شیرین سے ہے جل نیم اوگا
تار بارش کا بندھا ہے ایسا
عام ہے گلشن ہستی کی فضا
غنچے خوبون کے دہن ہین گویا
ہے عجب رنگ کی باغون مین فضا
خار ہین چوب تو گل نقارا
غنچۂ گل ہے مثال شہنا
کوس شادی کی چمن مین ہے صدا
ہمصفیرون کی یہ دلکش ہے صدا
شاخ ہے دست و گریبان صبا
چاک ہر اک کا ہے دامان قبا
کچہ بھی بلبل کو نہین پاس حیا
باغ عالم مین بنا گل پھولا
باغبان سبزۂ باران دیکھا
باغ مین ناز سے بن بن کے صبا
نکہت گل کہین لاتی ہے اوڑا

کھولے بیٹھی ہین غنا دل منقار
لا دیا ہے سے کہین دم بھر مین
نخل بھی جھومتے ہین مستانہ
نکہت گل نے بسائے یہ دماغ
صحن گلشن مین ہے کیسی دلکش
کوک کوئل کی پپیہے کی ہوک
رقص طاؤس نچاتا ہے ناچ
ہے نضارت سے ہر اک مدِ نظر
فرش قالی ہوا گلکاری سے
چمن دیر کی ہے سب سبزی
واہ کس دھوم سے آئی ہے بہار
کشتِ امید ہے دہقان کی سبز
عاشقون کو ہے وصال معشوق
دور عالم مین ہے دختِ رز کا
ہے یہ دریا دلی پیر مغان
دیکھکر رندون کی بدمستی کو
خوب کوثر پہ چلے جام طہور
ہر جبرئیل نے موجہ سے
سبب عمر درازی جہان
جتنی میکال نے پی دل بھر کر
پا کے تب حورون نے خالی میدان
فارغ البال مخلے بالطبع
واہ رے رحمت عام باری

کان مین گل کے یہ جا کر پھونکا
بید مجنون کو پیام لیلی
شاخ ہے پھل کے لیے اک جھولا
حقۂ عطر ہے باغ دنیا
جا بجا مرغ غزلخوان کی صدا
قمریون کا وہ لب جو نالا
بہر تفریح جو جاؤ صحرا
بحر اخضر ہے کہ دشت خضرا
نقش ارژنگ ہے اک اک تختا
زور جوبن پہ جبھی ہے سبزہ
عام ہے عیش جہان مین ہر جا
فارغ البال ہین عاقل ہر جا
گرم رہتی ہے بغل صبح و مسا
جیسے چکر مین ہے چرخ مینا
مے کے ساقی نے بہائے دریا
یہ دل حور و ملک للچایا
جا سے تسبیح مچا یا غوغا
جام سے صور سرافیل بنا
ملک الموت کا نشہ ٹھہرا
خوب دل کھول کے اوتنا برسا
دیکھ کر کروبیون کو متوالا
آ کے یکجا ہوئین زیر طوبےٰ
کس زبان سے مین کرون شکر ادا

حوریان ساغر مستانہ زدند
با من خاک نشین رعنا

مثنوی سرد مہر

گرم سردی کا خوب ہے بازار — سجائی ہے نوریوں کو بھی اب نار
گرم ہر ایک گھر میں ہے مجمر — تاپنے کا ہے شغل لیل و نہار
مرد مومن بنے ہیں زردشتی — حیف آتش پرست ہیں دیندار
اہل کشمیر ہو گئے زنگی — کینگڑی اونکے ہے گلے کا ہار
جلد جاڑے کا تاپ کر کاٹا — وقنا ربنا عذاب النار
نوری ناری بنے ہیں دنیا میں — کیا عجب بخشدے جو اب غفار
آنچ ہے آتش سقر کی حرام — گذرا سرما عذاب سے اس بار
ایسی سردی کبھی نہ دیکھی تھی — نہ سنی کان سے کبھی زنہار
ہو گئی ہے دوات یخ بستہ — دم تحریر خامہ ہے بیکار
بید کی طرح کانپتا ہے قلم — ایک لکھوں تو ہوں حروف ہزار
ہاتھ میں بھی ہے اسقدر رعشہ — تھامنا تک قلم کا ہے دشوار
سرد مہری سے فصل سرما کی — گرمی طبع ہو گئی فی النار
نفس سرد بھرتے ہیں شاعر — اب ہے کافور گرمی اشعار
کرۂ زمہریر ہے عالم — اب کے جاڑے کی ایسی آئی بہار
نیلا سردی سے ہو کے چرخ برین — چرخ نیلی مثل ہے آخر کار
برف کے ٹکڑے ہیں نہیں انجم — چشمۂ مہر جمگیا اس بار
باغ جنت میں آگئی ہے خزاں — لیک دوزخ میں آج کل ہے بہار
صاف یخ بستہ نہر کوثر ہے — پل بنی جمکے سلسبیل کی دھار
[illegible] گر گرا [illegible] — خالدا فیہا [illegible]

خرمن عیش لٹ گیا ہیہات
ہے یہ بہشتے نمونہ از خروار

ہوں بہشتی اگر بہشت نصیب
کیا عجب ہے جو ہیں یہی آثار

آئیں دوزخ میں تاپنے حوریں
ہوگئے دل اسیر و خلد سے اس بار

ہے جو شانِ جلال زوروں پر
انقلاب اب یہ ہے بروئے کار

ناز ہے ناریوں کو نوری پر
واہ رے جوشِ رحمتِ غفار

رحمتِ عام ہوگیا دوزخ
ناری ناجی ہوئے جو تھے فی النار

دوزخی لطف حق سے بھول گئے
وقنا ربنا عذاب النار

جوش پر آگئی جو رحمتِ حق
ہے جہنم خلیل کا گلزار

جو ہوئے ہیں وہ جیتے جیتوں سے
زندہ درگور ہم ہیں یا غفار

گر پئیں چاے گرم یا قہوہ
صاف تبرید کا کرے وہ کار

کرۂ زمہریر ہے حمام
صورتِ نور ہوگئی ہے نار

قطرہ گرتے ہیں مثل شبنم سرد
میں موجِ صبا میں اس میں بخار

دود لوبان سے ہے جو چھینک چھینک
آج بارد ہوا ہے نزلہ سحار

جل جلاتا ہے پانی پانی ہر دل
غسل میت ہے غسل آخر کار

باہر آنے لگی جو سن سے ہوا
ہوگیا تیر سا جگر کے پار

پہنو ہرچند قاقم و سنجاب
مارے جاڑے کے ایک ہی بیکار

دن گذاریں اگر عذابوں سے
رات کا کٹنا سخت ہے دشوار

دھوپ کافور دن کو ہے دیکھو
شمع مہتاب شب کو ہے فی النار

سنگ مرمر ہے چاندنی کا فرش
پھول قالی کے بن گئے ہیں خار

شمع ٹھنڈک سے ٹھنڈھی ہوتی ہے
شام سے صبح تک یہی ہے تار

جاڑا سیماب کو ہوا اکسیر
پارہ مقیاس میں ہے قائم نار

نہیں ملتا مزاج جاڑے کا
بارد اب ہوگئے مزاج حار

اولے مینہ کی جگہ برستے ہیں
ابر نیساں ہو جیسے گوہر بار

بجلی کانون کی ہو گئی بجلی
نفس سرد اب ہے نفخۂ صور
امرا کا ہے پشم پر جاڑا
آہ سرد آہ منہ سے آتی ہے
سینہ مین ہو گئی روئی عنقا
لکھنؤ چھوڑ جائین جان بچے
گھوڑا گاڑی مین کانپور کیا جائین
تر کی گھوڑون کی بھی تمام ہوئی
خیر مر کر جو ریل تک پہونچین
آگ گاڑی کا اب یہ عالم ہے
برد سے یہ دھوین اوڑا ئے ہین
آگ کی بجھ گئی طبیعت گرم
ہے غلط سنگ مین نہان آتش
لالٹ جو الا مکھی کا ہے دم سرد
طور کی لن ترانیان دیکھین
برق کی ہے جو سرد بازاری
دھو کنی بھو سکتے ہین آہنگر
آگ کا اسقدر ہے اب توڑا
جاڑے جاتے ہین جانور رنجک
چلّہ اب ہے کمان کا چلّہ
جب سمندر کو آگ مین ڈھونڈا
شب برات آئی اب کے سرما مین
جھاڑ اتشہر تو اوس سے پھول گرے

دامنی مین دمک نہین زنہار
جاڑا محشر سے کم نہین زنہار
غربا کو نہین میسر تار
پیٹ دوزخ نہین ہے اب نہار
ہے یہ پنبہ کی گرمیٔ بازار
دیوین سرما کو آگرہ مین گذار
یہ سفر بھی سقر ہے اور دشوار
اونکو جاڑے سے ہو گئی ہے کنار
اور قسمت سے اوسمین ہون اسوار
نہین چلتی ہے ایک دم زنہار
یک قلم شور و شر ہوا فی النار
چوب ہے سنگ سنگ ہے مردار
توڑ کر دیکھو تو ہوا قرار
نور ہے صاف تھی جو پہلے نار
کہدو موسیٰ سے آپ ہون ہشیار
تار برقی کہین نہو بیکار +
آگ کی جا ہے بھٹیون مین غبار
نال بندوق کی ہوئی ہے نار
جنکا جا جا کے کھیلتے تھے شکار
نکلے گوشہ سے کیونکہ اب سوفار
دیکھا عنقا اوسے وہ یا فی النار
قحط آتش سے سب عبث ہین انار
طور پر کو بلے مل گئے دو چار

یا نارِ خلیل کو بھی سرد
یہ دہان سے جواب صاف ملا
مے ہے شیشہ مین بند مثل پری
ہو گئے لشہ اب ہرن اونکے
اسم اعظم ہوے معاذ اللہ
ہے تو کوئی نہین تپاتا ہے
نقد جان خواہ نقد ایمان دو
مثل قارون دبا کے رکھی ہے
لاکھہ رگڑو دیا سلائی کو
آب حیوان سے لکھین استعفا
گر رہی یو نہین آگ ناپیدا
تو مقرر ہین اب کے سچلے مین
دیکھون سردی کو اب کی سرما مین
گرمیان ساری شعلہ رویون کی
آتشک کا مرض ہوا کافور
آتشین رخ کا اب ہوا یہ رنگ
رکھتے ہین پردۂ قبا مین ہاتہ
مارے جاڑے کے جبکہ یہ گت ہو
قافیہ تنگ ہے گو ٹیون کا
دم پہ ریکا ہوا ہے اوڑنے سے
ساتہ سایہ ہے اونکا دھوپ کی جا
مردم چشم کو ہے قید فرنگ
صفِ مژگان نہین ہے چلمن ہے

جاکے مالک سے پھر کیا اصرار
آگ ہے یک انار و صد بیمار
پنبہ قاضی کی بنگئی دستار
جو شب و روز رہتے تھے سرشار
بلکہ عنقا ہوئی جہان مین نار
اور مانگو تو آگ دین نہ اودھار
بخشدو لاکھہ اونکو یا دینار
کم نہین زر سے آگ یا ستار
بو ہے کافور کی سی اوسکے شرار
خضر حسن لین جو آگ ہے درکار
اور سردی کا گرم یون بازار
پڑہ کے اسم جلالی ستار
گرم تا کے بماند این بازار
ہوگئین سرد کیسی یا غفار
اور سوزاک بھی ہوا فی النار
لالہ مرجھائے جیسے بعد بہار
مثل مو سے بغل مین لیل و نہار
کیسے کیونکر بجائین بین ستار
گٹکری ہے صدا کی اب تکرار
ابتو ناری تلک ہوے بیزار
زندگی کیون نہو او نہین دشوار
باہر آتی نہین نظر زنہار
نہین ہوتی ہے اب نظر بھی دوچار

آنکھیں پتھرائیں سرد مہری نکی — دور آنکھوں کا ہے نظر کا تار
ہے ادا بگڑی رنگ روفق ہے — اور پریشان ہیں گیسوِ خمدار
مارے جاڑے کے اکڑی بیٹھی ہیں — نہ مسی ہے نہ سرمہ ہے نہ سنگار
باغ میں ہو گئی صبا آندھی — مرغ ترکِ چمن پہ ہیں طیار
گوشِ گل کر ہیں غنچے ہیں خاموش — بند اب بلبلوں کی ہے منقار
کیا اوداسی چمن میں چھائی ہے — شاخ میں گل نہ نخل میں اثمار
ستیاناس ایسی سردی کا — اسنے گل کو بنایا صورتِ خار
بو ہوا ہو گئی ہے پھولوں کی — شاخِ گل میں نہ برگ ہے نہ بار
پتھر آبِ رواں پہ کیوں نہ پڑیں — جم کے پتھر ہوے ہیں صاف نہار
وصل کا خاک یاں سے جمے نقشہ — آئے گلگشت کو نہ جب دلدار
پاؤں باہر نہیں نکلتے ہیں — ہوئے مجبور سب اپنی اب رفتار
آج گوشہ نشین وہ کافر ہیں — بیٹھا کرتے تھے جو سرِ بازار
ہیں نہیں قائل اونکی عصمت کا — ہیں وہ بیچادری سے اب ناچار
اونکی خلقت میں ہے دل آزاری — پاس ہیں لیک رات بھر بیکار
کاٹتا ہے پلنگ مثلِ پلنگ — مائلِ خواب ہوں جو وقتِ خمار
پہلوؤں میں ہزار ہوں معشوق — گرم ہوتی نہیں بغل زنہار
بات بنتی نہیں کوئی ہرگز — تھرتھری سے ہے عجب دمِ گفتار
جی کی رہتی ہے جی میں ہے حسرت — مارے جاڑے کے بات ہے دشوار
سرد مہری سے عین ہجر ہے وصل — ایسی سردی پہ ہے خدا کی مار
ٹھنڈ سے ہاتھ پاؤں لکڑی ہیں — کانپتا دل ہے ہر گھڑی ہر بار
پاکبازی کا یہ رواج ہوا — معصیت کے رہے نہیں آثار
اب نکیرین کا نہیں کچھ کام — کھدو رہنا ہے آپ کا بیکار
حسرتِ وصلِ یار سے سرد دم — [illegible]

سرد مہری سے تیرے ای مہرما — سو گئے بخت چشم ہے بیدار
بھی میرے لیے رقیب ہوا — دل مین حسرت ہو یاس ہو دلدار
سیر چلہ اگر گذر جائے — خیر سے اب کے آئے فصل بہار
سرد مہرون کو تو نے مات کیا — مٹ گئی اونکی گرمئ بازار
مین ترے حال سے نہین غافل — تو بھی میری طرف سے رہ ہشیار
زندگی قہر ہو گئی کمبخت — ایسے جاڑے سے توبہ استغفار
لعنت اس تیری سرد مہری پر — ہو گیا اب حلال بھی مردار
ب گرمی مین تجسے سمجھون گا — دیکھ کیسا تجھے بناؤن یار
بھی میری طرح سے اوموذی — جلکے گرما مین اب کے ہو فی النار
م کو بھی نہو نشان باقی — سرد ہو تیری گرمی بازار

گرم صحبت ہو یار سے رعنا
عیش ہو صبح و شام لیل و نہار

مثنوی ناتمام

ہوا امسال سردی سے جہان سرد — زمین و آسمان کون و مکان سرد
ہے اس درجہ فلک کی سرد مہری — زمین ٹھنڈی ہوئی ہے آسمان سرد
ہوا سردی کا ایسا گرم بازار — ہوئی گرمی بازار و دکان سرد
فقط باقی ہے فکر گرم رعنا — گمان کرتے ہین لیکن بدگمان سرد

ظرافت یعنی ہجو ملیح عباسی پیر نابالغہ لکھنؤ

نفس امارہ مین ہر ولولہ فعل حرام — اسلیے کرتے ہین مردانِ خدا اوسکو ملام
جو شرر ہے وہ نہین نفس کی شر سے خالی — حیف ہے نتیجۂ ابلیس ہین ہین خاص و عام
وسوسہ جو ہو وہ آسے نفس کا شیطانی ہے — سکو معلوم ہے آغاز اور اوسکا انجام

دیدۂ عقل پہ غفلت کا پڑا ہے پردہ
قدر ابلیس فرشتہ سے سوا ہے توبہ
سارے نیرنگ اسی کے ہین خیال فاسد
پر جو پوچھو تو کسوٹی ہے یہ انسانکے لیے
فخر انسان کو اسی سے ہے ملک پر الحق
نفس ہوتا نہ اگر پھر تو ملک تھا انسان
خاکساری سے جو بے نفس ہے بیشک ملک ہے
الغرض ساری شرافت ہے جبھی انسان کی
خاص خاص ایسے بھی ہوتے ہین جنہین اشخاص
اونہین مخصوص جو پوچھو تو مین کرتا ہون فکر
نفس ہے اونکی غذا نفس ہے اونکا ایمان
نفس کا پڑھتی ہین دن رات وہ کافر کلمہ
بندۂ نفس ہین اور نفس کی بے پیر مریدہ
نفس ہے اونپہ سوار اور وہ ہین اوسکی مطیع
کسب اوقات ہے اور مخمصِ معیشت اونکی
مین تو اس قدرتِ خالق کا ہون یارو مداح
نار سے ہے نور کرے رات سے دن کو پیدا
حق وہی کرتا ہے باطل سے یقیناً پیدا
خیر کی فرقۂ بیدین کو عطا ہو توفیق
ہے یہ منکر کو یقین دیکھ کے عباسی کو
نام کسی کا ہے خوبو ہے مگر حورون کی
پر فرشتون کے جلین ہو نہ دعا اونکی قبول
آنکھ ہاروت کی تھی جسسے لڑی

نفس کے لوگ ہین در پردہ جو پوچھو تو غلام
کم ہنین جانتے ہین وحی سے اوسکے احکام
خواب مین بھی یہی ابلیس کو کرتا ہے رام
یہ نہوتا تو ملک کرتے نہ آدم کو سلام
اشرف الخلق اسیوجہ بشر کا ہے نام
آدمی ورنہ مین بے نفس کے ہے کالانعام
بندۂ نفس ہے جو رکھتا ہے شیطان سے کام
نفس امارہ کو اپنے جو کرے ضبط سے رام
عام جو لوگ ہین وہ نفسِ شقی کی ہین غلام
قوم کسبی کی ہے اس فرقۂ بد مین بدنام
نفس ہے اونکا خدا نفس کی کسبی ہے رام
نفس سے اونکو سروکار ہے ہر صبح و شام
نفس امارہ ہے پیر اونکا وہ اوسکی خدام
دست قدرت مین اسی نفس کی ہے اونکی لگام
اونکا پیشہ ہے جوار ذال کو بھی ہے دشنام
(اے فرومایگان ۱۲)
کہ ولی کرتا ہے ابلیس کو ربِّ علام
یخرج الحی من المیت آیا ہے کلام
روشن اسلام ہو چھا جائے جہان کفر و ظلام
ہو حلال اوسکی عنایات سے اکدم مین حرام
خیر کا شر مین ہوا دیکھیے کیسا ادغام
اور پری کہتی ہین دیوانے جنھین ہے سرسام
التجا لاکھہ کرین لین نہ کبھی اونکا سلام
تھی وہ زہرہ ہے یہان بے تو کوئی عشق کا نام

چ مجرے کی یہان گرمیِ بازار ہے سب — بات کھوٹی ہے کہ چلتی ہین فقط چام کے دام
ولتِ حسن لٹگائی وہ لٹا دیتی ہے — مالزادی کو میسر ہو اگر ایک چھدام
ل ہاری ہوئی بیٹھی ہے یہان دولت مغفرت — زر بنے ذرہ جو وہ ہاتھ مین لے اوسکو تھام
ئے گر نذر کو تو منہ وہین کالا ہو جاے — رونما کے لیے کچھ حاصلِ اقلیم سیام
یمین آتا ہی نہین اوسکی گمانِ فاسد — پختہ مغز ایسی کہ ہین خواب خیالات حرام
نچہ مرجھاتا ہے صرصر سے جہانین جبس تک — اوسکی نکہت سے معطر کہین ہوتی ہین مشام
سن چل وشش ہے مگر ہے وہی عالم اب تک — جیسے غنچہ کا ہو محفوظ صبا سے اندام
کر کیا دخل کرے نام کو کچھ نفس نفیس — تل کے رکھنے کا نہ ہو نام کو جس جا پہ مقام
پاک نفس ایسی بھی دیکھی ہے کسی نے کسبی — ہو خرابات مین اور نیک کرے خیر سے کام
تعزیہ دار ہے شیعہ ہے مخیر بھی ہے — جان سے مال سے ہے عاشقِ شیدای امام
ایک سے لاکھہ تلک بخشدیے لاکھون کو — مالزادی کو بھلا داد و دہش سے کیا کام
پیر فرتوت ہے دانش مین خرد مین لقمان — عورتین گو کہ ہین نقصانِ خرد مین بدنام
بیسوا ہے نہ وہ عیار نہ مکارہ ہے — خلق ایسا کہ ہنود اور مسلمان ہین رام
ہے وہ بلقیس سلیمان کا ہے لیکن پایا — کسبیان اوسکے مقابل مین کنیز بی دام
لکھنؤ مصر زلیخا ہے یہان عباسی — خیر سے چاہ مین یوسف ہین مگر اوسکے غلام
سرد مہری پہ جو آجائے تو دل کانپ اوٹھے — گرمجوشی مین دکھا جاتی ہے لطفِ حمام
اوسکے کوچہ کو جو عشاق حرم کہتے ہین — سر سے پھرتے ہین کفن باندھے بجای احرام
حسن پردہ نشہ خوبان ہے یہان تک مغرور — ے زلیخائی مین یوسف کو نہ زنہار وہ دام
شاہبازِ نگہ ناز کو کردے جو رہا — زندہ در گور ہو اور گور مین تڑپے بہرام
برشِ خنجرِ ابرو سے بچانا یارب — ننگی شمشیر ہے جسکا نہ غلاف اور نہ نیام
رشتہ تار نظر سوزنِ مژگانِ پری — ہو میسر تو سیے گھاؤ کو اوسکے حجام
مرتے کے دیکھا بھی نہ اوسنے کبھی ہدہد کیطرف — لاکھہ لاکھہ اوسکو سلیمان نے بھیجے پیغام
سال خوردہ ہوئی ہے چندہ وہ چشم بد دور — خورد سال اوسکو ابھی جانتے ہین خاص و عام

حسن پیری مین ہی آس شکل ہی اب جوبن پر
اب بھی سب مانتی ہین سیفِ زبان کا لوہا
جوبن آجاتا ہے ہر سال ہین بی ماہ الجبین
آخر انسان کا ہوجاتا ہی پیری مین شباب
وہ نزاکت ہی کہ پھولون مین نہین تُل سکتی
خواب مین بھی نہین آتا ہی کثافت کا خیال
حور کی دوست نہ وہ یار فرشتہ خان کی
جھوٹھ سمجھو نہین سچی ہی کمر بند کی وہ
نہ تو کچہ عصمت بی بی سے بیان سے ہے چادر
جھوٹھ طوفان غلط نام جو لے مرتی ہین
کس سلیقے کی ہی دیکھو تو نشست و برخاست
کس بیان دانۂ تسبیح ہین رشتہ سے ہے شہر
جب کہ داروغۂ اربابِ نشاط اوسکو کیا
دست بستہ اوسے سب نذر دیا کرتی تھین
اب بھی سچ پوچھو تو اوسکا ہی وہی جاہ و جلال
نامِ پاک اوسکا ہی وہ نامِ خدا اصل علی
بات ہی اوسکی نبات ایسی ہی شیرین سخنی
مردمِ دیدۂ عاشق کو یہی ہے قد غن
رقص کے سامنے پرگاس کو کیا رتبہ ہی
ایسی باریک ہی گایا نگ ہی گھنگرو کی صدا
رقص کا اوسکے یہ عالم ہی کہ دل لیتی ہین
دیکھ لو چال یہ دیوانہ تماشا بن ہین
ناز کی پاؤن پہ سر رکھ کے یہ بولا اوٹھتی ہی

صبح کا بھولا ہوا آتا ہے جیسے سرِ شام
کہنہ ہوکر نئی دکھلاتی ہے جوہرِ صمصام
جس طرح لائے صبا فصلِ بہاری کا پیام
پیر فرمائیے ہوتی ہین کہین بھی اصنام
نکہتِ گل کو اگر سونگھی تو ہوجائے زکام
گھٹتے ہین لطفِ خداداد سے ماہ و ایام
گرچہ عبّاسی مین عیّاشی مین تجنیس ہی تام
نہ تو اوباش کی طالب ہی نہ عیاش سی کام
خوش غلافون کی طرح بھی نہین گھر گھر بدنام
اپنی شیخی کے لیے رکھتی ہین اوسپہ الزام
بیٹھنا ناز سے آفت ہی قیامت ہی قیام
ہے وہ ان دانۂ تسبیح مین جسطرح امام
کسبیان شہر کی تھین اوسکی کنیزین بیدام
صبح و شام اوسکو کیا کرتی تھین جھک جھک کے سلام
روبرو اوسکے کوئی کر نہین سکتی ہی کلام
قدسی اس نام پہ پڑھتی ہین درود اور سلام
گالیان اوسکی ہین گلقند ہی دیں شیرین کام
خواب مین وصل کی بھولی سے نہ لائین ایہام
تان مین اوسکے کرے گا نہ مین ممکن ہی کلام
آشنا صوت سے ہوتی نہین گوشِ گلفام
ناز کہتا ہی کہ آہستہ مناسب ہی خرام
سایہ کرتا ہی دمِ رقص پری سے نیکے خرام
دیکھنا غش نہ کہین آجائے نہ اوٹھتی ہی گام

گا ناسن پائی جو بس سنتی ہی سُن ہو جائے　　دل تڑپنے لگی رہجائے کلیجے کو تھام
تان لیجاتی ہے جب تان کے کوئی ناگاہ　　عرش اعظم کو فرشتے وہین لیتے ہین تھام
بھاؤ کا بھاؤ جو پوچھو تو بہت ارزان ہی　　ایک کیا لاکھ دکھا دیتی ہی وہ سحر کلام
لب کسیوقت ہین خندان کبھی آنکھین گریان　　شور تحسین ہی کہین اور کہین ہی کہرام
ناسوزا ایسی ہی وہ صورت وشیرین ہین آج　　کلمہ پڑھتے ہین سب ہند سی لیکر تا شام
یاالٰہی رہی دنیا مین یہی اوج وعروج　　شب کٹی عیش مین ہون اوسکی موافق ایام
آئینہ دار سکندر رہے ساقی جمشید　　ہو ثریا جو صراحی تو ہلال اوسکا جام
عشق مین اوسکی پھنسین طائر جان عالم　　خال رخ دانہ ہو اور گیسوی مشکین ہو دام
بول بالا رہے آفاق مین عبّاسی کا　　کلمہ دل سے پڑھین ہند و مسلمان ہون رام
قافیہ تنگ نہ ہو جائی کہین مدحت کا　　ایک ہی نکتہ مین کرتا ہون مین اوسکو اعلام
کردیا ذکر فقط تذکرہ مین سنے بھی　　مدحت و ذم سے مجھے ورنہ دنی کی کیا کام
جسکا مداح زمانہ ہو اوسے کیا پروا　　گو مری مدح سرائی بھی ہو مشہور انام
طول مدحت سی کہین ہو دل نازک نہ ملول　　کلمۂ خیر یہ قصہ ہے قصیدیکا تمام
دوست آباد رہین اوسکے عدو ہون برباد　　اونپہ لطف انپہ رہی نون مع عین اور لام
توسن ناز شب وروز رہی گرم عنان　　جب تلک سیر مین ہی گردش لیال و ایام
مدح ممدوح مین تب تک ہو قلم فرسائی　　روشنائی سے ہون جب تک کہ سیہ رو اقلام
سایۂ حضرت عباسؓ ہو عبّاسی پر　　بہتر آغاز سے ہو دونون جہانین انجام
جسنے عبّاسی کا دیدار نہ دیکھا ہوگا　　ہوگا دیدار خدا اوسکو قیامت مین حرام

واہ کیا خوب لکھا تمنے قصیدہ رعنا
مدح و ذم صورت و معنی کا ہوا ہمین ادغام

ایضاً

آپ ہو جہ ثنا خوان سی ہوئین جبین بجبین　　مدح مین ذم نہین مداح کا ہرگز آئین

زور رنجی سے مجھی آپ کی ہی استعجاب
جب کہ اک موت کا دن ایک ولادت کا ہی روز
زم یہ کچہ خانہ براندازنہ تھی در پردہ
یار لوگون نے فقط آپ کو بھڑکایا ہے
قدردان آپ جو ہوتین تو مجھے ملتی داد
عین خوبی ہی قصیدے مین اگر ہو تمہید
نفس امّارہ مین ہی ولولۂ فعل حرام
فتنہ انگیز ہوئی راستی الحق ورنہ
خشک و تر پوچھو تو یون آیا ہی قرآن مین بھی
کوئی دنیا مین تر و خشک نہین ہے بیکار
کون بے عیب ہی جز ذاتِ خدائی اکبر
حسنِ ظن سے جو کہو عیب تو ہو جائے ہنر
فرقِ فرقان کی بھی معنی و صورت مین کیا
جب کلام اہلِ خطا کو ہے کلامِ حق مین
مدح جو کچہ ہے قصیدہ مین تمہاری ہی بس
پئے صفا چھوڑ کدر ہے جو عمل آپکا تمہین
اور اسپر بھی نہو آپکا گر دور ملال
تو خدا نے کیے منسوخ صحائف اپنے
فیضِ روح القدس آخر ازلی ہی حاصل
نجل کیون مدح سرائی مین مجھے ہو یعنی
خلق خلقت مین ہی اور ربط مری عادت مین
دوست کا دوست ہون اور یار ہون یار نشاط
حرزِ جان ہی مجھے صورت تری او زنام ہی ورد

ہو گی اربابِ نشاط آپ ہون مغموم و حزین
بدشبابی کا ہی اس عمر دو روزہ پہ یقین
ہوتی ہی پردہ دری اوسکی جو ہو پردہ نشین
آگیا تمکو درانداز ون کی کہنے کا یقین
ہین سخن چین تو بہت کوئی سخن فہم نہین
عرش سی رتبہ مین ہوتی ہی بلند اوسکی زمین
اس قصیدی پہ چڑھی حاشیہ کیا خوب ہیتین
تھی خوشامد نہ درآمد نہ چنان اور نہ چنین
رطب و یابس سی معرا نہین قرآنِ مبین
فائدہ آپکا دیتی ہے تیمم مین طین
چشم بد دور اگر رکھتی ہو چشم حق بین
حسن کو قبح کہا کرتی ہین لیکن بدبین
اختلافات سے آرا کے ہوا برہم دین
حرفگیری سخن سندہ مین کچہ بات نہین
تمکو تمہید سی تمثیل سے کچہ کام نہین
کسلیے آپ ہین فرمائیے پھر اب غمگین
ضد سے بدلیں نسخ قصیدہ کے نہو کچہ تسکین
ہو نہین تنسیخ یہ کب ایک قصیدہ کی غمین
وہ نہین اور سہی اور سہی گر وہ نہین
نہ مجھے کبر نہ نخوت ہے نہ پندار نہ کین
خود پسندی ہی نہ خودرائی نہ ہین ہون خود بین
میرا دشمن نہین زنہار جز ابلیس لعین
تا دمِ نزع نہ بھولونگا مثالِ یٰسین

حسن صورت سے بھلا آپ کے کب ہے انکار
شکل وہ پاک کہ پڑھتی ہین درود اوسپہ ملک
جعد کا نافہ تبت کے ہے سر مین سودا
اور مطلع ہے تری شان مین ای ماہ جبین
رنگ گورا ہے بڑی آنکھہ سیہ چوٹی ہے
تیری سفاکی سے مریخ نے مانگی ہے پناہ
طائر سدرہ کا منظور نظر ہو جو شکار
ہے وہ شیرین سخنی جس پہ ٹپکتی ہے رال
تیرے جوبن کی بہار ایسی ہے ای رشک چمن
حسن سیرت جو کسی مین ہے تو صورت معلوم
تیری اک ذات مین دو وصف ہین لیکن توام
پیاری بد قد ہے تو جادی ہے بہت چیچک رو
ناز سندر کو عبث حسن دو روزہ پر ہے
پونچھہ لے تجھسے ذرا لطف لطافت کو لطیف
نوک کی لیتی ہے پاپوش سے تیری بولن
رقص پر تیرے غلط کر گئی رفتار چکور
تیرے گانے پہ مسیحا بھی ہے ازخود رفتہ
شہر کی کسبیون مین تم ہو فقط لُب لُباب
عیب بین عیب تری نام مین تب تبلاتا
تو وہ عاقل ہے جسے کہتے ہین عقل فتین
تو فرشتہ کو جو چاہے تو ابھی چاہ جھکای
یوسف مصر زلیخا کا اگر تھا معشوق
تیسرے مطلع خوش آب کا جاری ہو جو ذکر

حسن سیرت کا بھی سو جان سے ہے مجھکو یقین
سورۂ مصحف ایمان ہے پڑھے صاحب دین
چین پیشانی سے ہین لعبت چین چین بجبین
مطلع جیسے جوزا مین کہین جمع ہون ماہ و پروین
جنتی جو ہین سمجھتے ہین تجھے حور العین
قاتل ابرو نہین تیری ہین یہ ہین خنجر کین
نگہ ناز تری اوسکے لیے ہو شاہین
چاٹتے لب ہین تری حسن کو شکر نمکین
تنگ ہے دامن نظارۂ شوق گلچین
اور صورت ہے تو سیرت کا کہین نام نہین
سچ تو یہ ہے کہ نہین تجھسا زمانی مین حسین
کالی چیدر ہے تو اک ہونٹھہ ہے ہینگن کا نہین
ماہ کے کرمک شب تاب برابر ہے کہین
سیکھہ لے تجھسے امیر آکے وقار و تمکین
جیٹھی گر گابی کی ہوتی ہے بھلا نوک کہین
چوکڑی بھول گئی رم پہ ترے آہوی چین
محو قدسی ہین گرے ہاتھ سے زہرہ کے بین
بالیقین علت و آخر ہین باقی ہمگین
جب کہ ہو تا نہ الف اور نہ تری نام مین سین
طفل مکتب ہے ترے سامنے جبریل امین
پاکبازی کی ترے دھوم ہے تا علیین
تیرا عاشق ہے پری یوسف خیر آباد ین
تشنۂ شربت وصلت کو معاً ہو تسکین

سنگدل کوہ کے مانند وہ تیری ہین سُرین — مطلع — کوہکن لایا تھا جس کوہ سی جوئے شیرین
سنگ تیرا ہی رہا اور رہیگا جاری — کسبیان شہر کی خاتم ہین تو تو اونکی نگین
ایک تو نے نکری بات تلک قارون سے — اور سرداربن نفر تک نہین کرتین نفرین
تو وہ ہے صاحب شوکت کہ کنیزین ہین تری — لیلی و زہرہ و بلقیس و زلیخا شیرین
تو وہ ہے غارت دین دل و جان عاشق — ہے ترے عشق مین برباد دل و دولت دین
جانا دشوار ہے جا پہونچے تو آنا مشکل — کوچہ تیرا در خیبر ہے تو گھر ہے غزنین
گلبدن تو ہے ترا نام جو عبّاسی ہے — اسلیے شعر لکھے وصف مین تیری رنگین
یہ قصیدہ کی کاٹرھی مطلع چارم سی عروج — فلک اطلس سے ہمسر ہو قصیدہ کی زمین
چاند ماتھا ہے شب تار ہے جعد مشکین — مطلع — کہکشان مانگ ہے موباف زری ہے پروین
مدح اک اور ہو تا قند مکرر ہو جاے — آپ تھین پہلے قصیدہ کے جب ہی خشم آگین
پیشکش آپکی یہ مدح ہے لو راضی ہو — نقل مدحت اول ہے براے تمکین
رخ نہ بدلین گے صلہ کے لیے گرچہ مجھسے — چال مین آپ ہین شطرنج جہان کی فرزین
جب تلک نام ہے عنقا کا جہان مین باقی — پر رہے تیرا پری بال ہما سے بالین
قلم عفو کھینچے تیرے معاصی پر صاف — بے اثر جائے نہ یارب یہ دعائے مسکین
تیرا ہو جائے سیہ نامہ اعمال سفید — کوئی پوچھے نہ تجھے روز قیامت آمین
انکسار آدمیون کو ہے بجائے معراج — پیر و مرشد کی ہے بندہ کو ہمیشہ تلقین
خاکساری ہو مجھے تمکو مبارک نخوت — بوریا جائے من جاے توانگر قالین

ہجو ملیح جعدی سوم بعصای موسوی الفرمائش دوست بلی ریا

حق نے جس مرد خدا کو ہے دیا خلق حسن — نسبت اشعث سی مقرر ہے وہ مومن بد ظن
جعد کو سانپ سے نسبت شعرا دیتے ہین — کم نہین رنگ مین کالے سی یہ جعدی پرفن
من کی من ہی مین ہے مار خدا کی جو پڑے — آستین کا ہے جب ہی سانپ یہ جانی دشمن
آیا قرآن مین ہے کید عظیم عورات — فہم کج رکھتی ہے اور نام ہے ہنودی کا زن

ف علت جو پڑھاؤ تو بنے لفظِ زنا
ن مریدی نکر ہی جو ہے وہی مردِ خدا
ندہ گزر ہے تو مادہ ہے اوسکی جعدی
لی کالی ہے وہ صورت کہ بھرا جسمین ہی زہر
کچھ ظاہر مین زبان اوسکی ہی شیرین گویا
ہر خندہ ہے ہنسی جیسے جراحت پہ نمک
ہنے منظور کیا قد ہے عصائے موسی
نگ سے صاف یہ پیدا ہی کہ ہی سانپ کی
ر لپٹا ہوا بیٹھا ہے نہین یہ جوڑا
سامنے کالے کے جلتا نہین سنتی ہین چراغ
جروی صاف ہی رفتار ہی موذی کی عیان
م فسونگر نے دیے ایک بھی منتر نہ چلا
الزادی اوسے جو کہتی ہین کہتے ہین بجا
ار صورت ہین ہی سیر مین ہی شیطان کی پیر
اب یہ آفاق مین ہی قالب ہی مین عیان
جو کوئی مار گزیدہ ہے ڈرا کرتا ہے
زندگی شاق ہی عشاق ہین زندہ در گور
آتشِ عشق مین ناری سے کے جلے جان و جگر
چاک ہوتا نہ کبھی دامنِ یوسف ہیہات
کچ ادائی ہنگی خاک مین ملجاتی آہ
نامبارک ہے قدم بادِ خزان کی صورت
اسکا افسون نہین دنیا مین بغیر لاحول
مردکی دشمن و قاتل ہین جہر و لعنت

قلب سے ناز ہے عادت ہی عیان مکر و فن
دوست کا دوست ہی اور دشمن دین کا دشمن
جان کی وہ ہی تو ایمان کی یہ ہے دشمن
جسکا کاٹا نہ جیے یہ وہ بلا ہے ناگن
زہر بار اوسکا ہے تاثیر مین ہر ایک سخن
ہی وہ ضحاک کر سے جو اوسے زیب گردن
اژدہا نیک دم غیظ وہ جاتا ہی بن
پیٹیے سو بار لکیر اور نہ پاسے ناگن
کینچلی سانپ کے چھالے ہین تو گیسو ناگن
ماند ہے زلف کے آگے جب ہی اوئی روشن
معتبر کیا ہے جو سوراخ مین سیدھا ہو چلن
کھیلتا ہی نہین وہ جسکو ڈسے یہ ناگن
یعنی ہے سانپ خزانہ کی یہ فتوم پیچن
خلد مین آدم و حوا کا تھا جانی دشمن
اس سے لازم ہے حذر ہی یہ وہی آہرمن
اتفاقاً نظر آجائے اگر اوسکو رسن
سر یہ باندھی ہوئی پھرتے ہین شب و روز کفن
خاک ہو جائے سعاً ننگ و حیا کا خرمن
لوث سے پاک زلیخا کا جو ہوتا دامن
چال سیدھی نہین چلتا ہی مگر چرخ کہن
خاک اوڑ جائے اگر جائے سپے سیر چمن
توبہ تریاق ہی کیا ڈر جو وہ ہی توبہ شکن
بنت اشعث ہی وہ جعدہ تو ہی جعدی الفیاً

قطعات روز کلان

یہ شور تہنیت اب ہے بعالم ایجاد
ہے سال خرمی و ماہ عیش و روز طرب
فلک پہ رونق تازہ ہے خلد مین زینت
ہے آسمان چہارم عروج مین وہ گہ
اوسی وجود مقدس کا ہے یہ اک اعجاز
رہے نہ نام کو نام خدا کوئی ناکام
کرسٹمس ڈی کی دیتا ہے آپ کو رعنا

جناب عیسیٰ مریم کا آج ہے
فرح جہان مین ہی گھر گھر جہانیان مین
زمین پہ گرم مسرت ہین آج سارے
کہ جسمین حضرت عیسیٰ مسیح کی
یدر تغییر ہوئی ہے نہو کبھی او
یہ دن ہی یمن ولادت سی اونکے ر
خوشی سے شوق سی اور لطف سی مبا

ایضاً

یہ عید کا دن کرسٹمس ڈی
ہے یوم ولادت مسیحا
گر جا ہے بذکر خیر کعبہ
اہل قدس آپ کو خوشی سے
لیتے ہین خراج ارض سی آپ
اسے مالک ملک و دولت و دین
اونسے ہے یہ داد و بخشش و جود
داعی کی یہی دعا ہے آمین

ہے روز سعید خیر سے آ
آج اس سے ہے انبیا کو معرا
ذاکر نام خدا ہین حجبا
دین کیون نہ مبارک اسے مہارا
گردون سے لیا ہے آپ نے با
اے صاحب بخت و تخت و ہم تا
کون آپ کے عہد مین ہے محتاج
قائم رہے تا بحشر یہ راج

ایضاً

دھوم اب ہے کرسٹمس ڈی کی
ہے جو روز ولادت عیسےٰ

جابجا عیش ہے سرور ہے آج
اور مہر فلک مین نور ہے آج

حور و غلمان ہین شاد جنت مین — جوش پر بادۂ طہور ہے آج
صرفِ نغمہ ارم مین ہین غلمان — خلد مین گرمِ رقص حور ہے آج
بھول جائے کلیم کو ارنی — شمع گر جادۂ شمع طور ہے آج
شکلین ہر بشر کی آسان ہین — رحمتِ حضرتِ غفور ہے آج
مدح ممدوح سے تمھین رعنا — شاعری مین بڑا غرور ہے آج

قطعۂ تہنیت جشن دسہرہ مہاراجہ کپورتھلہ

جنابِ مہاراجہ رندھیر سنگھ — سرِ راجۂ راجگانِ جہان
سلامت رہین با جلال و حشم — فلک پر ہے انجم مین جب تک قران
عدو اونکے پامال ہون شاد دوست — رعیت خوش اور شفق خاندان
دسہرا کا دن ہو ہر اک روزِ عیش — دیوالی ہون راتین با امن و امان
فلک عقدِ پروین کرے لا کے نذر — رہین تحتِ فرمان زمین و زمان
دسہرا جو ہے روزِ جشن و خوشی — نہ کیونکر ہون خوش اوسمین اہلِ جہان
خوشی سے نہ ہو فرش کیونکر زمین — کہ پھولا سماتا نہین آسمان
خدایا ہے جب تک قیامِ زمین — مہاراجہ اوسپر رہین حکمران
ہے رعنا جو گرمِ صفیرِ دعا — ہما ہے کہ طوطی ہندوستان

قطعہ دیگر حسب استدعای اکبری مرحوم وقت آشتی گفتہ شد

دیوانِ با وقار امر ناتھہ اکبری — نامِ خدا است فرد بخلق و کمالِ علم
چشمِ فلک ندید چو رعنا بعالمی — مثلش کریم و مردِ خدا با وقار و حلم

ایضاً

اکبر کو فخر اکبری سے — ہے نام خدا جہان مین مشہور

لاہور سے ہے آبروے پنجاب	اور اکبری آبروے ل

دیگر

خاک پر آئے ملک جائے فلک پر انسان	عشق اعجاز نہ دکھلاتا یہ کچھ بات نہ
جذبۂ عشق مجازی سے زمین پر آیا	ورنہ ہاروت کی زہرہ سے ملاقات نہ
لیگئی عشق حقیقی کی کشش گردون پر	ورنہ زہرہ مین کوئی ایسی کرامات نہ

بشکایت سرما و طلب لباس گرم از تحویل میر صاحب

ہے اب کے برس یہ سرد مہری فلک	ہے صاف زمین برف سے مثل بلو
کس طرح نہ آئینہ ہو کوزۂ برف	چشمہ خورشید کا ہے یخ بستہ صز
سردی سے ہوا ہے زمہریر اب عالم	ہے رات کو شمع دھوپ دن کو کا
ہے مہروشون مین سرد مہری نہ فقط	عشاق بھی ٹھنڈھی سانسین لیتے ہین ض
گرتا ہے کبھی جو آنکھ سے دانۂ اشک	ہوتا ہے مثال آبگینہ وہ چو
یخ مردم چشم پر ہوا قید فرنگ	نکلے در چشم سے نظر کیا مقدو
ناری بھی سب بنے ہین ابتو نوری تو بہ	ارتھی پہ ہے شعلہ نار کا صورت ن
سردی سے یہ انقلاب دیکھا رضوان	دوزخ مین جنان سے تاپنے آئین جو
سردی سے خدا پرست ہین زردشتی	آتے ہین شبانہ روز آتش کے حضـ
چلہ مین ہین مچھلیان کہ یخ بستہ ہے	کرتی ہین پیادہ اب سمندر سے عبو
بجلی بھی جو گرتی ہے تو ٹھنڈھی ہو کر	مرطوب مزاج کیون نہون اب محرو
گوشہ مین کمان کے تیر ہین چلہ نشین	ہین خانۂ مور مین نہان سارے طیو
سمجھون گا مین اگلے سال تجکو سرما	خیر اسکے برس اور ہون زندہ در گو
گھبراؤ نہ ابتدا ہے سرما ہے ابھی	اے حضرت دل ہنوز دلی ہے دو
جب قطع ہوئی امید تب آخر کار	لکھا ہے یہ قطعہ مین نے ہو کر مجبو

اے میر اگر زیست ہے رعنا کی غرض — تو بیچ بے بابد رخت سنجاب و سمور
فی الحال یہ دور دخت رز ہے تو بہ — شیشہ مین شراب کے ہے صوفی تک چور
جو گوشہ گزین و خم نشین تھے وہ بھی — دیکھو سب بادہ خوار ہین سارے مخمور
دستار ہے قاضی کی گروے کی عوض — میخواری کا اب جہان مین ہے یہ دستور
زاہد مسجد کو جانکر خم خانہ — حجرہ ہی کو خم شراب کدہ مین حضور
سمجھے وہ عصا کو تاڑ لا حول و لا — اور دانہ تسبیح کو تاک انگور
باران کی جگہ ہے اب تو باران شراب — دیکھین رعنا خدا کو کیا ہے منظور

دیگر

خان عالی منش صاحب خان — کرم و خلق و لطف عادت اوست
چہ عجب گر نواخت رعنا را — فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

دیگر

چو جم در جاہ و لقمان در خرد در عدل نوشیروان — بطالع چون سکندر در دلیری کار رستم دستان
بزر باشی توئی حاتم بجان بخشی مسیحا دم — مثال خضر دریا دل بفیض عام چون باران
بلطف و خلق و عدل و عقل و جود و ہیبت و ہمت — نہ تنہا فخر کابل بلکہ فخر ہند و راجستان
الٰہی تا جہان باقیست تو ہم در جہان باشی — جہان باشد مثال جسم تو اندر تنش چون جان
بود در جودھ پور دائم چو بخت تخت شہنشہ آمین — مجتبیٰ خان بہادر میرزا حاجی محمد خان
بختم وصف تضمین کرد رعنا مصرع سعدی — چہ غم قصر ریاست را کہ باشد چون تو پشتیبان

دیگر حالیہ سفر مارواڑ در ۱۸۶۵ء کہ از ڈامنی راہ ناہموار در منازل غیر آباد و غیرہ پیش آمدہ

حال رعنا مپرس ای منعم — گرز او دہ چون بہ مارواڑ آمد

قائم اللیل ماند در شب ها — روزها صائم النهار آمد

وصف پردلہ

کیا خوب یہ پردلہ ہے دیکھو زرکا — تلوار ہے بجلی تو وہ ہے ابر بہار
ہے پردلہ گر کمند تو اژدر تیغ — یا بن کی ہوا ظفر گلی کا وہ ہار
ہے پردلہ یوسف کا کمربند اگر — شمشیر دو دم ہے ذوالفقار کرار
لسان کی کام مین زبان ہے گویا — ستیاغ کے پردلہ مین یا ہے تلوار

قطعات

افلاک کی ہے یہ سرد مہری — اکڑا ہوا پیر اور جوان ہے
یخ بستہ ہے صاف چشمۂ خور — کافور سا دھوپ کا نشان ہے

دیگر

کھینچی ہے کسی نے آہ سرد آہ — یا ہے کسی بت کی سرد مہری
سردی سے اکڑ گیا ہے عالم — اب ہو گئی زمہریر ہستی

دیگر

برسات مین جودہ پور دیکھو — ہے باغ ارم ضرور دیکھو
سب کر دیے تشنہ کام سیراب — دریا دلی حضور دیکھو

دیگر

تھا نظام الدولہ آگ اب نظام الرای ہے — تھا ارسطو پہلے لیکن آج وہ لقمان ہوا
بندہ سے آزاد ہے محکوم سے حاکم نظام — پیشتر دیوان تھا اب صاحب دیوان ہوا

رباعیات

ہون خانہ نشین نہ ہاتھ ہلتا ہے نہ پیر
نے سعی و تلاش ہے نے سفر اور نہ سیر
من و سلوا و مائدہ سے کیا کام نظام
دیتا ہے کریم رزق بے منت غیر

دیگر ہجو یہ بہلی

رستے مین پڑی جو کچھ مصیبت بہلی
سب بھول گیا سفر کی کلفت بہلی
کچھ پوچھیے نے عذاب تکلیف سفر
بہلی مین نہ ایک دن طبیعت بہلی

دیگر

ہمدم کی طرف سے نذر تنباکو ہے
گو مشک نہین ہے مشک کی خوشبو ہے
کھانے کی عوض یہ ناشتا ہو مقبول
برفی ہے پیڑا ہے لوز لڈو ہے

رسید خربزہ

جڑوان ہمین خربزہ جو تمنے بھیجا
ہم پا گئے آپ کا دلی منصوبا
یہ وصل مجسم ہے پیام وصلت
یا نخل ملاقات مین پھل ہے آیا

ایضاً

دو پھل یہ جڑے ہوے مری جان نہین
یہ فال ہے نیک جسکا ہوتا ہے یقین
رعنا کو دکھائی شکل جمعیت خوب
یکجا ہین جمع مثل شکل پروین

رباعی

الفت نہ دلبرون سے نے رسم و راہ
نے سوے بتان مری بھٹکتی ہے نگاہ

توبہ کرے گا رعنا پھر عشق — لاحول ولا قوۃ الا باللہ

دیگر

مومن ہے تو ہو نہ تو کسی بت کا رام — کافر ہے تو کعبہ میں نہ باندھ اب احرام
ہے سر حقیقت سے جو بہرہ رعنا — تو کعبہ سے رکھ غرض نہ کچھ دیر سے کام

دیگر

اے قبر پرست قبر سے سود نہیں — ہے خاک عباد کچھ یہ معبود نہیں
کرتا ہے عبث سجدہ و تعظیم دلی — درگاہ و در کعبہ مقصود نہیں

دیگر

ہے زلف رخ یار اگر شام حسن — پیشانی ہے پر مراد کی صبح وطن
ہے سورۂ [illegible] و جعد مشکین — اور سورۂ والشمس ہے چہرہ روشن

دیگر

اس سال جہاں برف سے ہے معمور — کشمیر سے ہے سوا ہر اک جا مشہور
بلور کا تختہ ہے جہاں اے رعنا — برسا نہیں برف نور کا ہے یہ ظہور

دیگر

تا حد نظر ہے [illegible] مانند بلور — موسم خنک اور برف کا ہے وفور
[illegible] پر بھی سر دکیا — اس چلے میں کھینچیں چلہ سورۂ نور

دیگر

ہے کوہ مری برف سے اب کوہ نور — تا حد نظر برف سی ہے مثل بلور

آتش سے کے دھوئین اوڑگئی تھرائی ہے	ہے رات کو شمع دھوپ دن کو کافور

دیگر

سیاب وہ سیم تن ہے چالاکی مین	ہمسر نہین اوسکا کوئی بیباکی مین
کیا حسن خداداد ہے ماشاء اللہ	کیا نور ہے اوسکے بدنِ خاکی مین

دیگر

تھا روسے زمین پہ ہند باغ رضوان	اب چشمک دہر سے ہے تاراج خزان
امسال تو غدر سے ہوئی خاک وخون	اور سالگذشتہ مین رہے ہیضہ خان

رباعی ہجویہ آگرہ

نے شام اودھ ہے نہ بنارس کی بہور	ہے آب وہوا سارے جہان کی آخور
اعداد سے آگرہ کے ہین گور عیان	رعنا بھی ہے آگرہ مین زندہ درگور

دیگر

کافر ہندو سے اب مسلمان ہوا	بعد اسلام اب کرسٹان ہوا
تازیست رہا یونہی رکابی مذہب	جیتے انسان ہوے پہ شیطان ہوا

ہجویہ کوہ آبو

ناساز ہے آبو کی اب اسدرجہ ہوا	بیمار ہوا مسیح اچھا نہ ہوا
گر جان بچی جان غنیمت ورنہ	موجود ہے دیکھو قلب آبو مین وبا

گلگشت باغ بحولائی

برسات شباب پر ہے جولائی ہے	رد پڑتی ہے خوب آب جولائی ہے

ساونون کی گھٹا سے لطف برسات بڑھا ۔ گلگشت سے آتا ہین بجولائی ہے
۱۲۶ع

دیگر

بارش سے ہے مارواڑ مین عالم آب ۔ دریا دل ہوکے بہہ رہے ہین تالاب
فوارہ قلم ہے بحر ظلمات دوات ۔ کاغذ آبی ہے حرف ہین نقش بر آب

دیگر

کیا غم ہے جو ہو کفر محیط اسلام ۔ ہوتے ہین شب تار سے پیدا ایام
ہے مردمک سیہ مین یہ نور نظر ۔ یا کفر مین اسلام کا جلوہ ہے نظام

برآمد کانہای مخففہ بندہ در مارواڑ

ہر کس کہ بہ بحر غوطہ زد گوہر یافت ۔ چون کند زمین و کوہ و صحرا زر یافت
تحقیق بہ مارواڑ چون کرد نظام ۔ سیم و مس و آہن و سرب او دریافت

ایضاً

آب حیوان بظلمت اسکندر یافت ۔ جمشید بدور سلطنت ساغر یافت
از کندن کوہ کہ برآید لیکن ۔ اقبال نظام بین کہ کان زر یافت

دیگر

کہہ اسیے تو نا سمجھ نہ اب کم سن ہین ۔ ہے کس لئے غائب آپ رات اور دن ہین
رعنا سے جور از دل نہین فرماتے ۔ کیا خیر سے آپ بھی فریشن ہین

رباعی تبدیل تخلص خود

آغاز سخنوری مین مضطر تھا نام ۔ رعنا تھا شباب شاعری کے ہنگام

ہے زیر نگین جو کشور نظم نواب — نواب خطاب اور تخلص ہے نظام

۸۶ شکریہ قطعہ دیوان صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر شاہ اودہ ۱۷

اے وارث ملک و افسر و چتر و سریر — اے کوکب برج فلک دولت و دین

دیوان حضور سے ہوا لطف مجھے — آباد رہے خانۂ احسان آئین

دیگر

فقط گندم تلک تھا آب و دانہ — نہیں تقدیر کی اسمیں شکایت

ہوئی گندم نمائی جو فروشی — یہی تھی آدم و حوا کی قسمت

شکایت

محنت بباد داد و عنایت زیاد رفت — داد از تغافلش ہمہ کارم ز داد فر

رعنا چو بگذری ہمہ آخر برابر ست — ناشاد رفتہ باش کہ زین دہر شاد فر

قطعات بصنعت اشتقاق بنام منشی کرپا رام دیوان جموں و کشمیر

اے دل برکت جو در جہان میخواہی — کن ورد بہ اسم اعظم کرپا را

تخلیص حروف نام کن بے تکرار — پیدا است بہ بین لفظ مبارک ا

دیگر

دیوان سخی ابن سخی کرپا رام — مشہور شد از داد و سخاوت

از نام دو حرف اول و یک آخر — دال آمدہ بر جود بہ بین لفظ ک

ایضاً

حقا کہ بزرگیش خدا داد آمد — پیدا است کہ ہست محترم کرپا ر

سوگند رب ارخوری زنامش رعشا — ماند زبقدم الف کسبس اکرام

ایضاً

اعداد کہ شد چار صد و شصت و چہار — آحاد بہ بین چاردہ آید بہ شمار
دست غنیمم مرا بود دگر یارام — پیداست ز چاردہ جو بید آخر کار

دیگر

خاک پر ہے آدم خاکی کی سجدہ کی یہ وجہ — تا رہے او سکو ہمیشہ اصل کا اپنے خیال
پھر دوبارہ خاک ہونی سے کھلا رعنا یہ راز — ہر زوالے را کمال و ہر کمالے را زوال

قطعہ پرکالہ آتش بمقام آگرہ ۱۸۶۴ عیسوی
کہ در گرما آگرہ اسم با مسمے آمدہ

سخت گرمی کی ہے گرما گرمی — آج عالم ہے جہنم سے سوا
چرخ نیلی کا طبق گلخن ہے — خاک جو جبل سے نہین کم ذرا
آب دریا نہین تیزاب سے کم — آسبلے ہین کہ حباب دریا
سیپ چونا ہوئی ہے جل جل کر — آب موتی ہین نہین خاک ذرا
ستعیل آگ سے اب باد ہوئی — مشتعل یہ کرۂ نار ہوا
اسلیے خاک بسر ہے قارون — جلکے گشتہ ہے خزانہ سارا
بنگیا گل سکے وہین صورت آب — یعنے ٹکسال مین جو تھا سکا
بھنکے گرتے ہین کباب اب ہین طیور — اسقدر عام ہے من و سلوا
شور ہے شہر خموشان تک آج — کہ چلے جاتے ہین ہم تحت ثری
پتھرون سے یہ نکلتے ہین شرر — کہ ہر اک کوہ ہے طور سینا
ناریل جبل ہین تو گلنار ہے گل — ہین درخت آگ کے اشجار کی جا

چھوڑ دی نار پرستی آخر
ایک دل نہ دوسرا دوزخ ہے شکم
جتنی باتین ہین جلی اور کٹی
ابخرون سے تہ و بالا ہے بخار
کچھ نہ گایا کبھی دیپک کے بغیر
نظم بھی لکھین تو لکھئین واسوخت
خاک پر ذرے فلک پر تارے
مہر بے مہر تو تھا ہی مجمر
ماہِ نو سے یہ نمایان ہے صاف
پر فرشتون کے جلے جاتی ہین
ہے جو آتشکدہ دوزخ تو ضرور
پر سے اب لیتی ہے پنکھی کا کام
خلد مین خشک پڑی ہین نہرین
سرد خانے ہوئے سارے حمام
ڈھونڈھتی پھرتی ہین پانی حورین
کھا گئے ماہ کو دلسوزی سے
موج کی جا نظر آتی ہے گرد
رنگ ماہی ہوئی ماہی بے آب
شعلہ رویون کا عجب عالم ہے
تار برقی ہوئی تارِ گیسو
آگ ہین طیش کے مارے گلرو
تل کے دانے کا نکلتا ہے تیل
دست و پا کو نہ جلائے کیونکر

سارے زردشتیون مین شکر خدا
ایسا دو آتشہ دیکھا نہ سنا
یہ زبان ہے کہ زبانہ گویا
تپ زدہ تپتے ہین ارض و سما
چرخ سے آئی جو گانے زہرا
واہ رے گرمی طبعِ شعرا
کم شرارون سے نہین صبح و مسا
ماہ مشعل ہے فلک گرم توا
چرخ ہے نعل در آتش گویا
گولا ہو گیا جل کر طوبےٰ
دھونکتی صور ہے بجلی نفخا
نہین ملتا جو پری کو سایا
العطش کی ہے بہشتی کی صدا
برف خانے ہوئے مطبخ سے سوا
حوضِ کوثر مین نہین اک قطرا
کیک سمجھی جو اسے انگارا
خاک اوڑتی ہے جہان تھی دریا
وان بگولا ہے بھنور تھا جس جا
ہے بس آتش کا ہر اک پرکالا
کان مین ہو گئی بجلی شعلا
لال گرمی سے ہوا رخسارا
جا سے روغن سے ہے لپینا گویا
آتش مشتعل رنگ حنا

کیسی بے لطف ہے گرما گرمی
قدر عشاق ہے معشوقون کو
آتشین رخ سے بھڑک اوٹھتا ہے
ایسی گرمی مین کہین ممکن ہے
تاب کیا ہے جو کرین شعلہ رو
گرم جوشی کرین کیونکر عشاق
نفس گرم تو ہے گرم دھوان
ہے نسیم سحری باد سموم
آگرہ مین نہین رہنا بہتر
عین وصلت مین ہے فرقت پیدا
ہکیھتا گرمی مین جلاپے کا مزا
شعلہ ہر وقت نصیب اعدا
جمع ہون عاشق و معشوق اک جا
نگہ گرم ہے اب انگارا
دل ہوا جل کے کباب اب یارا
جسم گلخن کی طرح ہے جلتا
چمن دیر کو چھوڑو رعنا
گرم گرمی مین ہے دوزخ سی ہوا

دیگر قطعہ حالیہ مشعر صنعت اشتقاق لفظ رعنا

ہے عیان تکسیر اور تجنیس سے رعنا کی صاف
جو منافق ہین بقرار اونسی مین عیار ہون
خاکساری آب و گل مین ہے بنام بوتراب
امتحان نیک و بد کو سنگ اسود ہے محک
اور اگر رعنا کے معنی مین کسیکو ہو کلام
محکو خود اقرار ہے لاریب مین مرد غیور
آئینہ ہے الغرض انسان انسانکی لیے
ورنہ من آنم کہ من دانم جو سچ پوچھو تو بس
نام مردان علیخان ہے اور آقا ہین مرے
ہاتھ مین میری ہے کلک امتحان یون جسطرح
قول میرا فعل ہے اور فعل میرا قول ہے
لفظ مین اور قول مین بس ایک نقطہ کا ہے فرق
لفظ عیار اور الفاظ غبار و ہم عیار
جیسے خیر الماکرین آیا ہے قول کردگار
جو موافق ہین مین اونکی نقش پا کا ہون غبار
مین بھی ہون اسطرح انسانون کی گستی مین عیار
جیس سے ہے شان غرور و خود پسندی آشکار
پر فقط اونسے جنھین غرہ ہے یا کچھ افتخار
یعنی ہر جیسے کو تیسا ہے میان روزگار
دوستون کا دوست ہون مین دشمنی اور یار ونکا یار
شاہ مردان شیر یزدان قوت پروردگار
لا فتا الا علی لا سیف الا ذوالفقار
قول مردان نام سے نام خدا ہے آشکار
ایک نقطہ مین نہین رہتا ہے باقی اعتبار

آبرو دنیا مین ہو ایمان عقبیٰ مین رہے بس یہی ہے دولت دارین کافی کردگار

شکریہ شبیہ موصولہ

صورت کی ہے نواب کی وہ صورت پاک جسنے دیکھا یہی کہا صل علےٰ
بشرہ سے عیان ہے آئینۂ رحمت حق ہے سورۂ یوسف کا بعینہ نقشا
خط آیۂ سجدہ ہے جو پیشانی پر سجدہ کرتے ہین اوسکو سب اہل صفا
والشمس ہے والقمر ہے سب کی نزدیک اخلاص سے ہاتف نے کہا صل علےٰ
یعنے ہے مجاز بھی حقیقت دراصل ہے عین مناسب جوکہون ظل خدا
مصداق تھا و منون بالغیب کا مین اب مصحف روکا مجکو دیدار ہوا
جسوقت مرقع وہ صورت رکھی سب بولے ہوے اہل کتاب اے رعنا

دیگر جشن نشرہ

بزم عالم مین ہے عجب رونق جشن گھر گھر ہے عیش ہے ہر جا
مادر دہر شاد شاد ہے آج پیر گردون پہ ہے شباب آیا
ہے نظیر حسن کا نشرہ آج برکت نے یہ روز دکھلایا
بزم مین رات تھا وہ صدر نشین جمع تھے لکھنؤ کے سب امرا
کہا رعنا نے دیکھہ کر محفل رفعت شان جشن صل علےٰ

دیگر

مہاراج الور ہین شیودان سنگھ وہ ہین فخر اقلیم ہندوستان
سخاوت مین وہ حاتم وقت ہین شجاعت مین ہین رستم داستان
ملا راج میراث اجداد مین خدا داد ہے عدل نوشیروان
بڑی سیر چشم اور عالی ہمم شریف و ہنرمند کے قدردان

سکندر ہیں شوکت میں حشم جاہ میں ۔ ہے اقبال حشم اور وہ اوس کی جان
وہ ہمپایۂ صاحبِ تخت ہین ۔ رہے ہے قوتِ بازوئے خسروان
کرشن اور اندر ہین وہ بزم مین ۔ مہادیوتا رزم مین پہلوان

دیگر تاریخات اقسام

تہنیت جشن شادی سرکار مہاراجہ پٹیالہ کہ بعد شادی چیچک عارض شدہ غسل فرمودند

سرکار کی شادی کی نہ کیونکر ہو دھوم ۔ شاہانہ تجمل تھا نہین شبہہ و شک
تھا ایک جہان محو تماشا ہر سو ۔ انسان کا کیا ذکر ہے تا جن و ملک
نوشاہ کی شادی کا یہ عالم دیکھا ۔ تھا محو جمال چشم انجم سے فلک
مشتاق تھے دریا مین ہر اک چشم حباب ۔ جھپکی نہین گلزار مین نرگس کی پلک
لیلی محمل سے اور محل سے شیرین ۔ خلوت سے نکل آئی زلیخا در تک
یوں شاد رہے جذب شوق دید نوشاہ ۔ آ بیٹھی ہے زہرہ بھی لبِ بامِ فلک
دیکھی ہے لگا کی سیر اس شادی کی ۔ پیر گردون نے ماہ و خور کی عینک
تھا غلغلۂ عیش کا جو عالم مین عام ۔ چشم بد دور از سما تا بسمک
دیکھو ہمہ تن چشم ہوا جسم حضور ۔ دیدار کی خاطر نکل آئی چیچک
رعنا سے برائے فالِ غسلِ صحت ۔ ملہم بولا فراغ بے شبہہ و شک
۱۳۰۱ھ

دیگر

آب از جوئے رفتہ باز آمد ۔ یا بباغِ جہان رسید بہار
نخلِ امید بار بار آورد ۔ شاخِ گل شد بری از گلِ بے خار
پر گہر گشتہ باز درجِ صدف ۔ ابرِ نیسان چو گشت گوہر بار

بدر آمد ز ابر بدر منیر — مهر تابان ز مطلع الانوار
پی معراج سوی عرش عظیم — گو شبیا رفت احمد مختار
ز احمد آباد آمده اینک — همچنان با عروج عزّ و وقار
میرزا حاجی محمد خان — نایب جود و بود از سرکار
شاه را ماند این چنین دستور — فخر هند و در ولایت و دربار
مخزن عدل و داد و خلق حسن — معدن عقل و همت و هشیار
نام حاتم شد از سخایش سطے — شد گدا هم بعهد او زردار
تا جهان ست در جهان باشد — این چنین مرد با خدا دیندار
سال تاریخ گفت ملهم غیب — دو و هشتاد و هم دو صد به هزار
۱۲۸۲ھ

قطعه دیگر در شان مهاراجه

کہون اونکو گر مہر عالم فروز — تو اظہر من الشمس ہے مہربان
کہ ہے ہاتھ مین اونکے میزان عدل — عدالت سے ہین روز وہ حکمران
ہین یہ صلح کل جنکے شاکر مدام — ہنود اور مسلمان ہین با صد زبان
بدل حق سے کرتا ہے رعنا دعا — مہاراج ذیجاہ کا مدح خوان
رہین تا قیامت وہ فرمانروا — ہنر زیر نگین ہون زمین و زمان
رعیت ہو شاد اور آباد ملک — سلامت ہین جب تک کہ ہین آسمان
وہ عقل اور فرہنگ مین پیر ہین — مگر بخت اور عمر مین ہین جوان
عدالت سخاوت شجاعت مین آج — وہ ہین مفخر اسلاف ہم خاندان
چراتا ہے اب گلہ گوسفند — [illegible] غضب سے اونکے شیر ژیان
وہ نام خدا ایسے ہین نامور — کہ نام آورون کے ہین نام و نشان

دیگر

بت کو اصنام سے کر سکے ہین برہمن سجدے — فرشتہ آدم کا ہوا روز ازل مین مسجود

سجدہ آدم کا ادا پہلے فرشتون نے کیا	ورنہ انسان کا انسان سین ہی سجد…

پیش از مرگ واویلا یعنی تاریخ فوت خود در ایام وبای ہیضہ سنہ ١٢٦٣ھ مقام لکھنؤ جسکے بعد بعالم رویاے صادقہ بشارت سلامتی ہوئی

دور دور اسہے وبا کا گھر گھر	شہر آشوب ہے ہیضہ ہر ج…
ہیضہ حد درجہ ہوا عالمگیر	اس سے ہے قحط رجال اب گویا…
خاک مردہ ہو بدست زندہ	جان سے ہاتھ جہان نے دھویا…
عشق کو بھول گئے عاشق زار	لاے جانون کے پڑے ہین بخدا…
جان سے تنگ آئی ہین جانان جہان	غم جان یاد ہے بھولے غمزا…
سانس کیا لیجیے دم رکتا ہے	متعفن ہوئی اس درجہ ہوا
مادہ کا ہے نہ موسم کا فتور	عمل زشت سے پھیلی ہے وبا
معصیت سے جو ہو توبہ تو ابھی	سایہ کی طرح پلٹ جاے قضا
اب بھی غفلت ہے تو میرا ہی سلام	آپ کردار کی پاؤ گے سزا
زندگی خواب ہوئی عمر خیال	عافیت اور ہے خیر اب عنقا
شہر مین شہر خموشان سارے	خوب آباد ہوا ملک بقا
زندہ درگور ہین اتنا عقد	ملک الموت کا یہ ہے دھڑکا
پاؤن لٹکاے ہوے بیٹھے ہین	قبر مین تابع تسلیم ورضا
ملک الموت بھی جاتا ہے سہم	پاس آتے ہوے ڈرتی ہے قضا
اب حسابون سے بھی منکر ہے نکیر	غرق ہے خواب عدم مین ہوتا…
گوش زد نالہ وشیون ہے آہ	ماتم عام ہے گھر گھر برپا
سہل مرنا ہوا جینا مشکل	کیا قیامت ہے یہ یارب دوسرا
رحم اے ہیضہ بس اے عزرائیل	ہے خدائے یہ کیا قہر خدا
کام تیز اب کا کرتا ہے گلاب	زہر مہرہ ہے ہلاہل سے سوا

تار جبل اور نکا تا ہے آگ   تھا دزہرا وسپہ معین صفرا
خطرۂ جان ہون نکیون نیم حکیم   نام کو بھی نہین ہوتی ہے شفا
تھا مسیحائی کا دعوے اونسیر   عیسے دم دیتے ہین ترسا ترسا
خضر لاتے ہین جوابِ حیوان   کارگر خاک نہین ہے اصلا
ستے نہین تھوکتے ہین جنپہ یہ   تف ہے اس ہیضہ پہ لاحول ولا
دست وستے ہو گئے پیغامِ اجل   بیٹھے جاتے ہین مریض آپ چلا
یون بھی مرنا ہے مسلم یار و   پیش ازمرگ ہے کیون واویلا
ہم کفن باندھے ہوے بیٹھے ہین   شوق سے آئے جو آتی ہے قضا
مرگ انبوہ نہین جشن سہی کم   گرچہ ہے مرگِ مفاجات وبا
وصل سے لاکھ غنیمت ہے وصال   موت آجائے تو ہے شکرِ خدا
جینا عزت سے بایمان مرنا   ہے یہی عمرِ ابد صل علیٰ
ورنہ بے اسکے تو جینا ہے ہیچ   خاک ہے جینے پہ ہے لاحول ولا
موت کی دیکھ کے گرماگرمی   اپنے مرنے پہ نصیبِ اعدا
تھا غرض حفظِ تقدم مجکو   تا نہ تکلیف اوٹھائین شعرا
بے کم و کاست لکھی یہ تاریخ   فوت مردان علیخان رعنا
۱۲۶۴ھ

دیگر

پڑا اگر دیوان مین شور رعنا   معاصی کا ہوا میرے یہ طومار
سیہ نامہ کا جب دیکھا سیاہ ہے   ہوئی اک لوح محفوظ اور ہتیار
فرشتے آگئے یان تک تنگ آخر   کہ لکھتے لکھتے سمجھے اوسکو بیگار
گنہ جب اسقدر مین نے کیے ہین   ہوا مشہور جب سے مین گنہگار
تو میری مغفرت پھر کیون ہے مشکل   حضورِ کبریا ہے جو کہ غفار
کرے جب محو خط سے میرے عصیان   تو سب ہے حرفِ غلط وہ آخر کار

چھپا لیگا وہ داماں کرم میں
کہ ہے نام خدا نام اوسکا ستار

غم عصیاں نہیں اس سے کہ وہ ہے
گناہ آمرز رنداں قدح خوار

قطعہ بنام مشفق شیخ داؤد صاحب

ماشاء اللہ واہ چشم بد دور
یعقوب کی الفت ہے جمال یوسف
موسیٰ کی جفاکشی ہے اعجاز مسیح
فولاد سے دل ہیں آپکے سب موم

کیا مجمع اوصاف ہے حضرت کا وجود
ایوب کا صبر ہے سلیمان کا جود
سن خضر کا ہے نوح کا حلم محمود
ہے خلق محمدی تو نام داؤد

تاریخیات

قطعہ وفات ابوظفر بہادر شاہ معزول شاہ دہلی مقیم رنگون خاتم السلاطین چغتیہ تیموریہ

ببین احوال این دنیا که چون ست
فنا باشد همه آغاز و انجام

بچرخ نیلگون رنگ وفا نیست
تهی چون شیشه و از دون صورت جام

کجا اسکندر و جمشید و ضحاک
کجا اسفندیار و رستم و سام

بجز از نیک و بد باقیست نامے
که مے ماند ز نیک و هم ز بد نام

غنیمت دان دور و عمر نادان
بسر گردت گرت با عیش و آرام

شه تیمور چنگیزی ز ترکان
شنیدستی که بودش عالمی رام

همه در سایهٔ هیبت جلالش
ز چین تا هند بود از روم تا شام

چو هند و سند و ایران بود در امرش
همه ترسا و گبر و اهل اسلام

سمند شاه جیحون در سمرقند
زده در هفتصد و هفتاد و دو گام

ز تیمور است ابو ظفر ششم
بهند آمد شمار بست و سه نام

شمار سال عمر سلطنت گشت
ازین رو پنج صد ای نیک فرجام

ز ابراهیم لودی بابر چون کرد
ظهیر الدین بابر هند را رام

هزار و پانصد و بست و شش از سال
غرض سه صد سی و یک سال دیگر
بعهد شاه عالم بهر شاهی
۱۱۸۳
هزار و یک صد و هشتاد و سه بود
ز تخت و تاج شاهی ماند تا هم
چو گشت غدر شد سر سبز از جور
۱۲۷۳
هزار و دو صد و هفتاد و سه بود
پس از یک سال شاه انگلستان
هنوز آن شاه شاهان حکمران است
بگیر آمد بهادر شه چه در رزم
به حبس شور شد شوریده آخر
گرفت و اگوشش فهم و چشم بینایست
من از آن روز دانستم که آخر
شده طالع ز مغرب شد بمشرق
مقام ترس و جای خوف و بیم است
من و تو هر دو را کار از قضا هست
دگر مخروش ای رعنا که آمد
چه در رنگون شه بیکس قضا کرد

چه سال از سال عیسی بود هنگام
شمار کار صرانی شد ز ایام
بعهد کمپنی چون کرد ادغام
ز هجرت آنکه آمد سال اسلام
نشان باقی واز شاهی فقط نام
رسید از دست اهل غدر آلام
که گشته از بغاوت شاه بدنام
گرفت از کمپنی احکام حکام
که حکمش باد در هر ملک مادام
به رنگون رفت آخر با صد آلام
شده آغاز شورش را چه انجام
شنو نظم به بین احوال ناکام
بود در مهر خورشید لب بام
شنو روز شهی را زود تر شام
که آغاز آن بود این باشد انجام
دگر خواب و خیالات است واوهام
ز جبر شور شور رنج و آلام
بهادر شاه غازی بو ظفر نام
۱۲۷۹ ھ

دیگر

شه بیکس چو رفت از دنیا | بیکسی کرد بر سرش ماتم
دید رعنا چو دشت را خالی
گفت تاریخ او غزال ارم
۱۲۷۹ ھ

دیگر

بہادر شاہ چون سوے ارم رفت — کہ بر او نام شاہی راست اتمام
پئے فوت بہادر شاہ غازی — چنین رعنا رقم زد خلد خدام
۱۲۷۹ھ

دیگر

رفت از دہلی سوی رنگون چو شاہ بو ظفر — شادمان گشتند بہر دعوتش ارباب خلد
رخت بست از ملک مشرق چون سوی خلد برین — گفت رعنا سال فوت او کہ مشرق باب خلد
۱۲۷۹ھ

دیگر

دار فانی مقام عبرت ہے — کیا کوئی اوس سے آہ دلکو لگاے
شاہ بیکس گئے جو دنیا سے — کہا رعنا نے رخت باندھا ہاے
۱۲۷۹ھ

بجواب نذر محمود نامہ بخط ناخن جلی

مصطفی را ید بیضاست درین صنعت لغز — بے قلم سکہ شد از ناخن خود صورت کن
گفت رعنا کہ عجب نامۂ محمود نوشت — ناخن عقدہ کشا خوب بخط ناخن

تہنیت ولادت فرزند مرزا حاجی محمد خان مرحوم کہ دوستانہ ہمراہ سامان و لازمہ چھٹی فرستادہ شد در ۱۸۶۳ع

مژدہ اے دل راحت جان جہان پیدا ہوا — شاد اے جان قوت روح و روان پیدا ہوا
پیر گردون تو بلا گردان ہے ہر شام و سحر — مادر گیتی ہے قربان وہ جوان پیدا ہوا
کیوں نہو فرط خوشی سے آج گھر گھر دھوم دھام — خیر مقدم رونق ہندوستان پیدا ہوا
نقد ایمان کا نہیں ہے سالکوں کو دغدغہ — کشتیے اسلام کا وہ دیدبان پیدا ہوا

مطلع امید سے طالع ہوا ماہِ مراد — منتہ برج شرف اے مہربان پیدا ہوا
اے زلیخا سے تمنا ابتو تیرے دن پھرے — جسمین یوسف تھا ترا وہ کاروان پیدا ہوا
نقدِ انجم کر دیا افلاک نے بالکل نثار — جو خزانہ جس زمین مین تھا نہان پیدا ہوا
بزم عالم مین جو شورِ تہنیت ہے ہمنشین — کون سا مہمان نواز و میزبان پیدا ہوا
عرش و کرسی سے زمین کا بڑھ گیا ہی اوج — افتخار رفعت ہفت آسمان پیدا ہوا
نکہت بستان رحمت نوبہار باغ خلد — ثمرۂ نخلِ حیاتِ جاودان پیدا ہوا
ہمصفیر و گلشن ایجاد مین آئی بہار — دھوم ہے باغ جہان کا باغبان پیدا ہوا
دیو بندی ہنگئی پریان کنیزین ہوگئین — کون اسے آصف سلیمانِ زمان پیدا ہوا
تشنۂ آب بقا کو مژدۂ عمر ابد — چشمۂ حیوان سے وہ آب روان پیدا ہوا
طوطی ہندوستان کا بند ہی اب ناطقہ — بلبل شیراز گویا خوش بیان پیدا ہوا
آیۂ رحمت کا ہی نام خدا شانِ نزول — افتخار امت فخر جہان پیدا ہوا
حاتم ابن حاتم ثانی سخی ابن سخی — چارہ ساز زمرۂ بیچارگان پیدا ہوا
قوت جان و دل مشتاق بہر والدین — طاقت روح روان انس و جان پیدا ہوا
صبحدم جیسے سپیدہ ہو سحر کا نوربار — غازۂ روے زمین و آسمان پیدا ہوا
عدل کا بلہ نہ کیون بھاری ہوا انصاف دوست — طالع میزان مین وہ نوشیروان پیدا ہوا
گوہر مقصود سے درج تمنا بھر لیے — قسمت دایہ سے ابر درفشان پیدا ہوا
میرزا حاجی محمد خان مبارک نور عین — دیکھیے چشم و چراغ خانمان پیدا ہوا
نامور ہین آپ ہر اب نام نامی آپ کا — تا ابد باقی رہیگا وہ نشان پیدا ہوا
صاحب اقبال بخت و ثروت و جاہ و حشم — نامور ممتاز و فخر خاندان پیدا ہوا
تاریخ سال ولادت کا جہان مین امتیاز — کہ دلا ممتاز عبد اللہ خان پیدا ہوا

۱۲۸۱ھ

سالگرہ کوہ نور لاہور مع تاریخ ۱۲۸۶ھ

کوہ نور اخبار عمر او دراز — تا ابد باد الٰہی برقرار

کرده زنگین و نور اندر صفا
لوح محفوظ ست لوحِ دفترش
چشم بد دور آن سویدا ئے خطش
از سطورش نیز از حیرت اسطور
اخترش را گشته چون شب زیر این
سنگ را در طور سیما ساختند
دستکاران دست قدرت یافتند
طبع عالم را از این مطبوع گشت
میکند از مہر آن یوسف مدام
عاملان را گشت دستور العمل
مجلس میونسپل را رہنما
ہست گورنمنٹ را بس خیر خواہ
میکند تسخیر عالم گیر او
شد جہانے بندۂ احسانِ او
در وغا بر اہل امرت سر قوی
شد مقابل ہر کہ از خیره سری
آن ز رشکش میخورد خون جگر
ذم اگر فرمود کار بند کرد
صولتش ملکِ جہان را در گرفت
از خریدارانِ اخبارش مپرس
در شمار از ہند و از پنجاب ہم
لیک من در مدحتش ای بوالعجب
از دہ پنجاب را برخوان مرا

زین ہمیشہ شد باسیم نور بار
خطِ تعمیریست خطش شکبار
سرمۂ چشمِ بصیرِ روزگار
آشکارا صورتِ لیل و نہار
در خبر آمد مسلم اعتبار
زین سپید و ہم سیہ را شد عیار
کاربارش چون نباشد استوار
شد بلا ناغہ چو طبعش ہفتہ وار
ہر زلیخا ئے تمنا انتظار
خسروان راہست چون آئینہ کار
حاکمانِ عہد را ہم خضر وار
ہم رعایا را بجان و دل نثار
نثر طائر نثر و اقع را شکار
یاور و یارش شدہ ہر شہریار
در وفا لاہوریان را یارِ غار
او برآورد از سرش آخر دمار
وان دگر سر در گریبان سوگوار
مدح گر بنوشت اخز و افتخار
ہیبتش را شد بعالم اشتہار
تا ابد ہرگز نیاید در شمار
شاعران را وصفِ او باشد شعار
آمدم محسود ہر ملک و دیار
خطۂ ہندوستان را افتخار

نور او باد اسنور اے کریم
کوہ باشد بر زمین تا برقرار

بخت و اقبال ست چون عمرش دراز
روز افزون ست تا روزِ شمار

سالِ نو ہر سال نیکو میرسد
در چمن تازہ چو ایّام بہار

رنگِ گل در دیدۂ احباب باد
سخت در چشمِ حسودان نوک خار

گفت رعنا سال نو از عیسوی
یک ہزار و ہشتصد شصت و چہار

طرح سازم گر ازین مصرع فقط
باشد از سالِ مسیحی یادگار

قطعۂ تاریخ اودہ اخبار ۱۸۶۴ء

مژدہ اے ناظرین با تمکین
خرمی کے جہان مین ہین آثار

ہے اب آغاز سالِ نو یعنے
ہشتصد و یک ہزار و شصت و چہار

گلشنِ دہر رنگ لایا ہے
کیسی دلکش چلی ہے بادِ بہار

ہر روش ہے گلون پہ اک جوبن
گرم نغمہ ہے ہر چمن مین ہزار

نہرِ آبِ روان بعینہ ہے
جیسے گلزارِ خلد مین انہار

چشم بد دور ایسی رونق ہے
چشمِ رضوان مین رشک سے ہے خار

پھول پھولا نہین سماتا ہے
گل سے لیتا ہے نوک کی ہر خار

آتشِ رشک سے جلا لالہ
وَقِنا ربّنا عذاب النار

رونقِ باغِ عالمِ امکان
ہے مگر صدقۂ اودہ اخبار

روشنائی ہے اوسکے حرفون کی
سرمۂ دیدۂ اولو الابصار

صورتِ دہر کا مرقع ہے
جس سے عالم کے ہین عیان اسرار

صفحہ آئینۂ سکندر ہے
جام جمشید ہے اودہ اخبار

اسقدر اوسکی ہے خریداری
گویا یک انار و صد بیمار

ہین خریدار لاکھہ یوسف سے
مصر تک ہے یہ گرمئ بازار

ہے شش و پنج مین مہندس عقل
کچہ خریدارون کا نہین ہے شمار

بہر تاریخ سالِ نو رعنا	عقل کرتی ہے مجھسے استفسار
بے کم و کاست ہین نو سال صحیح	لکھدیا خدمت اودہ اخبار

تاریخ نواب خاص محل صاحبہ بیگم شاہ اودہ بتعمیہ داخلی خاتم

خواستم سالِ ہجری از نواب	عالمش خواندہ است خاص محل
گفت ہاتف بگو درا عالم	تاکہ اعداد او شود اکمل
بحرِ جود و سخا و لطف و کرم	کانِ حلم و حیا و علم و عمل
سنگِ محرابِ و خاکِ درگاہش	پارس و کیمیاست ضرب مثل
چون بہ الہ تخلصش عالم	گشت مشہور آخر و اوّل
علم از عینِ عالم ست عیان	الف از نامِ احمدِ مرسل
لام لطفش چو لا و بالی غیث	کہ باقرارِ اوست لیت و لعل
میم معنی بر آیتِ مولے ست	صلح کل با جمیع دین و ملل
نام ثانی محمدہ [illegible] عظمے	وہ چہ نامِ خدا از روزِ ازل
من ز نامش [illegible] کہ مے شوم	وہ ہنے از گلاب و از صندل
کے وہ [illegible] اینغرض رعنا	کہ بخوانم دگر بوصفِ غزل

تاریخ نیا نام منی بتعمیہ داخلی لفظ جعد

نام نامی کہ جسکی اک تاریخ	نقشِ خاطر ہے مجکو اسے رعنا
نقشِ دلپر ہے مثلِ نقشِ حجر	نام اوس نامور کا نام خدا
طرفہ مشہور ہر محل ہے نام	نام و نامی ہے نام ہے گویا
الف نام پاسے گر بدلے	لفظِ نامی سے یا الف ہو جدا
ہے [illegible] تو فوراً بصنعتِ تقلیب	تین حرفون سے نام ہو پیدا
[illegible] سے مفہوم	اور نزاکت سے ہے نون سی جلوہ نما

بالیقین یا یقین کی سب ہے یعنی / نام نامِ خدا ہے صلِّ علی
پر مثلث کیا جو نام سے نقش / بہرِ حسین و ہم از برائے شفا
سالِ ہجری کہا یہ ہاتف نے / ہر دو اب چار سو سے کر یکجا
جعد پر اوسکے باندہ یہ تعویذ / سر سے تو فرق تا بنو اصلا
حرزِ جانِ جہان ہوا اوسکا نام / وردِ اہلِ جہان ہو ہے یہ دعا
عاقبت عافیت سے رکھے باکام / یا الٰہی بحقِ آلِ عبا

تاریخ فوت

حسن جان از فرطِ رنج و قلق / بمرگِ زنِ خویشش چون غصہ خورد
سر و شمع پئے سالِ فوتش بگفت / کہ رعنا بگو کوچ آغا ببرد
۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت شاہزادہ اودھ بمقام کلکتہ

بسال و مہ و روز و وقتِ سعید / جو پیدا ہوا وارثِ تاج و تخت
پئے سال کی شہ سے رعنا نے عرض / مبارک ہو فرزند برجیس بخت
۱۲۷۷ھ

تاریخ کتاب میر وزیر علی بمقام لاہور

لکھا ہے میر وزیر علی نے اک نسخہ / کہ فہم و عقل میں یکتا ہے وہ زمانہ کا
لکھا ہے خامۂ رعنا نے طرفہ سال اسکا / سنو خلاصہ ہدایت ہے ہفتگانہ کا
سنہ ۱۲۷۵ھ

دیگر

کرد تصنیف چون وزیر علی / نسخۂ با بلاغت طرفہ
گفت رعنا بسالِ تاریخش / ہفتگانہ ہدایت طرفہ
سنہ ۱۲۷۵ ہجری

قطعہ تاریخ والیہ بھوپال

یارب آباد ہے جب تک کہ بنی آدم سے
راحت و عشرت و آرام سے سارا عالم

گلشن عالم امکان میں ہے جب تک شب و روز
تیری رحمت سے برستا ہوا یہ ابر کرم

اپنے الطاف و عنایات سے اے رب کریم
ہیر سے ممدوح کو رکھ خیر سے شاد و خرم

سر ہمت سے یہ رعنا نے رقم کی تاریخ
کار فرما رہیں نواب سکندر بیگم
۱۲۷۷ھ

تاریخ ولادت ولیعہد نواب کوٹلہ

ہیں والی کوٹلہ بہادر
نواب سکندر علیخان

وہ نامِ خدا یہ نامور ہیں
پڑھتے کلمہ ہیں اونکا انسان

عالی نظر و بلند ہمت
دیندار ہیں اور بڑے مسلمان

جسم بزم ہیں رزم میں ہیں رستم
ہیں دولت و ملک میں سلیمان

خالق نے دیا ہے اونکو فرزند
تابان صفتِ مہ درخشان

اس مژدہ کی دھوم ہے جہان میں
عالم میں سرور کا ہے سامان

ہر رات تو ہیں نثار انجم
ہر روز ہے مہر بھی زر افشان

بو وا ہیں در خزانۂ غیب
جاری ہے عطا کا آج فرمان

کی میں نے جو دل میں فکر تاریخ
ملہم بولا بحکمِ یزدان

الف و مائتین و ہشت و ہفتاد
کہ سالِ ولادت اے سخندان
۱۲۷۸ھ

تاریخ تولد فرزند دیوان کپورتھلہ

چو پیدا گشت نورِ چشمِ دیوان
نوید شادمانی رفت ہر جا

بساطِ خرمی فرشِ زمین شد
ز رقص زہرہ شد عشرت مہیا

ز شادی گفت ہاتف بہر سمت
بگو رعنا کہ عمر خضر بادا
۱۹۱۲

قطعہ تاریخ نذر ظرف یادگار نذر برادر مہاراجہ کپورتھلہ بمقام کلکتہ

بکرمان سنگہ بہادر سردار　　فوج کی قبضے مین ہی اونکے کمان
افسر فوج سنے ظرف نقرہ　　پیشکش اونکو کیا بہر نشان
فکر درکار نہین اے رعنا　　ظرف صہبا سے ہے تاریخ عیان
۱۲ ھ

تاریخ مظہر العجائب اخبار روڑکی

مطلوب ہے مظہر العجائب چھاپہ　　مرغوب ہے مظہر العجائب چھاپہ
روڑکی مین جو مطبع ہی تو رعنا تاریخ　　کیا خوب ہے مظہر العجائب چھاپہ
۱۲۷۸ھ

تاریخ فوت لارڈ کننگ ویسرائے ہند

وہ اقبال مجسم تھا کننگ آہ　　کہ تھا عالم مین اوسکا جابجا شور
خلیق و محسن و مونس مربی　　شجاع و عاقل و فیاض و غمخوار
ظفر کھاتے تھے الحق اوسکی سوگند　　لیا تھا ہند سارا بازر و زور
ہوئی زاد و دہش بس ختم اوسپر　　سلیمان کو نظر تھی تا بہر مور
عدم کو گھر سے جاتی ہی سدھارا　　جہان ہے اس الم سے زندہ درگور
دل مغموم رعنا سے یہ سنکر　　صدا آئی بصد غم ہاے غمخور
۱۸۶۲ء

قطعہ تاریخ باغ

لاہور مین بنا ہے یہ وہ یادگار باغ　　لالے کی طرح خلد کو بھی جسکا داغ ہی
اب سرزمین باغ جہان کا فلک تو کیا　　سچ پوچھیے تو عرش برین پر دماغ ہے
تاریخ کا خیال جو رعنا کو آگیا　　آواز ہاتف آئی کہ گلزار باغ ہے
۱۲۷۶ ہجری

تاریخ فوت مولوی نهال الدین

آه آن مولوی نهال الدین — هالک دوربین کلکته
نونهال بهشت چرخ برین — رونق سرزمین کلکته
برد از باغ دهر چون اجلش — چین گشته و جبین کلکته
گشت تاریخ یه چل خالها — ایسا ات گشته بین کلکته
۱۲۷۹ھ

تاریخ تولد فرزند مرزا خاور سیستانی — پور مغل ۱۲۷۸ھ

تاریخ دریابردگی باغ نواب علی رضا خان واقع لاهور برکنار دریای راوی

آن باغ که در سواد لاهور — غیرت ده جنت است و رضوان
پر تخته گل ز رنگ و بویش — گلزار خلیل و عنبر افشان
گلگشت کنند در بهارش — حور و ملک و پری و انسان
الحال روانسیے ز راوی ست — گو رفت ز جا ز موج عمان
رعنا بسیج گفت سالش — تاراج شنید چون گلستان
هر بشد ست روح پرور — باد چمن علی رضا خان ۱۲۶۶
دل کرد چو فکر سال هجری — تاریخ بگفت جور طغیان ۱۲۷۹ھ

قطعه تاریخ تعمیر مسجد نواب عبد المجید خان ملتانی در لاهور

خان و نواب ست چون عبد المجید — فخر در ملتانیان در باوفا
مسجدے تعمیر در لاهور کرد — گفت رعنا خانهٔ یاد خدا
۱۲۷۶ هجری

تاریخ یادگار باغ کہ از نام باغ ملکینیم کردہ می آید

تصنیف تاریخ آپ ہے سر جان لارنس کا
باغ جہان مین نام رہے [illegible]
رعنا نے نام باغ سے [illegible] عدد

ہے نیکنام سبکہ وہ صاحب دل و دماغ
لاہور مین بنایا عجب یادگار باغ
روشن سن مسیح ہوا صورت چراغ

دیگر

لاہور مین بنا ہے یہ وہ یادگار باغ
اک [illegible] مین باغ جہان کا فلک تو کیا
تاریخ کا خیال جو رعنا کو آگیا

لالہ کی طرح خلد کو بھی جسکا داغ ہے
پہنچے تو عرش برین پر دماغ ہے
آواز ہاتف آئی کہ گلزار باغ ہے
۱۲۷۶ھ

مادہ تاریخ واگذاری عمارت

خانہ خداداد آباد
۱۲۷۶ھ

تاریخ طبع قصہ امیر حمزہ تصنیف شایان لکھنوی

قصص حمزہ کی جب شایان نے لکھی
خرد نے جب کہ پوچھا سال تاریخ

ہوا مسرور سنکر ایک عالم
کہا رعنا نے اوس سے سحر اعظم
۱۲۷۹ھ

تاریخ سفر ولایت کرنل ایپٹ صاحب کمشنر لکھنؤ

ہین مخبر فرنگ کرنیل ایپٹ صاحب
تھی قسمت لکھنؤ کی فرمان فرما
پابند جو ہوا ہے عدل [illegible] اونکا ایسی
ایسے ہین وہ سیر چشم چشم بد دور
[illegible] اونکا اسقدر خلق عمیم

گلگشت وطن کو ہند سے ہے پا برکاب
عدل و کرم و خلق سے وہ عرش جناب
کیا دخل ہوا ٹوٹ سکے ایک حباب
حاتم کو رہا او نسے ہمیشہ ہے حجاب
مداح ہین سب غریب امیر او نواب

اب اونکے فراق مین یہ ای مردم چشم — دریا کو نری مین ہی کہ ہے چشم پرآب
دلسوز شفیق کی جدائی مین آج — دل آتش دوری سے ہی مثل سیماب
جب تک ہی جہان مین نسیم رحمت آمین — فرمانده خلق وه رہین یاد وہ آب
رعنا کی دعائیہ سہے تاریخ سفر — بالخیر کہ لکھنؤ مین وہ آئین شتاب

تاریخ فوت چھوٹی میان احمد علیخان عکسی مصور لکھنؤ

جنھین لوگ کہتے تھے چھوٹے میان — وه تھے لکھنؤ مین بڑے نامور
اور احمد علیخان بھی تھا اونکا نام — ہے اوصاف سے اونکے سب کو خبر
جو اخلاق پوچھو تو تھے احمدی — علی کی صفت تھی وہ سینہ سپر
رہے عمر بھر ایک انداز سے — مسرت سے کی زندگانی بسر
معزز رہے دور شاہی مین وہ — رہے انگلشیہ مین بھی معتبر
مصور تھے ایسے زمانے مین وہ — کہ بہزاد و مانی نہ تھا اسقدر
پری تک اوتر آئی شیشے مین صاف — یہ تھا سحر گویا کمال ہنر
اور اسپر تھی یہ سیر چشمی عیان — کسی سے نہ لیتے تھے کچھ سیم و زر
بشر تھے مگر شر سے وہ پاک تھے — کہ خیر مجسم تھے عالی گہر
وبا کا کہین ستیا ناس ہو — قلم کار قم سے ہے شق اب جگر
وہ یوسف جو تھا آه ہر دل عزیز — جہان سے گیا ایک دم مین گذر
بہشتی تھے اسواسطے خلد مین — معاً ہو گئی شیشے مین جیسی نظر
مرقع مین عالم کے تھے منتخب — ہوئی جب یہ اہل بقا کو خبر
کیا جذب رحمت نے اونکو طلب — کہ نقشہ جمایئن یہان بیٹھکر
جو نقش فنا تھا فنا ہو گیا — قضا کا بقا عکس باقی ہے پر
ملا تک تو کہتے ہین یادش بخیر — دعا کرتے ہین مغفرت کی بشر
وه مغفور ہے اسلیے سال فوت — کفایت ہے رعنا سے یعنے غفر

۱۲۸۰ھ

تاریخ تولد فرزند میر فضل حسن

ہین محمد حسین جو حافظ　　یعنی اولاد سید الثقلین
اونکو برسون سے یہ تمنا تھی　　دے خدا اونکو ایک نور العین
حق نے آخر دیا اونہین فرزند　　جبکہ طالع مین آگئے سعدین
میر فضل حسن ہے نام خدا　　ہے عیان حاو عین و را و غین

١٢٧٨ھ

دیگر

صاحب تقویم اور تنجیم بھی　　بوالعجب ہین سنکے حال جنتری
ہے ستارہ اوج پر طالع کا آج　　کیون نہو رعنا کمال جنتری
مشتری زہرہ سے جا کر پوچھ لے　　جشن معنی و جمال جنتری
فکر مین تاریخ کے بولا سروش　　مظہر قدرت ہے سال جنتری

١٢٧٨ھ

تاریخ باغ نواب عبد المجید خان

سرشت خلد ہے اس سرزمین مین　　مثال خلد ہے لاہور کا باغ
مگر جسوقت دیکھا باغ نواب　　کہا رعنا نے فورا نور کا باغ

تاریخ تولد فرزند حاجی محمد خان

مژدہ میلاد عبد اللہ خان عمرش دراز　　میفزاید رنگ و از فرط شادی بر رخت
میرزا حاجی محمد خان بہادر بشنود　　سال فرزند شما آمد ز رعنا فرخت

١٢٨٠ھ

دیگر

در سال نکو چو گشت مولود سعید　　کشت امید سبز شد چو [illegible]

چون فالِ نکویش در گلستان دیدم　　آمد پئے آئندہ نکو نغظ فراغ
۱۲۸۱ھ

تاریخ فوت لارڈ ایلجن ولیسرائے ہند ہنگام یورش نیروسوت وغیرہ

در عہد جناب لارڈِ ایلجنِ　　چون گشت عیان قتال مغرب
از سالِ وفاتِ او سروشم　　فرمود بگو عبد ال مغرب
۱۲۸۰ھ

دیگر

تا دھرم سال رفت از شملہ　　لارڈ ایلجن باحتشام و شکوہ
کربتِ راہ کثرتِ امراض　　کرد ناگہ زہر طرف انبوہ
بر دھرم سال چون رسید قضا　　قلب سال او فتاد از اندوہ
سالِ تاریخِ فوتِ او رحلت　　گفت شد آفتاب بر سر کوہ
۱۲۸۰ھ بعد تخرجہ قلب سال

تاریخ فوت ترمتی پاتر

مراد آباد مین تھی ایک پاتر　　کہون کیا تمسے انداز ترمتی
بڑی گھر مین نکل آئی معاً وہ　　وہ تھا انداز یہ ناز ترمتی
مسلمان ہو گئی تھی مدتون سے　　ہوا اب فاش یہ راز ترمتی
وہ ڈھنڈو تھی نگراے ہمصفیرو　　جوانانہ تھے اندازِ ترمتی
گریزین کر کے دکھلاتی تھی جوبن　　یہ تھی مشہور اعجاز ترمتی
اجل کا آپڑا جس وقت شہباز　　نہ نکلی کچھ بھی آوازِ ترمتی
اوڑا جب طائرِ جان ہمصفیرو　　پڑا سب رنگیا سازِ ترمتی
پئے تاریخ رعنا خود اجل سے　　صدا دی ہجو پروازِ ترمتی
۱۲۸۰ھ

تاریخ باغ میرزا صاحب در اجمیر

از کوہ و سواد آب اناسا گر　　آمد چو ہواے سرو چمن شیراز توس

انداختہ طرحِ باغِ آن نیک نہاد   رعنا پئے سال گفت ظلِ فردوس
۱۲۸۰ھ

معجز فکر کہ در ایام شورش فرج بطور تفاؤل گفتہ آخر کار حسب تاریخ مسنخ شد

دل عساکرِ سرکار شادمان گردد   دمیکہ از ظفر کوہ صوات گردد سیر
شدہ کوہ گشت مسخر برائے فالِ ظفر   ز فکرِ سالم رعنا ستہانہ صوات مسخر
۱۲۸۰ھ

فقرہ تاریخ مسجد + فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس
۱۲۸۰ھ

تاریخ مسجد حاجی محمد خان

بہ نام شدہ آنکہ باسم اعظم   نامیکہ ملک نام خدا خواند درود
تاریخ بنائے مسجدش ہاتفِ غیب   تیار شدہ گفت خدا خانہ بزود
۱۲۸۰ھ

تاریخ فوت خود قبل از مرگ باتباع موتوا قبل ان تموتوا

کے از غمِ دنیا رسدم بر دل داغ   ترسید ارم ز نکہتِ خلد دماغ
میبرد اگر انسان نصیبِ اعدا   دارد رعنا ز سالِ تاریخ فراغ
۱۲۸۱ھ

تاریخ فوت خود مثل قبل از مرگ واویلا

سوائے ذاتِ یزدان کسکو بقا ہے   نہیں کافر کو بھی مرنے سے انکار
پھر اسیر موت سے غفلت عجب ہے   کریگا ایک دن یہ خواب بیدار
کر اسکی فکر گر ہے عاقبت بین   نہ ہو مرنے سے غافل گر ہے ہشیار
خیال و خواب ہے عمرِ دو روزہ   قضا آنی ہے اک دن آخرِ کار
یہ پیش از مرگ واویلا نہیں ہے   اجل کو میں نہیں بھولا ہوں زنہار
ہزار و دو صد و ہشتاد و یک میں   قضا آجائے گر میری قضا کار

تو فکرِ سال فرمائین نہ شاعر	نہ مجھ پہ ہے بارِ احسان سے بہت عار
بشارت مجکو دیتا ہے یہ ہاتف	نہ ڈر نالائق ہے گو تو گنہگار
نصیبِ دشمنان امسال رعنا	ہوا تو حق کو ہے بخشش سے اقرار
عیان ہے نام سے نامِ خدا فال	کہ وہ غفار ہے غفار غفار

۱۲۸۱ھ

تاریخ وفات ناظر وحید الدین

ناظر نے افسوس قضا کی	سب کی شکستہ کیون نہو خاطر
رعنا نے تاریخ رقم کی	آہ وحید الدین ناظر

۱۲۸۰ھ

نام تاریخی فرزند عبد العلیخان

پسر در خانۂ عبد العلیخان	عنایت کرد چون خلاق شان
برای نام تاریخیش ہاتف	ز رعنا گفت تمکین علیخان

۱۲۸۱ھ

تاریخ غسل صحت نواب عبد المجید خان

آنکہ او نام خدا ہست مجید	گشت بیمار نصیب اعدا
یافت صحت چو ز لطفِ شافی	فارغ آمد بزبان سال شفا

۱۲۸۱ھ

دیگر

مدرسہ در اٹاوہ شد تعمیر	در زمان سعید مسٹر ہیوم
گفت سال مسیح او رعنا	خانۂ فیض اہل فن و علوم

۱۸۶۱

تاریخ فوت سیٹھ سبحان مل اجمیری

ہمسر نہین جسکا شہر مین کوئی آج	تھا سیٹھ سبحان مل وہ ساہو زردار

اجمیر شریف مین جو کی تپ سے قضا
تاریخ جب یہی نام خدا ہے غفار
۱۲۸۱ھ

ایضاً

تھا سیٹھہ سجان مل جو زر دار
ہے سال وفات اوسکا شاہد
بیشک نکل آئی عیسوی سال
مفرد جو لکھون حروف واحد
۱۸۶۴ع

پیش از مرگ واویلا یعنے تاریخ فوت خود نصیب اعدا

صوت ہر سال ومہ وساعت و روز
گھات مین رہتی ہے سبکے بخدا

صورت سایہ قضا میرے ساتھ
دشمن جان ہے نصیب اعدا

جی کسی بات مین کسطرح لگے
کب بھروسا ہے یہان جینے کا

زندہ درگور ہین گو جیتے ہین
سامنا موت کا ہے صبح ومسا

نوح اور خضر کی ہرچند ہو عمر
عاقبت ایکدن آئی ہے قضا

بھولتا مین نہین مرنا ہرگز
یاد رہتا ہے مجھے روز جزا

دیکھتا ہون جو دو حرف ہیرا سم
نام مین مر ہے تو جینا کسکا

پھر مجھے موت کا ڈر کیا یعنے
شوق سے آئے جو آتی ہے قضا

مین تو مرتا ہون قضا سے پہلی
پیش از مرگ نہین واویلا

ہے رضا مجھکو قضا پر الحق
پہ گنا ہون کا ذرا ہے کھٹکا

جسم کہتا ہے نہ اب خاک اوڑا
روح کہتی ہے کہ چل سوے بقا

نفس اور روح مین ہر دم ہے جنگ
دشمن جان ہے ادھر حرص و ہوا

ہے عجب چپقلش اس جنگ مین
ایک جان لاکھہ عدو سو ایذا

خانۂ جسم ہوا دار الحرب
ہجرت اب تن سے روانکو ہے روا

اتفاقات سے شاید امسال
اس کشاکش مین جو آجاے قضا

سال تاریخ تفادل سے ہے نیک
جیت سے گو نہ ہون مین جدا

آئیہ فتح یہ پائی تاریخ | فتحِ مروان علیخان رعنا
۱۸۶۵ع

تاریخ بنائے مسجد

مسجدے ساخت چون نگرہ یانہ | خانِ اقتدر دیا محبِ خدا
سالِ تاریخ او چو رعنا خواست | گفت دل خانۂ خدا زیبا
۱۲۸۱ھ

نصیب اعدا پیشگی تاریخ فوت رعنا

چہ گویم ہمنشین احوال دیشب | عجائب داستانی ہست از جان
تجلوگاہ و انور صورتِ طور | نشستم محو یاد رب سبحان
شدہ چون حاملِ بارِ امانت | چہ باشی گو العجب از فخر انسان
ملک چون از در آمد در حضورم | تو گوئی از برائے کسب عرفان
سوالِ مرگ خود کردم درین سال | کہ ہست الف و دو صد ہشتاد و دو اثنان ۱۲۸۲
بعرض آورد عزرائیل با من | ندارد علم مرگت غیر یزدان
بکنی ہجرت چو در اسال ہجری | ازین عالم بسوے گور غریبان
برائے سالِ تاریخت دمِ نزع | بگویم گورِ مروان علیخان
۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت سید باقر علی

حیف جوان مرگ گئے آن نوجوان | سید و دیندار و سخی و ولی
مردِ خداداد و بحق آشنا | محرمِ اسرار خفی و جلی
صورتِ یوسف چو بہی حسن خلق | علم چو حیدر بخرد بو علی
سالِ قضا گفت زر رعنا ملک | سوے جنان رفت چو باقر علی
۱۲۸۲ھ

ایضاً

گر بخواہی سالِ فوت سید باقر علی | سیزدہ با چار صد اعداد آتش بر شمار

سه بچار و ده بهفت و چار در سه ضرب کن | یکهزار و دو صد و هشتاد و دو شد آشکار
۱۲۸۲ھ

تاریخ مسندنشینی نواب حاجی کلب علیخان بهادر والی دار السرور رامپور

خدیو عالم و عالم پناهی | جناب حضرت کلب علیخان
ندیده اینچنین نواب عادل | فلک با چشم ماه و مهر رخشان
ثبات عالم تکوین ازان ست | جهان باشد اگر تن او بود جان
ببین بالای چرخ از زمین عدلش | مجسم عدل گشته برج میزان
قضای مبرم امر و نهی او هست | شد از روز ازل قدسی بفرمان
ز رعب او زنم گر حرف اینک | معانی گردد از الفاظ پنهان
ز جوهر خنجر و خنجر ز جوهر | جدا گردد چو جان از تن تن از جان
بعقلش چون نخوانم عقل اول | ارسطو پیش او طفل دبستان
ندیدم در جهان شکلش شهی را | بعدل و داد و خلق و لطف و احسان
بصورت یوسف و حیدر بصولت | بسیرت خضر و در شاهی سلیمان
جهان و هرچه باشد در جهان خوب | چو خلقش باد دائم زیر فرمان
بآغوشش عروس هفت کشور | بود چون جان به تن در دل چو ایمان
همای دولتش بادا مسخر | چو مرغ جان به دام زلف خوبان
بود تا نام ملک رامپور رام | بحکمش تا ولایت باد افغان
بتکسیر آمد امر از رام زین رو | اولو الامر آمد او از حکم یزدان
بعمر خضر بادا تا جهان ست | جهان زیر نگینش چون سلیمان
چو اکبر مصلح کل نواب آمد | مسلمان رام و هندو کیش مسلمان
نبی حامی علی هم یار و یاور | خدا الشیر حافظ و ناصر نگهبان
بود مداح او جبریل امین | نه تنها بلکه مردان علیخان

پئے سالِ جلوسش گفت رعنا — کہ پس شامی دمیدہ صبح خندان
۱۲۸۱ھ

تاریخ مطبع کانپور

نوبہارِ مطبع تازہ عجب لائی ہے رنگ — نکہتِ گل سے معطر ہے دماغ کانپور
گوشِ گل میں مژدۂ تاریخ جو پہونچا دیا — قاصدِ بادِ بہاری نے کہ باغ کانپور
۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت نامی سردار مہتاب سنگہ مجسٹریٹ

کرد مہتاب سنگہ چون رحلت — بود خوش خلق و نامور سردار
سالِ فوتش ز فرطِ درد و الم — گفت رعنا جدا ئے غمخوار
۱۲۶۵ھ

تاریخ فوت میر ناصر احمد بین کار لاثانی

سیدی کو بہ تارِ بین و ستار — گو ہر نغمہ را بیک جا سفت
در جہان مثلِ ناصر احمد کس — مرد کامل نہ بین کار شنفت
حیف در بزم شہر خاموشان — از اجل ہمچو بختِ نغمہ بخفت
مدفنش گشت در کمیر تھلہ — گوئیا کنز نغمہ گشت نہفت
دی منغنی چرخ از رعنا — واقف نغمہ سالِ فوتش گفت
۱۲۸۲ھ

تاریخ یافتن خلعت مسند نشینی نواب کلب علیخان بہادر حاجی الحرمین الی امیر

مبارک ساعت و روز و مہ و سال — کہ در وے شد مخلع شاہِ افغان
ندیدم مثلِ او شاہے بعالم — بعدل و داد و جود و لطف و احسان
بملکِ رامپور چون حکمران شد — بالف و دو صد و ہشتاد و اثنان ۱۲۸۲
نوید جشنِ عام اور سید ہ — زشاہنشاہِ ہند و انگلستان
خطاب و خلعتش امداد فرمود — بصد اعزاز و با صد ساز و سامان

بروزِ جشنِ دربار و دربار
چه پرسی همنشین از ساز و سامان

مرتبه برائے خدمت او
هزاران قیصر و فغفور و خاقان

بجاه آمد چو جم در صدر بنشست
نثار گوهر و زر شد چو باران

مربع بر سرِ مسند نشسته
چنان نوابِ من کلبِ علیخان

برآید شاه خاور چون ز مشرق
درآید بدر یا در برج سرطان

مسیحا بر فلک شد مسند آرا
منور طور شد با نورِ یزدان

بملکِ دل چو حبِ یار جا کرد
درآمد بر سریری یا سلیمان

برآمد لعلِ احمر یا ز معدن
درآمد یا بجسم مملکت جان

سر پیشش خاتم ست و او نگین ست
بود خلعت چو خاتم او سلیمان

بیا مے راست بر شمشیر کردند
کہ بیچیده ند لف بر خطِ جانان

تو گوئی قبلہ وین جامہ پوشید
غلافے یا نگر پوشید قرآن

درآمد یا بقالب جان شیرین
کہ جسمے ہست گو آمد پے جان

تامل کرد چون در سالِ خلعت
نظام الدولہ مردان علیخان

ز رعنا ہاتف غیبی چنین گفت
بگو زیبِ تنِ کلبِ علیخان

۱۲۸۲ھ

تاریخ فوت فتح محمد خان حکیم پٹیالہ

اگر نامست تاریخی کز اعدادِ جملِ رعنا
بر آمد سالِ تولیدش ہزار و دو صد و سی و یک

ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ سالِ وفات آمد
ازین ایام عمرش ہم بود پنجاه و دو بیشک

عدد احاد برگیر از حکیم و بین بطرزِ نو
باول نقل آخر ساز و ہم یک گرد و منفک

ہزار و دو صد و ہشتاد و سہ می ماند از ہجری
ز روی صنعت تکسیر برخوان سالِ فوت اینک

۱۲۸۳ھ

تاریخ اشرف الاخبار دہلی

مخوان سحرش مگر معجز نمائے
بیانِ اشرف الاخبارِ دہلی

شرف بر مسکنِ جبریل دارد — مکانِ اشرف الاخبارِ دہلی
بود با مشتری چون ماہ آمین — قِرانِ اشرف الاخبار دہلی
ز رعنا گفت ہاتف بہرِ سالش — نشانِ اشرف الاخبار دہلی
۱۲۸۶

تاریخ سبیل آغا حسن جان

ساختہ نذرِ امامِ شہدا — سالِ بخشیدنِ آب از دریا
۱۲۸۳

دیگر

چو رعنا نیازِ حسینی شنفتہ — بگفتا ز آغا حسن جان سبیل
۱۲۸۳ھ

تاریخ فوت گنیش پرشاد مدرس چہارگڈہ

مدرس کہ پیشش امین طفلِ مکتب — جہان را بعلم و ادب بود استاد
حضورِ سکندر شدہ چون ارسطو — ہر آنکس کزو کرد علم و ہنر یاد
پئے درس قدسی رحیلِ ارم گشت — شد او ستادکِ دلی گنیش پرشاد
حسابی ز تاریخ چون خواند رعنا — ہزار و دو صد گشت و دو سال و ہشتاد
۱۲۸۲ھ

تاریخ ابجد خوانی صبیّہ نواب صاحب سورت

پئے مریم عصرِ نوابِ سورت — عجب ساخت نامِ خدا جشنِ مکتب
دلم خواست چون سالِ تاریخِ ابجد — ز قرآن چہ خوش خواند جبریل غیب
۱۲۹۲ھ

دیگر

پیدا شدہ در خانۂ نواب پسر — در جاہ و سلیمان بحشم اسکندر
کردم چو سوالِ سالِ میلادِ او — الہام ارشاد کرد یک تخت جگر
۱۲۹۲ھ

دیگر

نواب غلام میر بابا خان را　　گوہر ز خاندان خود گوئے شرف
خالق چو نمود پور وبند از عطا　　شارع فرمود سال با شرع خلف
۱۲۸۳ھ

دیگر

به نواب صاحب خداداد آمین　　پسر تا ابد پاک گوہر مبارک
بحذف سرِ یکے آمده سالِ عیسے　　خوش اقبال فرزندِ اکبر مبارک
۱۸۶۶ع

دیگر

نور چشم حضرت نواب سورت ای کریم　　نام آور ہو کریم النفس ہو دلبند از رہو
سال تاریخ ولادت میں جو کی رعنائی فکر　　خوب ہاتف نے کہا نواب برخوردار ہو
۱۲۸۳ھ

دیگر تعمیر مکان

مکانے ساختہ نواب سورت　　ندارد مثلِ خود در ہند و ایران
پئے سالِ بنایش از سرِ اوج　　شدہ تاریخ سنگی قصرِ خاقان
۱۲۸۳ھ

دیگر

در بلدۂ خوش سورت نواب فلک پایہ　　قصرے چو بنا فرمود آن ثانی اسکندر
نامش چو اسد منزل خواندیم ازین مہ ایش　　از ملہم غیب آمد بیت الشرف نیر
۱۲۸۳ھ

دیگر

نواب غلام میر باباخان نے　　سورت میں بنایا جو مکان بے تمثال

اہل تنجیم سے جو پوچھی تاریخ | بیت الشرف مہر ہے فرمایا سال ۱۲۸۳ھ

تاریخ ولادت ولیعہد بہادر حضرت عالیمقام نواب نظام دکن مندرجہ دبدبہ [illegible] ۱۲۸۶ھ

افضل الدولہ میر آصف جاہ | صاحب ملک و چتر و افسر و تخت
داد خلاق چونکہ فرزندش | گفت رعنا ملک سلیمان تخت ۱۲۸۳ھ

تاریخ تشریف خلعت

ہمنام محبوب خدا صلوٰ علیہ وآلہ | چون یافت خلعت پر ضیا کشف الدجی بجمالہ
گفتہ ملک روحی فدا حسنت جمیع خصالہ | تاریخ بازہ تعمیہ بلغ العلی بکمالہ ۱۲۸۳ھ

تہنیت کامیابی دیانت الدولہ بحضور شاہ اودہ

یار دیکھے سب اپنے مطلب کے | باوفا ایک بھی نہ یار ملا
مے الفت کا ہو کے متوالا | اپنے مطلب کا ہوشیار ملا
ساری تر کی تمام ہوتی ہے | جب کوئی اونکو شہسوار ملا
دلرباؤن کو دل دیا لیکن | جسکو دیکھا ستم شعار ملا
ہم موافق ہون وہ منافق ہون | اونسے یارب نہ زینہار ملا
زلف سے ہوگئی جو خاطر جمع | دست شانہ سے انتشار ملا
پیچ مین لایا پالا ہاتھون کا | جو ملا آستین کا مار ملا
غنچہ گل عندلیب کو گلچین | جو ملا وہ گلے کا ہار ملا
کارخانہ ڈبو دیا جسکو | کارپرداز نابکار ملا
مجھسے لاکھون سلے زمانے مین | مین ہزارون سے گو ہزار ملا
سر بان پر نہ کوئی ہاتہ آیا | ہان مگر اک وفا شعار ملا
یعنے حاجی دیانت الدولہ | جسکو آقا سے نامدار ملا

شہر دیکھے ہزار ہا لیکن　　ایک ایسا نہ شہر یار ملا
فخر ہے کیون نہو وہ سر بفلک　　کج کلہ شاہ تاجدار ملا
وصف سلطان کا اے مہندس عقل　　کچھ نہ پایان دم شمار ملا
ملگئے خضر یار بیا ہوے بخت　　یوسف مصر کو دیار ملا
دولت و جاہ و منصب و اکرام　　جو کہو اونکو بے شمار ملا
وصل کا لطف ہوگیا دونا　　یار جب بعد انتظار ملا
فاختہ کو بہار مین جیسے　　سایۂ سرو جوئبار ملا
کیون نہ جسم جہان مین جان آئے　　جان عالم کو خطاب نثار ملا
دوستان شاد و دشمنان پامال　　شہ نے فرمایا جب کہ بار ملا
نہ فقط یار ہی ملا اونکو　　لطف شاہی سے کار و بار ملا
سال تاریخ پوچھا رعنا نے　　بولا ملہم کہ اختیار ملا
۱۲۸۳ھ

تاریخ تعمیر مکان و چاہ و مسجد

دریا دلے شیخ بہاء الدین ہست　　در عین کرم چو خضر آمد مشہور
چاہے چو بنا کرد بسمت گفتم　　جوئے شیرین ز آب در خطۂ شور
۱۹۲۳ سمت

دیگر

بہاء الدین بنا فرمود چاہے　　کہ مشہور آمد از مہ تا بماہی
برائے یادگارش گفت ملہم　　زہے رعنا چشمۂ فیض الٰہی
۱۲۸۴ھ

دیگر

بہاء الدین وزیر ملک جوناگڈہ شہنشہ ہستی　　کہ در آفاق ہست از فیض عامش این یک فسانہ
سر رہ ساخت چون تعمیر عالی سال او گفتم　　بہاؤالدین بنا فرمود چاہ و مسجد و خانہ
۱۲۸۸ھ

تاریخ ولادت فرزند نواب محمد ابراهیم خان رئیس سعدت

به نوابے که آمد ثانی جم	به کرّ و فر بملک و دولت و مال
ز مدت آرزوئے جانشین داشت	بر آمد از حضورِ خالق امسال
عجب جشنِ شهانه داد ترتیب	نمود ایثار نقد و گوهر و شال
منور شد چو از مولود عالم	نوشتم سالِ او مهرِ خوش اقبال ۱۲۸۵ھ

ماده تاریخ شکارگاه شاه اوده در کلکته منزل نور بخش ۱۲۸۵ھ

تاریخ تعمیر مکانِ نذر محمد خان

چنان نذرِ محمد ساخت کاخے	که بالاتر ز عرشش ست آستانه
پئے سالِ بنالیش گفت رعنا	عجائب دلنشین و عجیب خانه ۱۲۸۵ھ

تاریخ تولد فرزند دیگر مرزا حاجی محمد خان

کس کنون دارم نه تابِ انتظار	ساقیا بر خیز و جام مے بیار
غنچه گل گشت و ثمر آورد نخل	در شگفت آمد دلم زین نوبهار
همصغیران نطق سنج و من خموش	شاعران را این نمیباشد شعار
میرزا حاجی محمد خان جوان	کو ندارد مثل خود در روزگار
[illegible]	در شمار آید نه تار و زشمار
[illegible] نقش	چون نسازم وصف و شکر کردگار
چون سر تاریخ در سر داشتم	هاتفی گفتا جو اسے بختیار ۱۲۸۴ھ

تاریخ وفات زوجه میر امان علی

[illegible] دریاے خواب	عجب رشته فکر گوهر بسفت

تو گوئی که رویاے صادق بُده
گر شد کشفِ رازے که بُد در نهفت

بہارے جہان دیدم از چشمِ جان
ز گلگشتِ او ماندم اندر شگفت

بیاراست رضوان بہشتِ برین
رہش حور از زلفِ مشکین برفت

چو پرسیدم از شست و شوئے ارم
ز حوّا چنین گوشِ جانم شنفت

رسید آن عفیفه بخلدِ برین
که با او امانِ علی بود جفت

جنان یافته داد چون نقد جان
بجان ہم گر از در بہشت ست مفت

چو شد روضهٔ خلد نشش آرامگه
خرد گفت تاریخ بلقیس خفت
۱۲۹۲ھ

تاریخ ولادت پسر مولوی صاحب در کلکته

مولوی صاحب کو خالق نے دیا
بعد مدت جاگتا جیتا پسر

ملہم غیبی نے رعنا بہرِ سال
یون کہا پیدا ہوا لختِ جگر
۱۲۸۲ھ

تاریخ تولد دختر بلند اختر ولیعہد ہند و انگلینڈ

ولیعہد بہادر کو خدا نے
عنایت کی جو سب بہتر سے بہتر

لکھا رعنا نے فرطِ خرمی سے
پئے سالِ ولادت نیک دختر
۱۲۸۴ھ

دیگر

گئے جب لکھنؤ سے سوے الور
وہ کسبی خانگی تھین جو کہ چالاک

پئے اخراجِ اخوان الشیاطین
کہا یون آگئے خس کم جہان پاک
۱۲۸۳ھ

تواریخ شہادت نواب حاجی محمد خان مرحوم

سالِ فوت و شہادتِ نواب
بہرِ تاریخ ہست گر درکار

ہمچو رعنا ز دیدهٔ دل و جان
اشک را چار بار کن تکرار
۱۲۸۴ھ

دیگر

نواب چو شد شهید اکبر — از خونش مپرس آه چون ریخت
اکبر زد تیغ و با سر او — هاتف پی سال گفت خون ریخت
۱۸۶۷ع

دیگر

شد ز اکبر شهید چون نواب — گشت خلد برین بر ایشان جای
ملهم غیب سال هجری را — گفت گشته شهید اکبر وای
۱۲۹۴ھ

دیگر

نواب را چو تیغ زد اکبر بعین خواب — روحش بفرطِ شوق بسوی جنان گریخت
مانده جهان چو قالب بیجان ز من تهی — فرمود سالِ فوت سروشی که جان گریخت
۱۲۹۴ھ

دیگر

ز نام میرزا حاجی محمد خان پی سالش — چو از اعدادِ مفرد زار و حار و خا الف جستیم
ز بحرِ طبعِ رعنا گوهرِ سالِ مسیحائی — برآمد باز چون نظمش ثریائی فلک سفتیم
۱۸۷۷ع

دیگر

محمد خان چو بر دل خورد شمشیر — بدل آمد سرِ تاریخ مطلق
ز غیب الهام شد در قلبِ رعنا — بیانِ واقعی شمشیرِ دل شق
۱۲۹۴ھ

دیگر تاریخ نادر

نواب مرزا حاجی محمد خان بهادر
۱۲۹۴ھ

تاریخ ولادت کنور برادر مہاراجہ کپور تھلہ

...بر ما سنگه اہلوواله / کو بہ پنجاب آمده سردار
...پسرش داد چون خدای کریم ۱۲۸۷ / سالش آمد جمال برخوردار ۱۲۸۷ھ

ایضاً بلند اختر
۱۲۸۷ھ

دیگر

در دو صد و یکہزار و ہشتاد و سه سال / عید اضحیٰ بہ آمد از جشن جم
رعنا پئے عید گفت تاریخ سعید / عید نواب خسرو آرا بیگم ۱۲۸۳ھ

نام تاریخی کتاب علم سمر بزم تصنیف خود سیر غائت
۱۲۸۳ھ

اعجاز فکر یعنی تاریخ سالگرہ سری حضور مہاراجہ بخت سنگه بہادر والی مملکت مارواڑ

بر چہل ہشت سال نو چو فزود / خرمی در دل حضور آمد
شاه آراست بزم سالگرد / جشن جمشید در ظہور آمد
مطرب و چنگ و بادۂ گلرنگ / ساقی و ساغر بلور آمد
نہ فقط بہر نغمہ لوئے چرخ / از ارم گرم رقص حور آمد
شادمانی چو گشت عالمگیر / عالمے بنیز در سرور آمد
عجب چیست یعنی از مداح / کز اوده تا بہ جودھ پور آمد
نہ پئے اقتباس مثل کلیم / بہر معراج بل بہ طور آمد
خواست رعنا چو سال سالگرہ / بے تامل سری حضور آمد ۱۲۸۴ھ

تاریخ عطاے مہر دیوانی

میرزا حاجی محمد خان — کوست در عہدِ خویش لاثانی

خانِ اسلام گفتنش زیباست — پیر او ہست پیر جیلانی

در شجاعت بعہد خود رستم — در سخا ہست حاتمِ ثانی

ہست در مارْوار نوشروان — گشت بنیادِ عدل را بانی

چون وزارت بر او مسلم شد — داد مہراج مہر دیوانی

گفت مہر نبوتش رعنا — ہست ہمنام نام سیدانی

پیش او مہر صد ہزار بود — صورت آیہ ہاے قرآنی

اسم اعظم یکیست و بس اینہم — یک بود خاتمِ سلیمانی

۱۲۸۴ھ

تاریخ خطاب نوابی حاجی محمد خان بہ بیان صورت حال واقعی

سروشی ز خوابم چو بیدار کرد — بشارت مرا کرد مسرور و شاد

مخاطب بہ نواب شد میرزا — کہ در عہدِ او عام شد عدل و داد

بجود و سخا حاتم و در خرد — پئے عقلِ کل آمدہ اوستاد

ببند از اول سرِ اہل کین + — بگو بختِ نواب بیدار باد

دیگر

چون مخاطب شدہ بہ نوّابی — کوست ہمنامِ صاحبِ اسری

شبِ معراج بود یا شبِ قدر — یا شبِ وصل ہست جلوہ نما

در شکرخواب بود او لیکن — بخت بیدار بُد ز لطفِ خدا

بر در دولتش رسید اقبال — گفت ملہم کہ شاہ خواند ترا

پیشِ سلطان رسید جوان دستور — شاہ بخشید خلعتِ زیبا

نه فقط خاتم سلیمان داد
بل خطاب بے عظیم کرد عطا

تحفت نواب محی دوله هم
خواند سلطان معین ملک ورا

شور تحسین بپا شد از هر سو
از سمک تا سما رسید ندا

نقد انجم بنثار کرد فلک
زر گل در چمن فشاند صبا

بهر ایثار زر بکف آمد
لعل از کان و گوهر از دریا

بهر سال خطاب دیوانی
نیز جاگیر و خاتمش رعنا

روے خود را که داده است نشان
دولت و فرح و راحت است و غنا
۲۰۰ ۱۰۰۰
۱۲۸۴ھ

ایضاً تاریخ خطاب

صاحب استار یعنی تخت سنگار
گوست در دریا دلی عین سحاب

آمده فرمانروائے جودهپور
ملک او بیحد و مالش بیحساب

بهر دستوری خود از ملک هند
خان بهادر راجه فرمود انتخاب

خلعت و جاگیر و هم دیوانیش
داد با مهر سلیمانی شتاب

محی دوله هم معین الملک شد
تختیاور جنگ نوابش خطاب

جشن جم آراست نواب اینچنین
کآسمان گاهے ندیده هم بخواب

شد مهاراجه چو شاه خاوری
جلوه گر در محفلش با آب و تاب

شاه مهمان میزبان دستور او
روز دعوت این ز خدمت کامیاب

تا دو هفته مثل ماه چارده
ماند در بیت الشرف آن ماهتاب

مرجع آفاق شد دربار عام
بهر تسلیم آمده هر شیخ و شاب

گوهر و زر کرد هر یک پیشکش
بوسیلے گردون زده چنگ و رباب

شور تحسین گشت از هر سو بلند
ریختند از عطر و هم رنگ و گلاب

سال رعنا زد رقم بے واو عطف
کو قران آفتاب و ماهتاب

سنه ۱۲۸۴ هجری

تاریخ وفات سری مہاراجہ تخت سنگہ صاحب وتخت نشینی سری مہاراجہ جسونت سنگہ صاحب بہادر

رفت چون تخت سنگہ سوے ارم — گو با وصافت بے مثال آ
گشت جسونت سنگہ وارث تخت — بانی تخت و تاج سال آ

قطعہ تاریخ فوت بنیاد علی

چو بنیاد علی سوئے ارم رفت — بنام نیک و عز و قدر و توقی
براے یادگار سال فوتش — ز رضوان گوشش زد گشتہ غم بی

نام تاریخی کلیات

کلیات دیوان نواب نظام الدولہ بہادر

سکہ مارواڑ بنام مہاراجہ تخت سنگہ صاحب کہ بر زر و نقرہ کامل العیار
بکمال قدر تا دو نیم سال بعہد دیوانی بندہ مسکوک ماندہ

زر و سیم را سکہ زد تخت سنگ — بعہد گوئن شاہ ہند و فرنگ

ایضاً بنام مہاراجہ جسونت سنگہ صاحب بہادر

ز بعہد گوئن چو سکہ بخت — گشت جسونت سنگہ وارث تخت

سجع

بنام فرزند علی — ہر سبط محمد ست فرزند علی
بنام حسین بخش — یارب مرا بحق نبی و حسین بخش
بنام نذر محمد — ہر شے کہ بنگری ہمہ نذر محمد ست
بنام نذر محمد ولد محمد اعظم ولد کامل — رسم کامل شدہ از نذر محمد اعظم

چیستان ریل

آن جانورے کہ محض دیا لی پرست — در پرواز ش چو برق شور و شرر ست
گر عکس دو حرف سر اسمم گیرے — گیرم کہ ترا از نام و وصفش خبر ست

تمام شد دیوان دوم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

خالق کو بغیر خلق سب تھا معلوم
موجود تھا اوسکے علم مین ہر معدوم
اظہار سے عالم کے مگر تھی یہ غرض
تا سبکو خدا کے قدر مین ہون مفہوم

ولہ

ای بندۂ حق خدا کی قدرت تو دیکھ
عصیان پہ کرم فرط عنایت تو دیکھ
خود واقف جرم ہے ازل سے لیکن
محروم وہ رکھتا نہین رحمت تو دیکھ

ولہ

دینا نہین مانگے سے بھی زنہار لیئم
خالی نہین پھیرتا ہے سائل کو کریم
نے مانگے وہ دے جو وہم انسا نہین ہو
اللہ ری فرط رحمت عام رحیم

ولہ

اللہ کا وصف کر سکے کب انسان
اور لال ہے نعت احمدی مین بھی زبان
کس منہ سے کہے مناقب آل نبی
اصحاب کے اوصاف عیان ہو چہ بیان

در نعت سرور کائنات

آدم کا الف ہے سرِ اسم اللہ — اور میم محمد کا ہے احمد مین گواہ
مابین صفات و ذات ہی برزخ دال — یہ دال ہے دیوارِ عناصر کی پناہ

ولہ

اللہ کا بندہ ہون محمد کا غلام — گو ہون شہِ مردان علی کا ہمنام
ہون خاک مگر خاکِ درِ پیغمبر — پستی مری ہے برمحل طشت ازبام

ولہ

خورشید سے روشن ہے محمد کا نام — کل وحی و صحف مین پہلے پہونچا ہی پیام
ہے بیت مین صاف پیشگوئی موجود — باقی ہے نظام کسکو اب جاے کلام

ولہ

محمود محمد ہے تو بندہ ہے ایاز — ذرے کہ ہے مہربانیِ مہر پہ ناز
طاعت مین سمجھتا ہون اطاعت اوسکی — مین بندۂ درگاہ ہون وہ بندہ نواز

ولہ

آدم خلق اللہ کی کر تحقیقات — صورت ہی محمد کی ہر اک شخص کی ذات
کر پہلوِ راست پر سمٹ کر لیٹے — رکھ کان پہ ہاتھ تب یہ معلوم ہو بات

ولہ

آدم مین جو تھا نورِ محمد موجود — اسوجہ سے قدسیے ہوے مامورِ سجود
باللہ کہ راز تھا نہان سب پہ نظام — درپردہ تھی نورِ حق مین شانِ معبود

خمسہ بر غزل قدسی

ظاہر آفاق پہ ہے آپ کی عالی نسبی — سرورِ کون و مکان ہاشمی و مطلبی
رب سے ہے مداح تو محمود و محمد ہی بنی — مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی +
شب معراج ملایک کو غش آتے پیہم — ہوگئے عالم ارواح مین بیخود آدم

کیا کہوں خواب میں مجھپر بھی جو گذرا عالم | من بدیل بجمال تو عجب حیرانم

الله الله چه جمالست بدین بوالعجبی

اشرف الخلق ہے شاہِ دوسرا تو بخدا | نسل آدم میں ہوا تجسا نہ ہوگا اصلا
نور حق سے ہے تو ہوا تجھسے ہے عالم پیدا | نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از عالم و آدم تو چه عالی نسبی

ہے ہر اک علم میں استاد ترا رب غفور | ہر زبان تجھے ہر ایک زبان پر ہے عبور
عربی کی ہوئی پر اسلیے تخصیص ضرور | ذات پاک تو درین ملک عرب کرد ظهور

زان سبب آمده قرآن بزبان عربی

گلشن ذات کی مانند صبا کی گلگشت | سمجھے کیا خاک خرد مور ہے یہ دائرہ طشت
فکرت و اوہام و خیالات ادراک کی طے دشت | شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامی که رسیدی نرسد هیچ نبی

آپکا کوچہ ہے الحق رہ عرش اعظم | وحیہ کلبی بنی جبریل جب آئے شاہ امم
کس طرح ترک اوسیکا نہو پھر مجکو ہو غم | نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکه نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

جبکہ کوثر پہ کھڑے ہونگے وہ عالی درجات | انبیا جانب تشنگی حشر سے پیاسے ہیہات
ہاتھ پھیلائے کہ یہ لائینگے زبان پر سب بات | ما همه تشنه لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما که ز حد میگذرد تشنه لبی

راہ گم کردہ و ناکام و ملول و ششدر | آپکے پاس اب آیا ہوں بہت ہوں مضطر
چشم پوشی ہے فقط میری گناہوں سے اگر | چشم رحمت بکشا سوی من انداز نظر

ای قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی +

رحمت عالمیان تم جو ہوا ے بندہ نواز | شاہ سے تا بلد ہند سے تا ملک حجاز
ہاتھ سب کی طرف دامن دولت ہیں دراز | بر در فیض تو استاده بصد عجز و نیاز

از رومی و ہندی و زنگی یمنی و عربی

ربوت

مجکو معلوم نہین نیکئی اعمال کی راہ ++
شافع حشر ہے تو لطف کی لازم ہے نگاہ

ہے گناہون سے مرا نامۂ اعمال سیاہ
عاصیانیم زما نیکی اعمال مخواہ ++

سوی ما روی شفاعت بکن از بے سببی

تو وہ عیسی ہے کہ کھودے ابھی امراض دلی
لطف تیرا ہو پھر درد کی ایذا کیسی

خاک در خاک شفا بڑھ کے ہے اکسیر سے بھی
سیدی انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوی تو قدسی پی درمان طلبی

دیگر

الیضاً بر قصیدہ مقبول شہیدی

الف اللہ کا نام خدا مبدا ہے ابجد کا
الف اور مد مین ہونا جلوہ گر جا ہے محمد کا

ہوئی وحدت سے کثرت جزو ہی لام مشدد کا
رقم پیدا کیا کیا طرفہ بسم اللہ کی مد کا

سر دیوان لکھا ہی مین نی مطلع نعت احمد کا

دلیل روز روشن جسطرح ہو صبح کا تارا
ہوا کون و مکان مین جلوۂ نور نبی ایسا

ظہور صبح صادق سے ہو نور الجسم کا پایا پھیلا
طلوع روشنی جیسے نشان ہو شہ کی آمد کا

ظہور حق کی حجت ہی جہان مین نور احمد کا

مدینہ علم کا ہون حق بجانب اوسنے فرمایا
الم نشرح اوسکی شان مین قرآن مین ہے آیا

زبان ام الکتاب اور لوح محفوظ اونکی تھی گویا
دبستان ازل مین وہ معلم عقل کل کا تھا

نہ تھا نام و نشان جبکہ ہنوز اس لوح زبرجد کا

خدا وصاف ہے صل علی طہ و یسین مین
جہان کیونکر سماتا آپ کی حشمت جہان مین ہی

کہا لولاک شان حضرت ختم النبیین مین
چمن پیرای کن فراش جنکی بزم رنگین مین

بہار آفرینش ایک بوٹا اونکی مسند کا

ثریا ماہ و خور ہین بارگاہ شہ کی قندیلین
سپہر اطلسی کو اوسکے بچھونے سے نسبت دو تین

زمین کو گاؤ تکیہ آسمان کو سائبان باندھین
چمن پیرای کن فراش جنکی بزم رنگین مین

بہار آفرینش ایک بوٹہ اونکی مسند کا

گرے کعبے مین سر کے بل منات و لات اور عزا ... ہوا اک تہلکہ بنیاد کفر و شرک مین برپا
عرب سے تا عجم بس رفتہ رفتہ یہ ہوا افشا ... عجم مین زلزلہ نوشیروان کے قصر مین آیا

عرب مین شور اوٹھا جسوقت اونکی آمد آمد کا

جناب رحمت عالم کو حق نے وہ دیے رتبے ... جو ہین فخر امم امت تو فخر انبیا وہ تھے
سلف کو ناز تھا اونکی ہی کی شان کے صدقے ... شرف حاصل ہوا آدم اور ابراہیم کو اونسے

تھا فخر عالم فخر تھا اپنے اب و جد کا

وہ محبوب خدا سبطین محبوب اونکی تھے گویا ... گرے تا پردہ پردہ مین رسوخ الفت سے پیدا
انہین کے مرتبے سے تھا سوا پایا مرتبہ اونکا ... شب و روز اونکے صاحبزادونکا گہوارہ جنبان تھا

عجیب ہے پایہ تھا روح الامین کو بھی خوشامد کا

مقابل اونکی جب خورشید کو ذرہ کی نسبت ہو ... تو کیونکر پر تو خورشید بھر کا نور ہو یارو
دلیل رحمۃ للعالمینی اسکو تم سمجھو ... وہ اس عالم مین و لق بخش تھا جو اونکی تسکین کو

گیا جنت مین طوبی بنکر سایہ اوس سہی قد کا

نظر کیا جب خیال و برق تک ہو عام یہ رتبا ... تو آمد شد نہ پوچھو نور حق کا تھا وہ اک جلوا
یہ رفعت قاب قوسین اور اسرے سے ہوا پیدا ... شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوتر آیا

بیان اوس قلزم معنی کی ہو کیا جذر اور مد کا

محبوب شکر یہ ہے لامکان سے وہ نہین گذرا ... صفات و ذات مین بالا نہ رہتا ور نہ فرق اصلا
محبت خضر دریادل کو تھی امت سے موج آسا ... شب معراج چڑھکر عرش پر دم مین اوتر آیا

بیان اوس قلزم معنی کی ہو کیا جذر اور مد کا

عجب آب رواں کا معجزہ حضرت نے دکھلائی ... مقر حشر مین بھی ساقی کوثر وہی ہونگے
پے امت انہین کے سبط دریادل کے پیاسے ... رواں تسنیم و کوثر ایک قطرہ آب ہے جسکے

کہوں کیا وصف اوس دُر یتیم بحر سرمد کا

وہ کہوا عالم دیا جو کچھ تھا تو نہ کیوں یارو ... جسے علم لدنی غیب کے عالم نے بخشا ہو

سی تک جنکی ہوں متشکک تھا اونکو نہ کم سمجھو
کشادہ عقدۂ باطن ہیں کافی نام حق اونکو
کھلا کرتا ہی بن کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

وہ امی تھے مگر نام خدا ہی تھا سبق اونکو
مثال آئینہ روشن تھی سب جب دو طبق اونکو
کروا انصاف حل و عقد میں کیوں ہیچ فلق اونکو
کشادہ عقدۂ باطن میں کافی نام حق اونکو
کھلا کرتا ہے بن کنجی ہمیشہ قفل ابجد کا

فروغ ذات تھا کیا خلقت اول وجود اونکا
غرض تھا مظہر کل باعث ایجاد وہ گویا
بقای ذات سی ہو آپ کی کل سکے لقا حاشا
وفات ظاہری سی جوہر جان میں نہ فرق آیا
وہ جسم پاک گو محسوس تھا روح مجرد کا

بعینہ ہے سلامت جسم اطہر پہلے تھا جیسے
مکان بیٹے تو بیٹے پر مکین کیونکر بدل جائے
حلف سے تیسوں سیپارونکے کہتا ہوں جو تو سمجھے
نہ کم قدر اوسکی شیرازہ بکھر جاوے سے ارکان کی
نہ افزون رتبہ قرآن مجرا سے مجلد کا

پر جبریل جلجاتے ہیں جو سبقت کی تمنا ہو
یہ آدم کے نہیں جنت جو کچھ شیطانکو پایا ہو
بلائیں بیچ میں پڑ جای سر ٹکرای سودا ہو
گرا غنی سے بنکے جاٹ نکلے اودھر شیطان اندھا ہے
ملا ہی قصر اخضر روح کو اوسکی زمرد کا

وہ جیتے جی خدا سے اور خدائی سے رہا شامل
قیامت میں بھی ہوگا ہر دو جانب مقتدا شامل
یونہیں وہ عالم برزخ میں بھی ہے با خدا شامل
اودھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق کا شامل
خواص اوس برزخ کبری میں تھا وہ شد مشدد کا

بہت آئینوں میں گر پرتو شمع ایک پڑے الو
تو ساری انجمن میں جا بجا وہ عکس ہے پیدا ہو
یونہیں وہ مظہر ذات و صفات حق ہوتی تو
کہ وحدت سے کثرت میں ہوتا ذات مطلق کو
نہ ہوتا صفر گر نقش احد پر میم احمد کا

دم عیسی کوئی بھرتا ہی کوئی خضر کا دلجو
نصیری کیطرح بندہ علی کا ہے کوئی دیکھو
نہ جای فخر ہے فخر رسل کا ہونہیں کلمہ گو
بھروسا ہر کسیکو اک حصار عافیت کا ہو
مجھے نام مبارک کا ہے ذو القرنین کو سد کا

ہوا انشق القمر سے ماہ کامل اور بھی رخشان
بڑھا رجعت سے خور کا مرتبہ پھر کیوں نہ ہو نازان
یہ انجم مہربانی کی نظر سے ہین تری تابان
تری پابوس سے ہفتم فلک ہے منزل کیوان
ترے سجدے سے ہشتم آسمان پر فرق فرقد کا

خداوند نعم آپ اور رب منعم ہمارا ہو
طلب نعمت کی پھر کفران نعمت ہے جو سچ پوچھو
اجابت اور رحمت وقت دعوت ہین تری ٹہرو
خدا بن مانگے کیا کیا نعمتین دیتا ہے بندونکو
ترا دست دعا ضامن ہے جب سے کل کی مقصد کا

شفاعت سے تری آئینگے مسلمان بزم جنت مین
بنی سے کے بہشتی ہونگے مہمان بزم جنت مین
رہینگے نام کو باقی نہ ارمان بزم جنت مین
بٹینگے جس گھڑی عشرت کے سامان بزم جنت مین
کھلے گا حال امت کو ترے انعام بیحد کا

بھلا زاہد گنہگاروں کی کیا جانے حقیقت کو
گرو سمجھین وہ عصیان مین شفاعت اور رحمت کو
نہین گر اب یقین تو دیکھ لینگے خود قیامت کو
لب گوہر فشان وا ہونگے جب عرض شفاعت کو
تماشا گاہ محشر مین نکلینگے نیک منہ بد کا +

خدا نے شرط تھی روز الست اوسے جو لکھوائے
رہی قالو بلی تا یاد تھی یہ علت غائی
یہان تو سنگ موسی بھی خجالت سے ہے بضیائی
رہا کعبے مین تیرے روضہ کے اوپر نجا پائی
اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگ اسود کا

نظر آتا نہین خورشید کا شپر کی عادت مین
جہالت ڈالتی ہے کور باطن کو ضلالت مین
رہے بوجہل بھی اور بولہب دونو قساوت مین
عدو کو حشر تک انکار ہو تیری رسالت مین
محل باقی رہے اللہ کے قول موکد کا + +

قضائے مبرم آکے صاف پھر جاتی جو تم چاہو
لب معشوق کیا گوشہ بناتے اپنے چلے کو
ذرا چٹکی سے بھی تیر قضا نکلے تو یہ سمجھو
نشانہ قادر انداز قدر کا دست و بازو ہو
تری خواہش کرے تیر قضا کو حکم گرد کا

جو تو اے صاحب لولاک گرم ناز ابرو ہو
لب معشوق کیا تیر نگہ تیر ترازو ہو
خدا نا خواستہ گر دفعتاً غیر رضا جو ہو
نشانہ قادر انداز قدر کا دست و بازو ہو

تری خواہش کرے تیرِ قضا کو حکم گر رد کا

شہ لولاک تم ہی مظہر کل ہو بصد ایقان
رہے ہے دور تسلسل لاکھ ہو گرد ورۂ دوران
تمہی ہو باعث ایجاد و ختم رحمت یزدان
ہوا تجھسا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان
نمانوں مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

نہ خالق نے کیا پیدا ترا ثانی شہ ذیشان
معاذ اللہ وحی آسمان لائیں بصد برہان
نہ منظور جناب کبریا تجھسا بنی انسان
ہوا تجھسا نہ ہو سکتا ہے میرا ہے یہی ایمان
نہ مانوں مسئلہ ہرگز کسی زندیق و مرتد کا

نئے جوہر دکھاتی ہے اردو میں صفت تیری
یقیناً گھاٹ سے بھی اب تو جیحونکی یہ گذرے گی
تمام اب فارسی کی دیکھنا ہو جائیگی ترکی
تری تعریف سے میری زبان میں آئی ہے تیزی
صفاہان تک مسخر ہوگا اس تیغ مہند کا

کیے اس دھوم سے رعنائی ہر ایک بند کی خمسے
ہوئی مقبول ہے امید مجکو حق کی جانب سے
سلف کے شاعروں کی روح شاید خوف سے کانپے
پھٹیں گے مثل تقویم کہن دیوان ہزاروں کے
ہوا عالم میں شہرہ میرے اشعار مجدد کا

نہایت اب تو شوق آستانہ عالیہ ہے غالب
اشارہ ہو تو خضر راہ ہوں ابن ابی طالب
مری روح رواں روضہ میں ہے اور ہند میں قالب
ہوئی ہے ہمت عالی مری معراج کی طالب
میسر ہو طواف اے کاش مجکو تیری مرقد کا

مدینے کی چلونگا سر کے بھل واللہ گلیوں میں
کبھی پلکوں سے میں جھاڑوں جم گرد کی محرابیں
کبھی کھونگا سر پر زائروں کی لیکے نعلینیں
کبھی نزدیک جاکر آستانے پر ملوں آنکھیں
کبھی گرد در بیٹھوں میں کروں نظارہ گنبد کا

نہیں حب الوطن اب ہند کی رہنے سے ہم گذری
زیادہ گو نہیں باقی بلا سے کم ہے کم گذرے
تمہارے شوق میں ہم کیا کہیں جو جو ستم گذرے
فراغ دل سے گر واں زندگی کا کوئی دم گذرے
حسد ہو خضر و عیسی کو مری عیش مخلد کا

نہ لوں تخت سلیمان سایۂ دیوار کے بدلے
کروں نہیں آٹھوں جنت صدقے اک تیری مدینے کے

مجھی سے ہے فخر انبیا کی بس حضوری سے — فراغ دل سے گروان نہ مندگی کا کوئی دم لگے

حسد ہو خضر و عیسی کو مری عیش مخلد کا

مرے حقین مدینے کی ہے خاک اکسیر ہو لے — حیات سرمدی ہے ہون اگر در پر ترے کشتا
بلا سے ہی نشان کا گو نہ ہوا سنے کوئی روضا — مدینے کی زمین گو نہ لائق ہو مزا لاشا

الٰہی صحرا میں و انکی طعمہ ہو نہیں دام اور دد کا

مجسم سعیت کہتے ہیں جسکو سو وہ ہی رتنا — کجا یہ روسیہ اور خاک پاک یثرب و بطحا
زہے قسمت خدا دکھلا ئے گر وہ روز ہی مجھے — مدینے کی زمین گو نہ لائق ہو مزا لاشا

کسی صحرا میں و انکی طعمہ ہو نہیں دام اور دد کا

ہوا طوبیٰ و سدرہ او کھادی مزرعہ و بھی — یہی ہے آرزو بس ہمصفیرون میں ہون اپنے
دم آخر پرند روح بھی گر ہو ترے صدقے — تمنا ہے درختون پر ترے روضے کی جا بیٹھے

قفس جسوقت ٹوٹے طائر روح مقید کا

خیال رشک تھا گو مجکو مدح ذات حضرت سے — صلہ صل علی حق نے دیا پر فرط رحمت سے
بڑھا قرب نظام مدح خوان مخزن نبوت سے — خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے

زبان پر سے جسدم نام آتا ہے محمد کا

ملائک سجدے میں او جہاں میں کل انبیا دیکھے — حضور کبریا جسوقت رعنائی پڑھے تم سے
بہت ہی بات جہتا منہ نبی کی شان کو صدقے — خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے

زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا

ترجیع بند نعت

بجسم خلق از ان دم کہ جان دمید خدا — کسیکہ مظہر ذاتش بود ندید خدا
بختم گوہر پاک تو چون رسید خدا — چنان ز صنعت از جای خود رمید خدا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ہزار ہا سجدہ عالم ہوتے ہیں جو پیدا
تمہارا ہی شہ لولاک ہے یہ سب صدقا
سنا نہ کان سے اب تک نہ آنکھ سے دیکھا
نہیں خدائی میں تم سا وہ تم ہو ستھنا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

عجب حسن خداداد ہے یہ صل علے
نہیں جو سایہ تو نور خدا ہے نام خدا
وہ نور پاک کہ روشن ہے جس سے ارض و سما
اسی سے اول ما خلق حق سے ہے خدایا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مسیح دم ہیں یوسف ہیں حسن میں مشہور
غلام خانہ کے غلمان کنیز آپ کے حور
ازل سے دیدۂ حق میں جو آپ تھے منظور
تو نور ذات سے آخر کیا اوسی میں ظہور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

کیا اویس سے حضرت نے خواب میں یہ سوال
نبی تھی اور بھی کیون ہمسے ہی سوال وصال
کہا اویس نے ای بادشاہ حسن و جمال
میں کون تم تو ہو محبوب ایزد متعال

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

بڑھا جو حسن کا یوسف کے ایکدن مذکور
تو دل گرفتہ ہوے سنکے اوسکو شاہ غیور
معاً امین یہ لائے پیام رب غفور
ذرا جمال کو دیکھیں تو آئینے میں حضور

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

جمال صورت و معنی ہوا و سپہ خلق عظیم
خدا کے پیارے ہوں بندہ نمین اوا حبیب العظیم
شفیع امت و ختم الرسل رسول کریم
ہر ایک سورت فرقان میں آیا وصف عمیم

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا

تراکشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مین ایک شب کا بیان تمسے کیا کرون حضرات
ہوا غرض رخ روشن کے آگے بدر کو مات
ردای سرخ تھی کاندھے پہ اور چاندنی رات
صحابہ بولے سنگا جھپکر درود و صلوات

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نگار مردم دیدہ ہوئے عنزال حرم
خلیل خلعت و یوسف جمال و عیسے دم
خدا رسی کی کمندین ہین گیسوے پرخم
جبین پہ صاف ہے ابرو کی بیت مین یہ رقم

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ہزار مانی و بہزاد نے لکھے نقشا
ہوا بصورت تصویر اونکو جب سکتا
پر ایک خاک تہ ملک خاک اونسے بن نہ پڑا
زبان حال سے وہ دونون یون ہوے گویا

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ و دست از قلم کشید خدا

پری پرون سے ملک بال حور گیسو سے
مہک رہا ہے مدینہ بہشت کی بو سے
فراز پاک پہ جاروب کش ہین ہر سو سے
بپا ہے شور یہ کوثر فلک لب جو سے

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نبی کا تھا جو حقیقی تمام حسن و جمال
کیا بھی دیدۂ حق بین نے خواب مین جو خیال
کبھی نہ دیکھ سکا اوسکو کوئی اہل کمال
تو بیخودی مین یہ آیا زبان پہ شعر مثال

بصورت تو نگاری نہ آفرید خدا
تراکشیدہ و دست از قلم کشید خدا

احد مین اور ہے احمد مین حرف فارق میم
جمال مظہر حق مین ہے نور ذات قدیم
یہی ہے وحدت و کثرت مین باعث تعمیم
خدا شناس اسیوجہ کرتے ہین تسلیم

بصورتِ تونگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

نگاہ جب شب معراج مین پڑی ناگاہ — کہ ایک نور کا پتلا ہے جیسے چاردہ ماہ
ملک جلو مین ہین حوردن پہ تخت تخت شاہ — یہ بولے دیکھتے ہی آدم صفی اللہ

بصورتِ تونگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مسیح کرگئے دم آکے اسم ربانی — ادب سے چوم لی یوسف نے بڑھ کے پیشانی
سپند لائے حباب نے خلیل یزدانی — درود پڑھ کے یہ کہتے تھے آدم ثانی

بصورتِ تونگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

در آئے خلد مین گلگشت کے لیے جو حضور — ارم بہار و نق تازہ سے ایک عالم نور
کہین نبی کہین قدسی کہین جماعت حور — کہا یہ دیکھ کے ہر ایک نے بفرط سرور

بصورتِ تونگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

بڑھے جو عرش سے طے کر کے آپ چند حجاب — سنا تعال تعال ای نبی شتاب شتاب
ادب سے پہونچے جو محبوب حق قریب نقاب — جناب حق سے ہوا تب حضور کو یہ خطاب

بصورتِ تونگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

مین پل صراط پہ ٹھہرونگا جاکے روز جزا — تماشا دیکھونگا اک اک کے حسن صورت کا
نظر پڑیگا مجھے جبکہ آپ کا مکھڑا — پڑھونگا شعر یہ ہر بار کہکے صل علی

بصورتِ تونگاری نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

سپے شفاعت امت بعرصۂ محشر — کمال ہونگے مشوش تمام پیغمبر

اجابت آن کے صدقے ہو رونمائی پر | کہے یہ رحمتِ غفار فخر سے بڑھ کر

بصورتِ تو نگاری نیافرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

ترے جمال نے ہر دل میں کر لیا ہے گھر | ہر ایک دیدۂ حق بین کا تو ہے نورِ نظر
ہوا ہے اور نہ ہوگا کبھی تجھ سا پیغمبر | جبھی ازل سے ہے وردِ نظامؔ آٹھ پہر

بصورتِ تو نگاری نیافرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

تمت

قصیدۂ ناتمام

کونسا دن ہو وہ فخرِ ملک و جن و بشر | کہ کروں ہند سے بطحاے مدینے کا سفر
خوابِ غفلت سے کہیں چونک اوٹھوں وقتِ سحر | دوش پر کلبۂ احزان سے اوٹھاؤں بستر
منّ و سلویٰ مرے کھانے کے لیے موسیٰ لائیں | مائدہ عیسیٰ بھی افلاک سے اوترے اکثر
خوانِ نعمت کو کروں دور سے جھک کر تسلیم | ردِّ دعوت نہ کروں لیک لٹا دوں تم پر
گو نہیں شرطِ نمک مجھ سے ادا ہو سکتی | پر میں ایسا بھی تو زنہار نہیں تن پرور
خوانِ یغما سے تیرے رزق مجھے دے رزاق | کیا میں کمظرف ہوں جو اور کا ہوں دستِ نگر
رہنمائی کو جو خضر آئیں مری بر سرِ چشم | پر ہدایت میں نہیں آپ سے کچھ وہ بڑھ کر
سازِ بے سازی ہو سامان ہو بے سامانی | دمبدم آہ کا نعرہ ہو مرا کوسِ سفر
ہمسفر وہم سے ہمقافلہ عصیاں ہوں | نقدِ ایمان مجھے کافی ہے نہیں حاجتِ زر
آبرو خاکِ رہ غازہ سے ہوگی میری | پانوں کے آبلے ہوں مردمکِ دیدۂ تر
پشت ہو بارِ ندامت اگر میری دوتا | سمجھوں تعظیم بجا لایا ہوں ہو فخر اوسیر

ایضاً

کدھر ہے نکہتِ روحِ روان پیغمبر | غذای روح و دل و دین شمیم جان پرور

ہی ترے لطف سے گلزار عالم امکان ++
نہال دین کو ملے سبز بختی جاوید
بہا تھا ایکی انگشت سی جو آب زلال
تمہین ہو باعث ایجاد عالم تکوین +
لبسا خیال مری دل مین قد موزون کا
وہ قد ہے صورت شمشاد یا کہ نخل مراد
ہے سر خزینہ اسرار و معرفت یکسر
اوڑایا خاکہ فلک نے بنا کے کاہکشان
اوسکی شان مین ہے اہدنا الصراط آیا
نہین ہے کوئی شب قدر لیک سایۂ زلف
نہ موشگافی مضمون کا ہے یہان یارا
جہان مین نام ہی سنتے رہی ہین عنقا کا
ادب سی پانون کو چومون لگاؤن آنکھون سے
مین خاک پا کو کرون طوطیای دیدۂ جان
چلے نہ گلشن ہستی پہ پہری باد خزان
لقب ہی ہاشمی و مطلب ابو القاسم
کہا ہے وحی مین مزمل اور کبھی طہ
سناؤن حال مین معراج کا تجھے اونکی
ہوئی کسیکو نہ معراج اور نہوا ایسی
بلایا حضرت باری نے جبکہ جانب عرش
ہوئے براق پہ بہر عروج جب وہ روان
گئے وہ عالم امکان سی لامکان مین
تھے انبیا سر تسلیم کو جھکاتے ہوئے

کرم سے آپکے باغ جہان ہے تازہ و تر
نگاہ آب بقا سے ہے خضر کے بر تر
اوسیکا قطرہ ہی تسنیم و قلزم و کوثر
تمہین ہو صاحب لولاک حضرت سرور
کیا ہی یا کہین عنقا نے میرے دل مین گھر
جھکا یا طوبی و سدرہ نے جسکے آگے سر
ہین مہر و ماہ و شب قدر صدقے اوس رخ پر
ہی فرق بانگ سی ارض و سما کا تا بسر
اوسیمین سالک و عشاق کی ہین دل شستہ
خدا رسی کی کمندین ہین زلف پر عنبر
نہ شعر طبع سے موزون ہو نہ وصف کمر
مگر کسی نے نہ دیکھا نہ ہے کچھ اوسکی خبر
رکھون مین سر پہ سر فخر سے بدیدۂ تر
کہ سیر ہے مجھے ہر دو جہان کی مد نظر
نہ آتی گلشن امت پہ اونکی جب صرصر
ہے اسم اعظم احمد خطاب پیغمبر
ہے ق ن الم بھی مضمر +
یہ راز کھولون مین سربستہ تجبیہ اے مضطر
بنی بھی ایسا ہوا ہے نہ ہو گا تا محشر
چلے تو فرش سے تا عرش ہو گیا اطہر
ہوئی روان کو روانی سے آپکی نہ خبر
کہ جیسے شرق سے لے غرب تک پہر آتی نظر
صف ملک تھی ادب سے جلو مین تو لیکر

خبر جنان سنے دی زیب مکان امت سے — شگوفہ خلد سے رضوان بھی لایا پیش نظر
کہا یہ مالک دوزخ نے دور سے بادب — ہے تیز نار جہنم تمہارے دشمن پر
سنایا حورون نے سہرا ادب سے کر مجرا — سلامتی دو عالم کے ہو تمہین مظہر
چلی ہوای خنک یہ شجر سے طوبی کے — شگفتہ غنچہ ہو جیسے ہمین باد سحر
نثار لفتہ نجوم فلک ہوا یا تنگ — فلک سے عرش تلک فرش ہو گئے اختر
دیا حضور مین آ مژدہ مبارکباد — دبیر چرخ کا یعنی یہ قطعہ لایا نظر
ازل سے تا بابد تمسے ہے جہان آباد — تمہارا سایہ رحمت ہے تاج خشک و تر
نثار جان و دل اہل عالم امکان — ترے وجود مقدس پہ ہو لجوت زر

قصیدہ

یہ وہ خورشید ذرہ ہی جمال روی احمد کا — جہان کا نور ہے اک پرتوہ نور محمد کا
نہ تھی آگے شب قدر اب جو ہی قدر و شرف اوسکو — سبب ہے پڑا ہی سایہ اونکی زلف اسود کا
وہان جب تھی تو مثل ابر رحمت تھا یہان سایہ — یہان سے آئے تو اوس عالم مین ٹھہرا سایہ اوس قد کا
شب معراج گذری فرش سی تا عرش اکدم مین — نہ گذرا اومین کچہ بھی وسوسہ افلاک کی سد کا
کہان ایسی ہوئی معراج ابراہیم و آدم کو — بڑھایا آپ نے ہی مرتبہ لب نیے اب و جد کا
شب معراج حضرت انبیا بولے یہ حیرت سے — یہ کچہ شان نبوت سب ہی مظہر شان ایزد کا
زمین و آسمان کا فرق ہی عرش اور کرسی مین — دو بالا مرتبہ ہی اونکی ممبر اور مسند کا
حیات سرمدی ہی روح حضرت کو دو عالم مین — خلاف اسکے عقیدہ دے خدا ہرگز نہ مرتد کا
میان خالق و مخلوق ہی اک واسطہ اونکو — وجود پاک مین ہے سلسلہ حرف مشدد کا
ہے اسماعیل سی شان نبوت آپکی بالا — یون ہی کبھی سی رتبہ کم نہین ہی اونکی مرقد کا
نبی ایسا ہوا ہی اور نہوگا حشر تک پیدا — یہی ہی اعتقاد و قول و ایمان پیر و مرشد کا
نہو متروک محبی کوئی سنت تیری صدقے سے — بجا لاؤ رہون غیر موکد اور موکد کا
مین ہندی ہون ولیکن فیض پایا میر آسان ہے — معرب کرنا جیسی سہل ہے لفظ مہند کا

ہی یمن و فیض مقدم ورنہ یون لاکھون ستارے تھے
بڑھا ہے پابوسی سے اونہین کی رتبہ فرقد کا

قضا و قدر ہے عین رضای رحمت عالم
نہین ہے اسلیے تیر قضا محتاج کچہ رد کا

ازل سے ہے اوسکے ہاتہ مین شیرازۂ امکان
مجز اگر سنے والا بھی وہی ہے اس مجلد کا

منافق اور مومن کو محک تھی آپکی صحبت
مثال آئینہ کھلتا تھا جوہر نیک اور بد کا

نہ دیکھا کوہ سیم و زر کو جیتے اونکی نظرون مین
غنا سے سنگریزہ مرتبہ سمجھے زمرد کا

ازل سے تا ابد وہی معلم عقل کل کا ہے
وہ ہے مشتاق تعلیم اس خط لوح زبرجد کا

دو عالم ہین دو حرف کن سے کن دو لب سے نکلا ہے
مشیت مین خدا کی کام تھا کیا کاوش کد کا

وہ شاہ انبیا نائب جبار کبریائی ہین
جہان مین ہر نبی کو فخر ہے اونکی خوشامد کا

پڑھی معنی و رمز وحی عقل کل نے یون اونسے
سبق خوان جسطرح ہوتا ہے کوئی طفل ابجد کا

فیوض ظاہر و باطن کا مطلق ہے وہی مبدا
ازل سے تا ابد منعم وہ ہے انعام بیحد کا

نجات عاصیان ہے منحصر تیری شفاعت پر
بروز دستگیری آسرا ہے بس ترے ید کا

بھروسا ہے ترا بس مجکو اپنی کامیابی پر
تکفل ہے تو ہے درگاہ رب مین سب کے مقصد کا

زبان پر ہو درود اور آنکہ سے ہوئین روان اشکو
روان جسدم روان ہو جبہہ سا ہوون تیرے مرقد کا

احد تک کچہ نشان عالم امکان نہ تھا رعنا
یہ موجودات صدقہ ہے فقط اک میم احمد کا

قبول خاطر اقدس نہو کیون عرضۂ رعنا
و اما السائل آیا ہے حسن خلق احمد کا

مناقب در شان جناب امیر حضرت علی علیہ السلام

رباعیات

جس نام سے ہے شفا وہ ہے نام علی
ہے ساحت عرش اونکا صحن دیوان
مفتاح در دین کی ہے صمصام علی
کرسی جسے کہتے ہین وہ ہے بام علی

ایضا

ہمنام خدا کے ہین علی نام خدا
حیدر اسد اللہ ہین ای صل علی
یا ابن شیر نیستان تو ہی شیر قالی
ہے شیر ژیان اونکے مقابل جیتا

ایضاً

ازبار غم جہان سبکدوشم کنی
درماندہ شدم بعرض من گوش کنی
ای صاحب حل مشکلات عالم
بیچارہ شدم باز فراموشم کنی

ایضاً

ازبسکہ بفکر این و آنم حیران
ہم چارۂ کار خویش ہر سو جویان
جز بار گشت نیست مرا عقدہ کشا
لیکن مشکل رعنا ہی پریشان آسان

ایضاً

ہے نام خدا شان خدا شان علی
اور جسم جہان کی جان ہی جان علی
گر بعد نبی فخر دو عالم کہیے
شایان ہے شایان ہی شایان علی

ایضاً

ہے ورد مجھے آٹھ پہر یاد علی
اسم اعظم ہے حرز جان ناد علی
حیدر در شہر علم دین ہین رعنا
دیوارین ہین اس شہر کی اولاد علی

ایضاً

ہر وقت خدا کو کرتے تھے یاد علی
راضی تھے رضا قضا پہ تھے شاد علی
حیدر کے سوا مالک کونین ہے کون
ہین دست خدا نبی کے داماد علی

ایضاً

محبوب نبی تھے عاشق زار علی
ہین احمد مختار کے مختار علی
کفار کے سر پہ دست مومن مین ہین
شمشیر ظفر حیدر کرار علی

ایضاً

فردوس کے ہین رونق گلزار علی
گلزار خلیل مین تھے گلنار علی
آنکھون مین محبوبون کی بعینہ گل تر
ہین دل مین عدو کے صورت خار علی

ایضاً

یوسف کا جمال تھا تو حب یعقوب
نوح کا حلم تھا تو صبر ایوب
مقصود دو عالم ہیں علی نام خدا
محبوب الہی کے علی ہیں محبوب

ایضاً

بھائی تھے نبی کے پسر بوطالب
اللہ کے شیر تھے علی غالب
دو آنکھ کی اک نظر ہو جس طرح نظام
یک جان تھے نبی علی مگر دو قالب

ایضاً

افضل ہیں سلیمان سے گدایان علی
یوسف سے عزیز ہیں غلامان علی
خورشید کرم ہیں بوتراب اے نظام
ہے ذرہ خاکسار مردان علی

ایضاً

بر بارگہ علی ملک گرد سجود
بر نام مبارکش بخوانیم درود
عادل بدو دال نام ایست بعدل
در پنجتن ست زین دگر پنج فزود

ایضاً

گوہر سے زمانے میں صدف کو ہے شرف
ہے مغز ہے استخوان جو نے در ہو صدف
پیدا ہوئے کعبہ میں علی نام خدا
کعبہ جو صدف ہے تو علی در نجف

ایضاً صحابہ کرام

وصف بوبکر فخر یار و اصحاب
یکسانست ز طفلی و بہ پیری شباب
اعداد حروف بکر ہے صفر ہیں
رعنا ز احد عشر و صد گیر حساب

ایضاً

از ذات عمر کہ یافت شوکت اسلام
حقا کہ بدست از ازلش شاہی ام
از حرف عمر بر آر اعداد و ببین
شاہیست کہ در گدائیش یافت نظام

ایضاً

عثمانؓ غنی ست باذل و مرد خدا — در آب و گلش بود سخاوت و عطا
اعداد حروف نام عثمانؓ کن جمع — از دیدۂ حق ببین که پیداست سخا

قطعه

چون محمد روانؐ قلب علیؓ ست — بوتراب ست قالب اسلام
چشم صدیقؓ گوش او فاروقؓ — ہست عثمانؓ چون زبان در کام

رباعیات در شان اہلبیت علیہم السلام

رونا غم شبیر مین عادت یہ ہے — بس اپنے طریق مین عبادت یہ ہے
بیداری مین گریہ خواب مین ہی رونا — ای مومنو رویت کی شہادت یہ ہے

ایضاً

مومن کی نجات ہے رہے گر مغموم — سنلے ماتم شبیر کی بخشش معلوم
دنیا مین کیا اگر غم سرور دین ہے — غم دین مین ترا کہا لینگے شاہ مظلوم

ایضاً

بن غم غم شاہ سے نہین کوئی پیر — اکبر کے قلق مین نوجوان ہین دلگیر
ہین سوگ مین ناموس کے اہل عصمت — نالان غم اصغر مین ہین اطفال صغیر

ایضاً

شبیر نہین جو جان کو فدیہ کیجے — شامی بھی نہین جو انکو کشتہ کیجے
رعنا قلق شاہ فقط باقی ہے — آنکھین جب تک ہین خوب رویا کیجے

ایضاً

شبیر نہین نہ عرصہ کرب و بلا — شامی بھی نہین جو انسے لیجے بدلا
باقی ہے غم شاہ بس ای مردم چشم — دل کھول کے خوب روتو ہر صبح و مسا

ایضاً

پیری میں شباب یاد جب آتا ہے
اکبر کی جوانی کا قلق ہے رعنا
دل مثل حباب پھوٹ کے بہ جاتا ہے
نوشاہ کا غم اور بھی رلواتا ہے

ایضاً

اکبر کا قلق جہان میں ہے عالمگیر
اکبر کا الم نام خدا ہے ہر دم
روتے ہیں بہشت میں بھی اکثر شبیر
آخر دم ذبح بھی یہی ہے تکبیر

ایضاً

تل رکھنے کی واللہ نہیں دل میں جا
یہ عالم حب پنجتن ہے یعنے
نور خورشید سے ہے روشن ذرا
کوزے میں سماتا نہیں جیسے دریا

ایضاً

سیراب ہوا فرات پر لشکر شام
اسرار یہ تھا کہ ساقی کوثر تھے
پیاسے رہے تین روز دریا پہ امام
القاسم محروم بنی کا ہے کلام

ایضاً

شادی رچی مہندی لگی سہرا بھی بندھا
القاسم محروم بنی کا ہے قول +
کام آیا بروز عقد لیکن دولہا
یہ شادی مرگ عقد سے عقدہ کھولا

تمت

خمسہ نظام بر سلام دبیر

داغ بر دل ماہ ہے اور خاک بر سر چاندنی
ماہ ہے حلقہ زن ہالہ مکدر چاندنی +
چاک ہے مثل کتان جسم قمر پر چاندنی
مجرئی ہے سوگوار ماہ حیدر چاندنی
اشک ہے شبنم بکا کرتی ہے شب بھر چاندنی

ماہتاب دین پیمبر تھے تو حیدر چاندنی
چادر تطہیر سے اور ہو برابر چاندنی
نور حق کے سامنے کیا ہو منور چاندنی
فرش ایوان علی سے کب ہو ہمسر چاندنی
چاندنی جھاڑوں تو جھڑتی ہے زمین پر چاندنی

چاندنی کا کھیت رہجائی گئے زہرا کا باغ
روشنی شامی کرائین تیرہ باطن بددماغ
ماہ دین چھپ جای چمکائی قمر سینہ کا داغ
ای فلک اندھیر ہی عابد کا زندان بیچراغ
ای زمین کیا قہر ہے فرش ستمگر چاندنی

فرض کیجے گر ہلال دین رسول اللہ کو
اسلیے نور خدا کا پرتو اسے ہے ہو بہو
چودھوین مہدی ہے دین بدر کامل دیکھ لو
تا کمال چاردہ معصوم روشن سب پہ ہو
چودھوین شب کو رہا کرتی ہی شب بھر چاندنی

نور مقدم سے ہوا حضرت کے روشن اک جہان
صبح صادق ہو فروغ مہر کا جیسی نشان
ہی زمین بدعت سے پاک اور ظلم سے صاف آسمان
مہدی دین ہین نہان فیض ہدایت ہی عیان
چاند جیسے ابر مین اور جلوہ گستر چاندنی

کسکو یہ معلوم تھی تقدیر علام الغیوب
پیر گردون دور مین دیکھا تری اندھیر خوب
قلزم رشک مصیبت مین ہر اک جائیگا ڈوب
ہوتے ہی طالع کیا ماہ جوانی نی غروب
چار دن بھی دیکھنے پائے نہ اکبر چاندنی

تیرہ دل سے نور یونکو ہی ازل سے عار ننگ
شامیون کی ہی فرشتون تک غرض عرصہ یہ تنگ
ہین جو وہ سایہ تو یہ ہین نور وہ شیشہ یہ سنگ
ہر مہینے دشمنان دین سے ہی سرگرم جنگ
چرخ پر رکھتی ہی ماہ نو کا خنجر چاندنی

رجعت خورشید اور شق القمر اعجاز تھا
صاحب لولاک پر اونکو نہ کیا کیا ناز تھا
عقل کل کیا کار فرمای ازل ہمراز تھا
عرش اعظم جنکی گھر کا فرش پا انداز تھا
فرش کی خاطر نہ تھی اونکو میسر چاندنی

فتح جنگ بدر سے وہ شہرہ آفاق تھے
غازیون کی قاسم جنت پہ استحقاق تھے
صف شکن تھے من چلے تھے جنگ کے مشتاق تھے
حلہ نورانی فردوس کے مشتاق تھے
دیکھکر عاشورہ کی شبکو دلاور چاندنی

اس قران سعد سے کیونکر نہ وقف یاس ہون
شامیان تیرہ باطن نابلد وسواس ہون
نور عین شیر حق جب ماہ دین کے پاس ہون
شمر نے چاہا کہ حضرت سے جدا عباس ہون

یہ نہ سمجھا ماہ سے چھوٹی گئی کیونکر چاندنی

ماہ ہی سوز جگر سے صاف چونہ کی ڈلی
تھا مسیحا جل بنا لیکن مہ کامل جبھی +
آج کیا ہے روز شق قلعی قمر کی کھل گئی
جب سپیدی روضہ شبیر مین ہونی لگی
گرد روضہ کے پھری چونہ مین ملکر چاندنی

جسطرح سے آنکھ دو ہین ایک ہی لیکن نگاہ
رات دن شام و سحر ماہی سے لیکر تا بماہ
[illegible]
صورت ۵ ایک معنا پنج ہین بی اشتباہ
اتحاد پنجتن پر سلکے ہین چارون گواہ
دھوپ خورشید درخشان ماہ انور چاندنی

عمر و دولت غافلو دنیا مین ہی خواب و خیال
ہے مثل مشہور آخر ہر کمالے را زوال
بدر کامل صاف ہوجاتا ہے گھٹ گھٹکر ہلال
مال و زر کیا چیز ہے بس چاہیے فکر مآل
فی المثل ہی چار دن کی اے تونگر چاندنی

قوس ابرو ابر مین اور بدر مین وہ تھی کمان
کہ ہلال عید تھی وجہ [illegible] آسمان
تھا شب معراج مین قوسین کا اوسپر گمان
ابرو ماہ بنی ہاشم سے روشن تھا جہان
بدر سی اس ماہ نو مین ہی فزونتر چاندنی +

روح کو کب جسم خاکی مانع ادراک ہے
نور تو ہے نور اور جو خاک ہی وہ خاک ہی
لوث ہی کچہ جسم سے جانکو نہ مطلق باک ہے
خاکسار و نکا ہر اک وہبی سی دامن پاک ہی
گرد آلودہ نہین ہوتی زمین پر چاندنی +

ہے ولای اہلبیت مصطفے جنت کی رہ
ماہ جب سے قبر مومن ہو گئی نخشب کا چہ
غم نہین عصیان سی پیش آئے اگر روز سیہ
پنجتن کا داغ ماتم ہے وہ ماہ چاردہ
بنگئی تاریکی مرقد سراسر چاندنی +

آب کوثر کیون نہ جینے کی تمنا مین پیا
خیر اوسکو خضر نے گو مشورہ یہ ہی دیا
مثل عیسی کیون نہین ناد علی پڑھکر جیا
نام روشن کیون نہ حیدر کا سکندر نے لیا
پردۂ ظلمات مین جاتی مقدر چاندنی

نور یو کیسی منور تھی وہ عاشورے کی رات
کوئی سمجھا تھا شب قدر اوسکو کوئی شب برات

اس سے بھی بڑھکر تعجب خیز ہے ایک اور بات
جبکہ سقاے سکینہ نے کیا قصد فرات
فرش ہونی کو بنی پھولونکی چادر چاندنی

زخم تن سے مہ لقا نکی صورت شق القمر
نور تو یہ ہے بیان راوی باد سحر
چادر مہ چادر مرہم خوشی سے تھی مگر
کہتے تھے لاشے شہیدونکی ہوا ٹھنڈا جگر
مرہم کافور تھی ہر زخم تن پر چاندنی

عین ایمان ہے زیارت ہر مسلمان کے لیے
وقف کے حق نے سعادت ماہ تابان کے لیے
فخر مولی کی حضوری کا ہے انسان کے لیے
رہروان روضۂ شاہ شہیدان کے لیے
فرش کرتا ہے قمر ہر اک قدم پر چاندنی

سایہ کی ہمسایگی نانا کو جبکے ناگوار
بند رہتی تھی جبھی چشم فلک لیل و نہار
آیۂ تطہیر کو عصمت پہ اونکی افتخار
کربلا کی راہ مین زینب جو ہوتی تھین سوار
چاند کو کرتی تھی پنہان ابر بنکر چاندنی

کوچ ہوتا تھا اگر دنکو تو ہو جاتی تھی رات
دور تک دیتے تھے پہرہ اہلبیت پاکذات
دیکھ لے سایہ پری کی تھی کہان یہ کائنات
سامنے شاہ دو عالم روک دیتے تھے قنات
تھامتے تھے راس و چپ عباس و اکبر چاندنی

گردش تقدیر سے نیرنگ دیکھے خوب خوب
کیون نہ سیل اشک مین یہ سنکے جائین لوگ ڈوب
یہ گھڑی دشمن پہ بھی لائے نہ غفار الذنوب
ایکدن وہ تھا کیا جب ماہ زہرا نے غروب
گاہ منہ پر دھوپ تھی اور گاہ سر پر چاندنی

کب شب عاشورہ مین تاب مہ تابان رہی
چادر مہ نور او مثل کتان بران رہی
حلقہ زن ہالے مین تنہا چشم قمر گریان رہی
لاش زہرا کے قمر کی دشت مین عریان رہی
لوٹتی ہے خاک پر اس غم سے گھر گھر چاندنی

گرد مہ ہالہ نہین یہ حلقۂ ماتم سے ہے آہ
گاہ ہے غرہ مین پھر ہے خاک بر سر پھر سیاہ
ہر مہینے داغ بر دل شام سے لیتا نگاہ
اوس مہ کامل کا یہ غم ہے کہ ششدر ہو کے ماہ
ماتمی صف کیطرح بچھتی ہے گھر گھر چاندنی

اسم اعظم نام ماہ دین ہی اللہ الصمد
فخر حسن اتفاق کہ اوسکو ہو کیون لاتعد
ہیجدہ اعداد ہین نام خدا بالاسے صد
ای خوشا طالع کہ ہی نام حسن سے ہمعدد
کیون ہو روشن لو نہین نام آور چاندنی

بیزبان کی پیاس کا صدمہ ہوا شپیر کو
التجا سے اوسنے بھیجا تاب پر تنویر کو
ماہ نے بہم پایا جب فرات و بر کو
اشتیاق شیر جنت دیتی تھی سب بے شیر کو
قاصد مہر لبن تھی بہر اصغر چاندنی

نور اول سے محمد کے ہوا روشن جہان
راہ دین احمدی سیدھی ہی مثل کہکشان
آفتاب حشر ہونگے مہدی آخر زمان
احمد مختار ہین نور خدا کے آسمان
حیدر روز مہر اقمر شبر و شبیر چاندنی

آیا عاشورے کو جسدم قتل کا حکم یزید
تھی سلح بندی کہین ترتیل قرآن مجید
یان صف ماتم بچھی تھا شامیو مین جشن عید
شام سی سامان تیغ قتل کرتے تھے شہید
نور کا تڑکا تھی بہر فوج سرور چاندنی

خار ہو سورج کھی پروین بھی خوشہ چین بنے
صورت گلزار ابراہیم وہ تزئین بنے
کیا عجب گر ذرہ خاک شفا پروین بنے
روضۂ مہرو سے گلشن مین اگر گلچین بنے
بھرے دامن مین گل خورشید انور چاندنی

ہی جو حب بوتراب سے مخمر آب و گل
یون مصائب سی تو دل ایک ایک کی جاتا ہی ہل
ہین ہلال آسا محب کا ہیدہ وقت العصر محل
ظلمت زندان عابد سی ہو زخمی انکا دل
ہی نمک پاش دل احباب حیدر چاندنی

شامیان تیرہ باطن کا ودھر وہ مکر و کید
خانمان آوارہ گھر برباد اوسپر آب قید
جس طرح پالے پڑے صیاد کے بیچارہ صید
ہوگیا تھا خون غمسی خشک رنگت تھی سفید
فرش بر سجاد کا تھا جسم لاغر چاندنی

ہی بجفت جای اخی صاحب شق القمر
ذرہ پرور مہر کی فرمائین گر تجھپر نظر
فرش راہ قبلہ دین ہین وہان مدسی کہ
روضۂ پر نور مولی مین بچھائی سب ہے اگر

مہر کے چشمہ میں دھوائے ماہ انور چاندنی

شام سے تھا شامیوں کی تاک میں تا صبحگاہ　　گرد لشکر صورتِ ہالہ پھرا کرتا تھا ماہ
احتیاطاً اور اگر جاری ہوا فرمان شاہ　　لی طلایہ کی جو وان ماہ بنی ہاشم نے راہ
روشنی لیکر بڑھی پیش دلاور چاندنی

نور یہ نور علی نور اسلیے اونکو کہا　　تھے اوجالے جو خدا کے گھر کے نور مصطفےٰ
ایک جلوے سے منور ہو گئے ارض و سما　　عکس خورشید جبین و ماہِ عارض جو پڑا
آسمان پر دھوپ نکلی اور زمیں پر چاندنی

جسم مجسم نور سے روشن ہوا سارا جہان +　　تھا فروغ وادی ایمن زمیں میں تا زمان
چاک چلتا تھا تن پر نور پر مثل کتان　　نور تن چھن چھن کے گرد پوشِ زرہ کی تھا عیان
چار سو چار آئینے سے تھی برابر چاندنی

لشکرِ انجم کی صورت تھا گروہ باوفا　　عقد پروین اہلبیت اور ماہ دین تھے مہ لقا
وہ براق مصطفےٰ حضرت شبیہ مصطفےٰ　　زیر ران شبدیز وہ تھا یال جسکے سنبلا
زین ماہِ نو عنان جوزا تھی پاکھر چاندنی

مہر کی تنویر ہر ذرہ کی آب و گل میں ہے　　روشنی شمع دیں ہر گھر ہر اک محفل میں ہے
ایک پرتو مہر کا جیسے مہ کامل میں ہے　　نور ایمان فیض حب شاہ سے ہر دل میں ہے
اک مہ برج امامت کی ہے گھر گھر چاندنی

دشت میں کی دھوپ میں گلزار ابراہیم تھا　　چاندنی کا کھیت رشکِ خلد تھا صبح و مسا
نکہت پیراہن یوسف ہوئی موج صبا　　نکہتِ باغ نبی سے بس رہی تھی کربلا
ہو گئی مقتل میں کھنچتے ہی معطر چاندنی

صاحب شق القمر کو ناز ہو لولاک پر +　　مرتضےٰ کا حکم ہو معجزنما افلاک پر
لوٹتا تھا ماہ اس غم سے خس و خاشاک پر　　فاطمہ کی بیٹیاں بیٹھی تھیں فرش خاک پر
شرم سے جاتی نہ تھی زندان کے اندر چاندنی

ہمنے مانا گو نہیں ہے نور کو سایہ سے کام　　لیک گردش نے گہن میں آگیا ماہ تمام

شام ہے کفار کا مشہور ہے ظلم و ظلام — عالم ظلمات سے کچھ کم نتھا زندان شام

جب وہاں جاتی تھی ہوتی تھی کم چاندنی

داغ رنج ماہ دین سے دلمین ہین ماہ منیر — ہین عزاداران حضرت اسلیے روشن ضمیر

قبر زہرا ہے تماشا گاہ ہر برنا و پیر — اک مہ داغ عزا ہین کتنی جلوے ہین دلپذیر

قبر پر باہر چراغان اور اندر چاندنی

خمسہ نظام بر سلام باکی

خاک ڈالے سے نہین چھپتی قمر پر چاندنی — رہتی ہے ہر حال مین مہ کے برابر چاندنی

چاندنی ہے فرش تھی اور مہ کی چادر چاندنی — شہ کے جسم پاک پر تھی جلوہ گستر چاندنی

مجرئی کیا نور تھا تھی چاندنی پر چاندنی

سایۂ ہمشکل احمد ہے مقرر چاندنی — گرد ہے ہیکل ہے پیکر شبر وہی انور چاندنی

سامنے اسواسطے ہوتی ہے ششدر چاندنی — مجرئی ہے ماند پیش روی اکبر چاندنی

چاند مہر فاطمہ کا ہے مصور چاندنی

عرش سے اوترے اگر ہو کر منور چاندنی — پاؤن دھولانے کنار آب کوثر چاندنی

چادر تطہیر سے کب ہو برابر چاندنی — رنگ بدلے روز اگر بہتر سے بہتر چاندنی

پائے ہمشکل نبی سے ہو نہ ہمسر چاندنی

مرتبہ اظہر من الشمس اونکا ہے شام و سحر — جد امجد نے کیا تھا آپکے شق القمر

رجعت خورشید کی باعث تھی حضرت کی پدر — جس جگہ مہتابیان چھوٹین رخ خورشید پر

ماہ کا کیا منہ اور آئے کیا برابر چاندنی

رشک سے ہوتے مہ کنعان مقابل سرنگون — حضرت معصوم کا مل چاردہ ہون جو گنون

لال ہے گویا زبان کس منہ سے اونکا نام لون — مدح حسن یوسف آل محمد گر لکھون

ہو قلم خط شعاعی اور دفتر چاندنی

گنبد قبر اوسکے گرد نعش ہالا ہو گیا — نور ایمان حق مین نوری سکے دوبالا ہو گیا

مرقد حمزہ جاہ نخشب سے بھی اعلا ہو گیا ۔۔۔ اوج پر تھا اخترِ طالع اوجالا ہو گیا

قبرِ حمزہ مین ہو گئی زہرا کی چادر چاندنی

جلوہ گر تھا جس قمر کا نور کل افلاک مین ۔۔۔ تھا شرف اوس ماہ کو بیتِ شہِ لولاک مین
کیون نہ چھا جائی اندھیر ابر دل غمناک مین ۔۔۔ چاند زہرا کا چھپایا آسمان نی خاک مین

ڈھونڈتی پھرتی ہی اب تک اوسکو گھر گھر چاندنی

حلقۂ ماتم ہے ہالہ ماہ ہے وقفِ بکا ۔۔۔ باعثِ شق القمر آخر یہی تھا ماجرا
کیون ہلال اس غمسی گھٹ گھٹ کے نہو بدر الدجے ۔۔۔ اکبر مہرو کا نقشہ دھوپ مین جلتا رہا

لوٹتی ہی خاک پر اس غمسی اکثر چاندنی

اہلبیت پاک حق کی نور کی تصویر ہین ۔۔۔ بالیقین شانِ نزولِ آیۂ تطہیر ہین
پنجتن مثلِ حواسِ خمسۂ شبیر ہین ۔۔۔ احمد و حیدر بتول و شبر و شبیر ہین

آسمان خورشید و حسن ماہ اختر چاندنی

نور پاک پنجتن ہے صاف اس جا بہم ۔۔۔ مہر و مہ قندیل پروین چہار سیارے حد
نور کا حصل علی عالم ہے گویا مبدم ۔۔۔ روشنی بزم عزا کی لکھ سکے کیونکر قلم

ہون جہان انجم سپند اور دود مجمر چاندنی

تین دن تھا ہای سنے گور و کفن وہ مہ لقا ۔۔۔ سایبان تھا آسمان اور فرش خاک کربلا
بجز مہ و خورشید لیکن رات دن صبح و مسا ۔۔۔ نعش شہ کا اور تو کوئی خبر گیران نہ تھا

دھوپ تھی دن بھر نگہبان اور شب بھر چاندنی

چرخ تو چکر مین تھا اور زلزلے مین تھی زمین ۔۔۔ کانپتا تھا عرش پر تھا سینے تھی جبریل امین
لوٹتا تھا غمسے انگارو نپہ خورشید مبین ۔۔۔ روز قتل شاہ دین اجرام علوی تھے حزین

مہ کے دل پر داغ تھا اور تھی مکدر چاندنی

جس طرح اعجاز سے واقع ہوا شق القمر ۔۔۔ چاک یا جیسے ہو وقتِ صبح دامان سحر
رنج مین مہ پارۂ احمد کے ہون شوریدہ سر ۔۔۔ ناوک سوگ مہِ زہرا سے زخمی ہے جگر

میری مرہم مین ملاوے اور فو کر چاندنی

نازپروردہ علیؑ کا فاطمہؑ کا لاڈلا +
چشم جان و دل مین بٹھلاتے تھے جنکو مصطفےٰ
زیر طوبیٰ روز جبریل اونکو لیکر جھولتا
ہاے اونکی نعش ہو اور ریگ دشت کربلا
دھوپ دکھلانے جسے حیدر نہ مادر چاندنی

چادر مہ مدتون سے زیر استعمال ہے
پھر بچھا نظرون مین نور حق کو وہ کیا مال ہے
فرش درگاہِ مہ زہرا وہ ماہ و سال ہے
یہ تو اک مدت سے ہے بزم شاہ مین پامال ہے
اے فلک اب اور بچھوا دے بدلکر چاندنی +

ماہ سے انجم کبھی ہوتے نہین سب جیسے جدا
تھے مہِ زہرا کے عاشق کب وہ تن سے کل جدا
یا درِ شہ مثل پروین تھے تو وہ بدر الدجےٰ
سایہ سان ہمراہ شہ تھے ہو جدائی دخل کیا
چاند تھا سبطِ نبی اور سب تھے بہتر چاندنی

چادر مہ مرہم کافور تھی ای بوالعجب
کربلا مین جب قلم وہ ہو چکا ہے یہ غضب
چاندنی کی کھیت مین گلزار تھا زہرا کا سب
ایسے گل زخم شہیدان کی کھلی ہنگام شب
ہوگئی مثل گل شبو معطر چاندنی

چاندنی کھاتی رہی یون شام کی گو راہ مین
غمسے گھٹ گھٹکر ہلال آسا یہ درد و آہ مین
تھا جہان تاریک چشم بانوے بیجاہ مین
کہتی تھی بانو کہ شبہای فراق شاہ مین
دل یہ ہے قائم مقام نوک نشتر چاندنی

جنکے نانا نے کیا اعجاز سے شق القمر
ماہ انور کے زہے طالع کہ اوسکا ہو گذر
فتح جنگ بدر کے باعث ہوے اونکے پدر
ذکر کیا نعش مہ زہرا سے سر کے تا سحر
تھی سلیمان کے قرین جون مرغ دبیر چاندنی

ہو نصیب دشمنان یارب مصیبت جو سہی
چادر تطہیر تھی ہیہات اک باقی رہی
ساز نامحتاج کو محتاج سے تھے الحق سبھی
عترت اطہار کی زندان مین کیفیت تھی
تھا فقط تکیہ اک شبنم کا بستر چاندنی

بدر کی فتح اور ہوا شق القمر اوسکے حضور
پاتے معراج اونکے در پر حضرت موسیٰ کا طور
گھر مین نازل جنکے ہوتین سورہ و آیات نور
پردہ پوشی امت عاصی کی تھی ورنہ ضرور

واسطے زینت کے آتی ہوگی معجز چاندنی

آفتاب چرخ دین ہیں برج ایمان کے ہیں ماہ — کہکشاں ہے حق بجانب روضۂ اقدس کی راہ
فتح جنگ بدر سے اظہر من الشمس انکا جاہ — روضۂ شاہ نجف کی بھی عجب عظمت ہے واہ

شمسۂ چرخ گنبد پردۂ در چاندنی

اک نور مرقد منور اوسپہ حق کا پر نوا — نور حق رہتا ہے نازل رات دن صبح و مسا
نور کا عالم نجف میں غرض حضرت سے علے — وہ سپیدی وہ در و دیوار وہ فرش صفا

رنگتی جسم در سے آتی ہوگی ششدر چاندنی

ماہ کامل ایک سا رہتا ہے جیسے صبح و شام — بدر کامل کیطرح ہیں اس سے وہ ماہ تمام
ہے یہ دین برحق آخر دین حق کا اختتام — بعد مہدی کے ہوا کوئی نہ ہوئیگا امام

چودھویں شب کو رہا کرتی ہے اکثر چاندنی +

شامیان تیرہ باطن میں پڑی بس ہل چلی — ماہ سے اہل تلک ظلمت زمانہ سے ٹلی
آشکارا ہوگیا راز خفی وہم جلی — آئے میدان میں ذرہ پہنے حسین ابن علی

دام کے اندر قمر تھا اور باہر چاندنی

نور حق تھا چہرۂ انور سے روشن برملا — محو تھے قدسے زبان پر تھا کہ ای صل علے
کور شمسہ سے دبے خورشید کی صبح و مسا — نور رخ سے آفتاب چرخ پھیکا پڑ گیا

جسطرح خورشید کی آگے ہو مستر چاندنی

تھی ہلال آسا بشکل ماہ نو وہ نور بار — چاندنی ماری جسے زخمی کیا وہ خون فشار
آئے جنگ بدر کی بس یاد جسدم اسکو وار — اک اشارے میں نکل آتی میان سے ذوالفقار

جسطرح بدلی کی ٹکڑے سے نکلکر چاندنی

معجز شق القمر دیکھو اسی لحظہ میں ہوا — رجعت خورشید تھی صہبا میں بہر مرتضی
فتح جنگ بدر کے باعث ہمیں ہیں مرتقا — یہ رجز تھی لب پہ ہم ہیں ماہ برج مصطفی

ماہ کا در ماہ سے ہے ہمسے مقرر چاندنی

چاندا ری سے مہ تابان کا سینہ توڑ دین — نور سے گاڑ زمین کو شکل جوزا جوڑ دین

گر تمہارا سب ابلے تو مہر آسا او سے بھی ہٹو ردین
ہم وہ ہین گر منع کردین بے تامل چھوڑ دین

مہر ضو سیاری گردش ماہ انور چاندنی

صاف اجالے رخ ماہ منور پر سحاب
اور گہن سے تا قیامت بھی چھوڑے آفتاب
مہربانی کی نظر سے گر نہ دیکھین بو تراب
گر خدا نا خواستہ ہو ماہ پر چشم عتاب

جون رگ بسمل رہے پیوستہ مضطر چاندنی

حشر کے دن کی مصیبت کو نہ دکھلائے خدا
سارے گھبرا جائینگے سب بے چین گر ایسا ہوا
ہان ہماری ہاتھ ہوگا رحمت حق کا لوا
جسکے سر پر سایہ ہوا سپنے ہماے مہر کا

اوسکو ہوگا آفتاب روز محشر چاندنی +

آسمان پامال ہو جاوے تو اسکا کیا عجب
ہم فقط ایجاد عالم کے ازل سے ہین سبب
اہل بیت مصطفے کا حق نہ دکھلاؤ غضب
اختیار اپنا ہے گر چاہین زمین ہو منقلب

جسطرح ہو جاے درہم کھاکے ٹھوکر چاندنی

بدر ہین ناخن اگر تر شین تو ہین رشک قمر
ناخن مشکلکشا سے بدر کے عقدے ہین سر
نور حق سے مقتبس ہین مہر و مہ شام و سحر
مصدر نور الٰہی ہون جو ہو مد نظر

ہر سر ناخن سے ہو میری مظفر چاندنی

ضرب من عدا پہ نازل گر مثال برق ہو
صاف دو کرتے زمین و آسمان کا فرق ہو
غرب سے لے ذو الفقار آخر محیط شرق ہو
سر کشون کو آہین و پولاد مین تم غرق ہو

ہے زرہ مثل کتان تیغ دو پیکر چاندنی

اسکا اخلاق مجسم تھے وہ شاہ تشنہ کام
بات تھی اعجاز عیسی جب سے تھے وحشی بھی رام
دشمن ایمان بھی سنکر دل سے ہوتی تھی غلام
کیا فصیح و پر روشن تقریر تھی حضرت کا کلام

شیر و شکر آب حیوان قند و گوہر چاندنی

میرے خمسے پر کہین جب پنجتن صل علی
اس سے بہتر کو نثار عنا کی حقین سے صلا
دین تو ہے نور علی نور اور بھی نام خدا
حاسدون کو چاہیے قسمت کا اسے پاکی گلا

ختم مجھ پر ہو گیا کلک مقدر چاندنی

نور ایمان ہی جسے کہتے ہین سب بر علی
گو ولای پنجتن کافی شفاعت کو سہی
ہین بنی محبوب حق اور وہ بنی کی ہین وصی
تنگی و تارہ کی مرقد سے گھبراتا ہے جی

یا علی ہو سوی جنت میری رہبر چاندنی

بند خمسہ و سلام نظام

چودھوین شب کو رہی مقتل مین شب بھر چاندنی
تھی مہک مین عطر و عود و مشک و عنبر چاندنی
تین دن خون شہیدان مین رہی تر چاندنی
بسکے پھولو نمین سموم کر تھی معطر چاندنی

قبر شہ پر بنگئی پھولو نکی چادر چاندنی

ماہتاب دین کے تھی الحق مسخر چاندنی
ہو گئی مرتے ہی شاہ دین کی تیجہ چاندنی
نور نور مصطفےٰ سے تھی منور چاندنی
بنگئی روضہ کی خاطر سنگ مرمر چاندنی

قبر ماہ فاطمہ پر ہے تجسم چاندنی

روضہ انور کے آگے ہے مکدر چاندنی
بچھتی ہے روضہ مین پر باہر ہی باہر چاندنی
نور بونکی فرش رہ ہے گو مقرر چاندنی
جا نہین سکتی ہے جس روضہ کے اندر چاندنی

کربلا مین رات بھر رہتی ہے ششدر چاندنی

چار دن کیا ہی پریشان بلکہ اکثر چاندنے
سوگوار یمن ہوئی ہی کسکی مضطر چاندنی
خاک چھانی کو بکو اس سے معنبر چاندنی
مجرئی ہے کس لیے حیران ششدر چاندنی

کس قمر کو ڈھونڈتی پھرتی ہی گھر گھر چاندنی

جای شمع طور راہ شام مین تھی سایہ سان
چادر مہتاب تھی جسم منور پر کتان
باکہ تھے مانند شبنم پھول سے تن پر عیان
تا نہ جسم عابد بیمار پر گذرے گران

تھی سفر مین نکہت گل سے سبکتر چاندنی

شامیان تیرہ باطن کی بڑھی جب دشمنی
جای نگرہ محو چادر شبنم تنی
حیف شادی مرگ قاسم عین ہفتم کو بنی
چادر مہتاب آخر سیج پھولو نکی بنی

جب بچھا سے روز عقد ماہ شبر چاندنی

فرد خمسہ

بیان کرتی تھی صغرا یہ ماجرای فراق
امید دید عزیزان نہین سوای فراق
خدا کسی کو نہ دکھلاے صدمہ ہای فراق
کسی مباد چو من خستہ مبتلای فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلای فراق

ہوے مدینہ مین داخل جو عابد ذیشان
تمام جمع ہوئے آکے اہل شہر وہان
جو پوچھا کون ہو کہنے لگے امام زمان
غریب بیکس و مسکین فقیر سرگردان
کشیدہ محنت ایام و دردہای فراق

سلام نظام

بسکہ پھولون مین بسوم کی تھی معطر چاندنی
قبر شہ پر بنگئی پھولون کی چادر چاندنی

بنگئی روضہ کی خاطر سنگ مرمر چاندنی
قبر ماہ فاطمہ پر ہے مجسم چاندنی

جا نہین سکتی ہی جب روضے کے اندر چاندنی
کربلا مین رات بھر رہتی ہی ششدر چاندنی

پھر رہی ہی کسلیے حیران و ششدر چاندنی
کس قمر کو ڈھونڈھتی پھرتی ہی گھر گھر چاندنی

یون فلک مین ہی روان دیدۂ تر چاندنی
جسطرح جھلکے تہ آب سمندر چاندنی

تا نہ جسم عابد بیمار پر گذرے گران
تھی سفر مین نکہت گل سے معطر چاندنی

چادر مہتاب آخر سیج پھولون کی بنی
جب بچھائی روز عقد ماہ شبیر چاندنی

روضۂ شاہ دو عالم مین ہی عالم نور کا
شمع کافوری ہے اندر اور باہر چاندنی

نوریون کے زخم تن پر مرہم کافور تھی
ناریون کی گھاؤ پر تھی مثل اخگر چاندنی

ظلمت زندان مین کام آئی نہ بہر اہلبیت
کیا جواب احمد کو دیگی روز محشر چاندنی

رفعت شان خیام شیخ دین صل علے
تھا کلس گر ماہ تو خیمے کی چادر چاندنی

شام کے رستے مین عابد نے دیکھا گرم و سرد
دن کو سر پر دھوپ تھی اور شب کو بستر چاندنی

ابو زہی طالع جنان مین نوریون کیواسطے
جام کوثر ماہ ہوگا آب کوثر چاندنی

معجز شق القمر کا مدعا روشن ہوا
نصف لین شبیر اور لین نصف شبر چاندنی

شامیان تیرہ باطن مین محجوب اندھیر تھا
کیا منور ہے مزارِ فاتح بدر و حنین
حلقۂ ماتم ہے گرد ماہ یہ ہالہ نہیں
ورد کیا تھی لب ہلا دیتے ہو شاہ تشنہ کام
فاطمہ صغرا نے خط جب ماہِ حیدر کو لکھا
دی عروسِ ماہِ شبر کو عروسی مین جو تحفہ
ماہ سے ماہی تلک ہے دھوم جنگ بدر کی
ماہ زہرا کربلا مین شب کو چلتے تھے جو راہ
جبکہ پنہان خاک مین ماہِ امامت کو کیا
روضۂ ماہِ امامت کی سفیدی مین مدام
خیمۂ زرنگاری شہ پر کلس تھا نقرئی
آسمان احمد علی خورشید ماہ و حسن امام
ماہ پاروں نے جو کی صیقل سلیح بہر جنگ
جب جلایا شامیون نے خیمۂ ماہِ نبی
خاک مین ہے چاند سی صورت علی کے ماہ کی
ماہ پارے سے صاحب لولاک کے عریان رہے
داغ بر دل منبر گردون پہ جو اکبر ہے قمر
چاہ نخشب قبر مومن جنت ماہِ دین مین ہے
خاک ہو زندان مین بستر بہر اہل بوتراب
ماہ ہے قندیل ہالہ دامن قندیل ہے
جو اوجا ہے صاحب شق القمر کے گھر کے ہون
ہو گئے نوری سبھی جینے سے دل برداشتہ
مین ولائے پنجتن کے چرخ پر پانچون گواہ

کہتے تھے جائے نہیں خیمے کے اندر چاندنی
چاند سے بھی ہے بہت بڑھکر منور چاندنی
ہے صف ماتم عزاخانو مین گھر گھر چاندنی

جام بنتا ماہ اور پانی سمٹ کر چاندنی
کربلا مین بنکے آئی کبوتر چاندنی
ماہ گوہر بنگیا اور آب گوہر چاندنی
ماہ تو تیغ علی ہے عکس جوہر چاندنی
آگے آگے تھی جلو مین رہبر چاندنی
بنگئی برج مزار ماہِ حیدر چاندنی
مثل ابرک کے بچھا کرتی ہے بستر چاندنی
پاسمٹ کر ہو گئی تھی وہ مسخر چاندنی
جلوۂ نور ہدایت ہے یہ گھر گھر چاندنی
اہل نبی پہ جلائی خود و کعبہ چاندنی
ہو گئی سیماب کے مانند مضطر چاندنی
اسلیے دنیا مین ہے اب خاک بر سر چاندنی
چاک ہو شکل کتان جسم قمر پر چاندنی
فرش ہے بہر عزا داران اکبر چاندنی
شمع باہر جلوہ گر ہے اور اندر چاندنی
اے فلک اندھیر ہے فرش ستمگر چاندنی
ہے ضیاء شمع یا روضہ کے اندر چاندنی
حیف زندان مین ہوا ان کو میسر چاندنی
جب شب عاشورہ مین نکلی مکدر چاندنی
کہکشان مہر و ثریا ماہ انور چاندنی

نقل سے تھے شبدیز ماہ مرتضے کی جو ہلال
چاردن کی چاندنی تھی ہر قدم پر چاندنی

عترت ماہ امامت سب رہ اسوقت شام مین
منہ نہ دکھلائے علی کو روز محشر چاندنی

آسمان دین کی ہو نیر جو عزا مین کیا عجب
شمع کی لو ماہ دامان منور چاندنی

ماہ دامان نگون ہے سد شمع پر نور مین
بنگئی ہے شمع کافوری سمٹکر چاندنی

کربلا مین چرخ نے نعش شہیدان کے لیے
چادر مہ وہی اوڑھا کر فرش بستر چاندنی

ہوگیا شق مہ الم سے طور کوہ بو قبیس
کہہ یہ بجھنا کا اعجاز پیمبر چاندنی

ہائے زہر اکشتہ گیا جب چاندنی کی کھیت مین
ہوگئی برباد آخر مثل صرصر چاندنی

عام یون عالم مین فیض چاردہ معصوم ہے
ایک سی پڑتی ہے جیسے خشک و تر پر چاندنی

ماہتابی پر ہوا طالع جو ماہ فاطمہ
ماہ نے مجرا کیا لوٹی قدم پر چاندنی

ماہ کو اصغر سمجھ کر گئیں جب دم کھلاتے
سامنے آتی کبھی پہلو سے اصغر چاندنی

عابد بیمار کا ہے یہ درد ہے مثل ہلال
کربلا مین ہوگئی گھٹ گھٹ کے لاغر چاندنی

دیکھکر ماہ محرم شاہ فرمانے لگے
اب نہ دنیا مین دکھائیگا مقدر چاندنی

بعد قتل شاہ تیرہ ہوگیا ماہ منیر
جا چھپی ظلمات مین مانند شبر چاندنی

پاسبانی ماہ کرتا تھا در شبیر پر
شب کو دیتی تھی طلایہ گرد لشکر چاندنی

خنجر کے آتے ہی تبسم ماہ دین کو آگیا
زیر دندان سے ہوئی گویا مکرر چاندنی

نقطے ہین عقد ثریا دائرے ہین شکل ماہ
ہے بیاض وصف شہ مین حرف و مسطر چاندنی

نور کے مطلع لکھے رعنا نے وصف شاہ مین
کی غرض معجز بیانی سے مسخر چاندنی

قصیدۂ غوثیہ در تعریف شامیانہ مزار پر انوار

زیر فرمان ہین یہ آج حدوث اور قدم
جی مین آتا ہے کہ ہی ڈالدون طرح عالم

دل پر نور مین ہے عالم وحی بوحی
لب مین ہے معجزۂ عیسی ابن مریم

ہے مری عظمت کا یہ عالم ہے کہ اللہ اللہ
ہین نہ عالم مین سماتا ہون نہ مجھ مین عالم

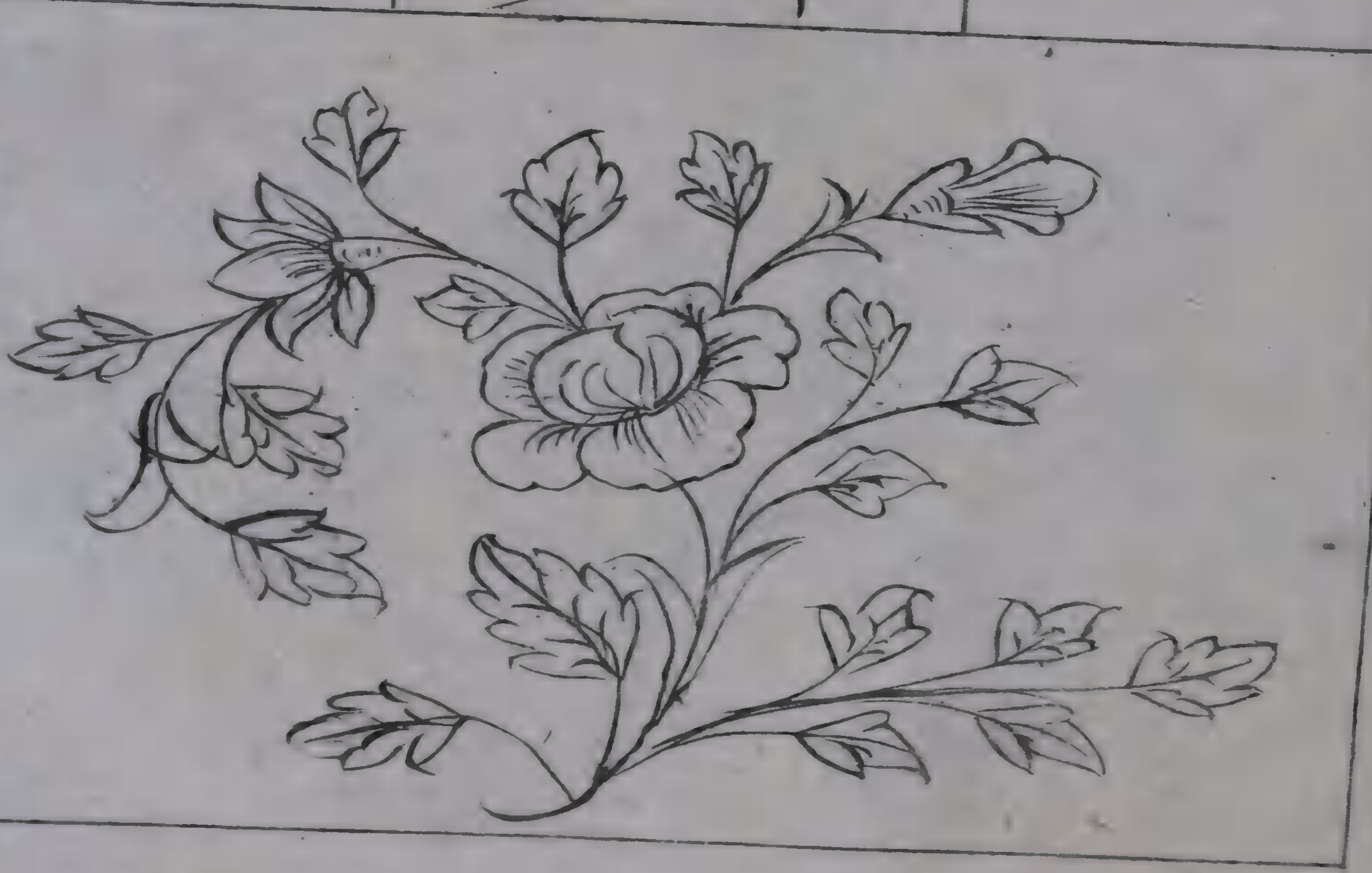
کیا عجب ہاتھ سے دست ہو یدِ قدرت
نام سے جسکے نشان ہے شرفِ عالم
جان بیجان میں حسن پائی تو آجائی ابھی
یعنی محبوبِ خدا سید عبدالقادر
خرق عادت میں ہے ہر بات میں اونکی اعجاز
حسنِ صورت کی ہے یہ وجہ کہ وہ ہین حسنی
خلق میں ثانیِ احمد ہین تو خلت میں خلیل
اونکی مدحت تو بڑی بات ہے اور چھوٹا منہ
شامیانہ کہین ایسا بھی سنا ہے فرما
جیسے قرآن سے ہے جزدان کو اوسکی نسبت
مرقدِ پاک کو نمگیرہ سے نسبت ہے وہی
نور باخون نے اوسے تار شعاعی سے بنا
صبح صادق کا ہے جس رنگ سے خیطِ ابیض
کیا عجب چادرِ مہتاب کتان کی مانند
قد سے جو چاہین کہین فکر ہے اپنی اپنی
عرض کا اوسکے بیان طول سے ہے اللہ اللہ
شامیانہ سے ہے یہ فرق لوائے احمد
اوسکا سایہ ہوا محبوبِ خدا کا سایہ
بیل بوٹہ ہے عجب گلشنِ رضوان جس سے
بیخزان ہووے نہ کسی رنگ سدا اوسکی بہار
کام جان کیون نہ بسین خلقِ حسن کی بو ہے
کار چوبی یہ ہوا طوبے سدرہ کا گمان
کہکشان وہ ہے تو چھالے ہیں مہ و پروین

لوحِ محفوظ ہو کاغذ تو بنے کلکِ قلم
وردِ وہ نام خدا ہے مرا اسمِ اعظم
دل سے بھرتا ہے سرافیل کا صور اوسکا دم
اسمِ اعظم کہو حضرت کو کہ غوث الاعظم
غوثِ ثقلین کے تابع ہے حدوث اور قدم
حسنِ سیرت میں ہین وہ بہترِ نسلِ آدم
حلم میں نوح ہین موسی کلیم و عیسی دم
سائبان کا ہی غنیمت ہے جو ہو وصف رقم
تجکو یارب قسم دامنِ پاکِ مریم
خواہ ہے واسطہ مابین غلاف اور حرم
علم نور ہے روضہ تو وہ اوسکا پرچم
خلد سے کرمکِ شب تاب کا ہے ابریشم
نور کی چادرِ مہتاب کا پایا ہے عالم
قالبِ ماہ یہ ہو چاک مثالِ شبنم
دامنِ چادرِ تطہیر کیا میں نے رقم
سائبان کی ہے فضا ساحتِ عرشِ اعظم
ظلِ حق وہ ہے تو یہ دامنِ عصیانِ امم
سائبان کا ہے جو ہمسایہ تو گلزارِ ارم
تا قیامت نہ کبھی بھول کے نکلے آدم
جبکہ نمگیرہ پہ ٹپکتی ہے ہمیشہ شبنم
آنکھ جنت میں تو ان دیکھا ہے یہ رشکِ ارم
چھوٹ نکلے دمِ تحریر صفت شاخِ قلم
موتی ٹکائی ہین یا گوہرِ انجم ہین بہم

...کل حور سے موتی کی لڑی گوندھی ہے
...ان مین لعل ہے اور نہ صدف مین گوہر
...کھیہ رنگینی کو ہے انس و ملک مین یہ بحث
...بدر لیشہ کی ہوئی مجکو جو فکر تشبیہ
معجز شق قمر سے ہوے اک ماہ کے دو
...چوب گو یہ نچھے تو فرہاد سے کہنا شیرین
...کا کل حور کو یا ہور کے لے تار شعاع
ڈور گوندھی ہے کہ تار نظر عاشق ہے
صرف کا اوسکے قیامت ہے گو ہوویگا حساب
الغیاث آپ ہی میری ہے یہ غوث الثقلین
دم عیسیٰ ید بیضا کا دکھا دو معجز

دکھیا نیسان کا گہرباری مین اوسکے عالم
شامیانہ مین لگی ہے جھجی بھاری بھرکم
تم کہو قوس قزح ہم کہین گلزار ارم
ماہ و خورشید ملے لیکیا بھی و ہین کم
چار پورے تھی کیا عجب مہ نخشب کو رقم
طوبی و سدرہ و موسی کا عصا اور قلم
رشتۂ الفت یعقوب کو کر اوس سے بہم
کہکشان حبل متین کہیے کہ زلف پرخم
عقل کل کو نہین معلوم معارف کی رقم
دستگیر آپ ہون مداح اوٹھائے جوکھم
دستگیر آپ ہین بھرتا ہے نظام آپکا دم

تمام شد مہر نبوت



ضبط عشق

۱۸۱۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید حسن و عشق

عشق موقوف نہین ہر دل انسان پر آہ
کی ہر اس عشق نے سو راہ سے ہر چیز مین راہ
کون سا دل ہر کہ اس عشق سے ہر اوسکو پناہ
عشق کا شان نزول آیا ہے انا للہ

عشق صیاد ہے اور شوق پر پرواز زنجیر
حسن ہے دام بلا طائر دل ہے نخچیر

تہ کو پہونچین نہ کبھی خضر کرین لاکھہ شنا
عاشق زار نے اشکون سے بہائی دریا
قلزم عشق کا ہر کسنے کنارا دیکھا
آشنا ڈوب گئے پر نہ لگا تھل بیڑا
کشتی نوح کا گر اسمین گذارا ہوتا
ڈوب جاتی نہ کبھی پار اوتارا ہوتا

عشق دوزخ کے دھوئین دم مین اڑا دیتا ہے
خاک مین عالم و آدم کو ملا دیتا ہے
برق سان خرمن ہستی کو جلا دیتا ہے
جلوہ خورشید کا ذرہ مین دکھا دیتا ہے
نار دوزخ کی ہے بس ایک شرارا اسکا

آتشِ سینۂ عیسیٰ بھی تو جیتا نہین مارا اسکا

۴ عشق وہ سم ہے مرے مار جو لے اسکا نام
اسکی تاثیر کو سب جانتے ہین خاص و عام
اثر دیکھے تو ہو جائے وہین کام تمام
اسکا آغاز ہی انسان کا جو ہے انجام
خون سیاہی دم تحریر تعشق نظر آئے
خاک کاغذ ہو قلم سوکھ کے کانٹا بن جائے

۵ گاہ دریا مین نظر آتا ہے وہ بنکے بھنور
کشمکش جذب و مد شوق سے ہے آٹھ پہر
موج بنکر کبھی قلزم مین یہ آتا ہے نظر
کبھی طوفان کی طرح جاتا ہے یہ سر سے گذر
ہو وین ناکام دم تشنہ دہانی عشاق
ابر ترسائے نہ مانگین کبھی پانی عشاق

۶ بیقرار اسنے ہی سیماب کو کر ڈالا ہے
اشک نیسان کو بنا اسنے گہر ڈالا ہے
سم کا الماس مین قاتل نے اثر ڈالا ہے
سینۂ سنگ مین آتش کا شرر ڈالا ہے
ہے یہی کاہ ربا اور اثر مقناطیس
ورنہ ہے کون سلیمان کہان کی بلقیس

۷ چاشنی قند مین اپنی کبھی دکھلاتا ہے
گہ نمک مین نمکین شور یہ بن جاتا ہے
اور کبھی زہر ہلاہل مین یہ کڑوا آتا ہے
ذائقہ بنکے ہر اک چیز مین در آتا ہے
مشک مین عطر مین گل مین یہی بو دیتا ہے
بنکے خنجر کبھی عاشق کا لہو لیتا ہے

۸ راگ مین سحر کی دکھلاتا ہے گا ہے تاثیر
طوق بنتا ہے گلے کا کبھی پا مین زنجیر
دام کاکل مین یہ دل کو کبھی کرتا ہے اسیر
تیر مژگان سے کبھی کرتا ہے ظالم نخچیر
گاہ صورت کبھی سیرت مین یہ در آتا ہے
دل عشاق کو ہر طرح سے لیجاتا ہے

۹ مہر تابان ہے کبھی چرخ پہ گہ ماہ تمام
کہکشان گاہ کبھی عقد ثریا خود کام
گاہ ثابت ہے کبھی اختر سیارہ نام
شب کبھی روز کبھی گاہ سحر گاہ ہے شام

دل مین اگر نہین ممکن ہے نکلنا اسکا
ہے زمانہ کیطرح رنگ بدلنا اسکا

۱۰ عالم آشوب ہین اس عشق کے اسرار نہان
تارِ عشق سے آگاہ ہو ہر پیر و جوان
چاہتا ہون کہ کرون چاہ کا احوال عیان
دل یہ کہتا ہے کہ ہے عشق عیان کیا چہ بیان

ابتدا دھوم ہے انجام کو بربادی ہے
شادی و مرگ اسی عشق مین دل شادی ہے

۱۱ سوتے فتنون کو یہ کمبخت جگا دیتا ہے
خونِ دل دیدۂ عاشق سے بہا دیتا ہے
سرد سینون کو یہ دلسوز جلا دیتا ہے
چاہ مین چاہ فرشتون کو جھکا دیتا ہے

زندہ مردے کو کرے معجز عیسیٰ دکھلائے
مردہ زندے کو کرے پھر اوسے زندا فرمائے

۱۲ دام مین لاتا ہے یہ طائرِ دل کو دم مین
ملکِ دل کرتا ہے تاراج یہ فرطِ غم مین
اس سے آخر کو زوال آتا ہے جاہ و حشم مین
ننگ و ناموس کو چھوڑا ہے کہین عالم مین

اس سے بدتر نہین دنیا مین کوئی بیماری
ہین مسیحا اسی آزار کے اب آزاری

۱۳ عشق جادو ہے کہ ہے سحر و طلسم و نیرنگ
پانی ہو جاتا ہے اس عشق کی تاثیر سے سنگ
اوسکو اعجازِ مسیحا بھی ہے اب دیکھ کے دنگ
عجب انداز ہین اور اسکے نرالے ہین ڈھنگ

عرش سے فرش پہ لا چاہ فرشتہ کو جھکائے
فرش سے عرش پہ انسان کو چاہ ہی پہونچائے

۱۴ معجزہ ہے کہ کرشمہ ہے کہ تسخیر ہے عشق
کیمیا کہتے ہین جسکو شئے کو وہ اکسیر ہے عشق
نقش حب ہے کہ عمل بسط کہ تکسیر ہے عشق
نوجوان دل سے مسخر ہون وہ تاثیر ہے عشق

قائم انسان ہو سیماب تو کچھ دور نہین
شعلۂ عشق کم از برق سر طور نہین

۱۵ عشق صادق مین عجب ہے اثر جذب قلوب
کیون نہو جذب محبت سے مسخر محبوب

عاشقوں کو بھی اگر چاہیے صبر ایوب ہے رہ عشق میں اظہار محبت معیوب

جلوہ دکھلاتا ہے گہ طور پہ محبوب کی طرح
دل کو بیچاتا ہے گاہے وہ رخ خوب کی طرح

۱۶ عرش پر حضرت انسان کو دکھائی معراج وصل بلقیس کا ہو جاے سلیمان محتاج
ہے یہی عشق کی سرکار میں مدت سے رواج دین و ایمان و دل و جان سب ہیں شہ حسن کے باج

چاہ انسان کی چاہت میں فرشتوں کو جھکا ہے
چاہ میں لا کے کبھی یوسف مصری کو گرا ہے

۱۷ سہل ہو عشق کی تاثیر سے کار سنگین کوہ کن کوہ سے لائے کبھی جوئے شیرین
نجد سے قیس کرے شوق میں طے حی کی زمین درد فرقت سے زلیخا کو معاً ہو تسکین

صبر عشاق کو کیا کیا نہ کرشمے دکھلائے
حور کو چاہے تو جنت سے زمین پر لے آئے

۱۸ جسم میں عالم ایجاد کے یہ عشق ہے جان روح ہے عشق خداداد جو ہے جسم و جان
شعلۂ طور ہے یا نور کہ مہر رخشان سبب وصل خدا ہے یہی بہر انسان

لوگ کہتے ہیں کرامات جسے ہے وہ عشق
سنتے ہیں چشمۂ ظلمات جسے ہے وہ عشق

۱۹ عشق کو نار اگر کہیے تو ہے نار خلیل آب فرماؤ تو ہے آب حیات اوسکی سبیل
ہو اگر خاک بھی تو خاک شفا ہے بدلیل ہے اگر باد تو ہے باد جناح جبریل

نفس ناطق اوسے سارے حکما کہتے ہیں
عقل اول اوسے عاقل بھی بجا کہتے ہیں

۲۰ ہر فلک صفحہ ہر اک نخل قلم گر ہو جائے آب ظلمات سیاہی سے گو تر ہو جائے
گذرے گر نوح کی بھی عمر میسر ہو جائے عشق کا حرف بھی لکھیں تو وہ دفتر ہو جائے

حضرت عشق کی القصہ ہے آخر تقریر
عشق وہ چیز ہے سب کہتے ہیں جسکو تاثیر

۲۱
کوئی شے عشق سے خالی نہیں ہرگز واللہ
کونسی شی ہے کہ جسمیں نہیں اس عشق کو راہ
مومن و کافر و درویش سے لیکر تا شاہ
ذرہ سے مہر تلک مہر سے لیکر تا ماہ
اسنے عالم میں عجیب اپنا دکھایا جلوا
کونسی چیز ہے جسنے نہیں پایا جلوا

۲۲
عشق اور حسن ہیں آپسمیں نہایت مانوس
بتکدہ عشق ہے اور حسن صنم ہے ناقوس
عشق اگر شمع ہے تو حسن پری ہے فانوس
ہے فریب دل عاشق کو بڑا جالینوس
ہر طرح سے دل انسان کو لبھا لیتا ہے
ہر بہانہ سے یہ عاشق کو پھنسا لیتا ہے

۲۳
عشق ہوتا نہ جہان میں تو نہوتی الفت
ہوتی گلرویوں سے کب باغ جہان کو زینت
قیس کو لیلی سے زنہار نہ ہوتی رغبت
شوق وصل اور غم ہجر سے ہوتی فرحت
لطف کیا زیست کا انسان کو حاصل ہوتا
ایک گر ایک پہ دنیا میں نہ مائل ہوتا

۲۴
فاختہ اشک سے اپنا نہ کبھی منہ دھوتی
صحن گلشن میں نہ گل کیلیے بلبل روتی
حلقۂ طوق سے قمری کو نہ زینت ہوتی
کبک گر قطع نظر بدر سے شب کو سوتی
صاف پروانوں سے ہر شمع کا دامن ہوتا
شہر خاموش بہاران میں بھی گلشن ہوتا

۲۵
قیس کیون نجد میں سرگشتہ و ویران ہوتا
نہ کبھی مائل بلقیس سلیمان ہوتا
سنگدل شیرین کا فرہاد نہ خواہان ہوتا
مصر کے تخت پہ کیونکر مہ کنعان ہوتا
عشق ہر چیز میں اک شان دکھا دیتا ہے
ذرۂ خاک کو خورشید بنا دیتا ہے

تمہید عشق و سراپاے عشق

۲۶
نشہ افتاد مرے آئے جو ایام شباب
رات دن جمع رہا کرتی تھی اکثر احباب

...ط عشق

...شق کہتے ہین کسکو کون ہے یہ خانہ خراب
آتشِ عشق سے دل جلکے ہو کسی رنگ کباب

نام تک نام سے بھی عشق کے آگاہ نتھا
حسن کیا چیز ہے واقف کبھی واللہ نہ تھا

٢٧ ...ذوق سے رہتے تھے ہر رات کو ہم بادہ پرست
...تکھتے تھے نہ کبھی سوئے بیابان سرمست
عشق مین دن کو رہا کرتے تھے ہم مست الست
سر بازار تھے اصلا نہ سر راہ نشست

نہ تو کچھ آنے کی شادی نہ گئی کا غم تھا
خود طرحدار تھے جوبن تھا عجب عالم تھا

٢٨ ...وضع دلکش تھی جوانی کا عجب تھا عالم
آنکھ تھی نرگس شہلا تو نگہ تیر ستم
دل سے خوبانِ جہان رہتے تھے مائل ہر دم
شکل یوسف کی تھی دم خم مین مثال رستم

ہے جوانی کا جوانون مین فسانہ میرا
خودستائی نہین شاہد ہے زمانہ میرا

٢٩ ...دام دلہای حسین حلقۂ موے خمدار
طرہ چھوٹا ہوا اور سر پہ تھی بانکی دستار
تار ہو بیعت ہندو کے لیے تھی زنار
اور ٹیڑھی کبھی ٹوپی تھی مرصع زرکار

صاف پیشانی سے تھی بخت بلندی پیدا
چاند تھا ماتھا تو سجدہ کا نشان تھا تارا

٣٠ ابروؤن مین جو بل آ جائے نصیب اعدا
کوٹ کر آنکھ مین اللہ نے بھر دی ہے حیا
قوس کا تیغ ہلال آ سکے او تار سے چلا
آنکھ جس بت پہ پڑی اوسکو مسخر ہی کیا

شیر سے بھی نہین زنہار جھپکتی ہے پلک
مردم چشم کو رستم سے رہی ہے چشمک

٣١ ناک کے وصف کے اظہار سے ہو خودبینی
منہ پہ وصف دہن آئی تو ہے نکتہ چینی
خودستائی نہین مومن کو کم از بد دینی
شیرین لب چاٹ سے باتون مین ہے دو شیرینی

طور کا نور ہے دندان منور سے عیان
معجز عیسی مریم ہے لبون مین پنہان

۳۲
خط کی خوبی پہ لکھی خط غلامی غلمان — چاند سے چہرے پہ اس خط سے ہے ہالہ کا گمان
حسن خط نور کے چہرہ پہ عیان راجہ بیان — خط ہے تفسیر اگر مصحف رو ہو قرآن

خط سے پہلے تو دل حور پھسلتے دیکھا
آج پروانہ ہے پریون کو وہ خط طغرا

۳۳
جب گلو سے کوئی محبوب لگا شوق سے آ — جذب الفت سے رہی پھر نہ اوسے تاب ذرا
زور بازو مین سے ہے کیا نام خدا ہے پنجا — تیغ ابرو کی طرح قبضہ مین زیبا تیغا

قول اسی ہاتھ پہ ہارے ہوے بیٹھے ہین حسین
جسکے سینہ پہ رکھا ہوگئی فوراً تسکین

۳۴
سینہ زوری مری سینہ سپری گر دکھلائے — شیر منہ موڑ لے جی چھوڑ دے چھاتی پھٹ جائے
جتنے دل باختہ محبوب کہ چھاتی سے لگائے — آجتک کوٹ کی چھاتی ہے کہتے ہین ہائے

کب وہ دن آئے کہ رعنا ہمین چھاتی سے لگائین
پیار کر لین ہمین منہ چوم لین پہلو مین بٹھائین

۳۵
دل مین رہتی ہے مری یاد خدائے متعال — خواب مین بھی نہین آتا ہے حسینون کا خیال
بالزادی کو سمجھتا نہین یہ ہین کیا مال — آئے گر دل مین ارادہ بھی تو کرتا ہون حلال

دل مین الفت بھی اگر ہے تو خدا کی الحق
وسوسہ تک نہین مُرداروں کا جیمین مطلق

۳۶
آپ ہی کیجیے انصاف اب اے بندہ نواز — جسکو خالق نے دیا سیرت و صورت انداز
زر بھی اور زور بھی پھر اوسپہ جوانین مختار — ناز نین کیون نکرین ناز کی جا [illegible] نیاز

اے صنم ملتا ہے قسمت سے جوان رعنا
شاذ و نادر ہے جو اللہ ملائے جوڑا

۳۷
چشم بد دور خداداد ملی صورت پاک — جامہ زیب ایسا ہے خوش وضع بھی اور خوش پوشاک
وہ طبیعت ہے کہ پہونچے نہ ملک کا ادراک — خلق خلقت مین ہے طینت مین مخمر ہے تپاک

شکل یوسف مری تصویر بنا کرتی ہے

قد سبو زہرہ مری چاہ کا دم بھرتی ہے

۳۸
نام تھا اپنا طرحدارون مین گھر گھر مشہور
سر مین تھا نشۂ جوانی کا تو سینہ مین سرور
آپ تھی حسن وصباحت پہ ہم اپنے مغرور
نام لیتے تھے حسینون کا نہ حتے المقدور
روز آئینہ مین قدرت کے تماشائی تھے
رات دن شوق سے ہمشکل کے شیدائی تھے

۳۹
لطف محفل کا تھا با عیش و طرب یارون سے
تھا تکلف نہ حجاب اور نہ ادب یارون سے
روز نوروز تھا صحبت تھی عجب یارون سے
ایک کا ایک سے دل شاد تھا سب یارون سے
رات مانند شب قدر گذر جاتی تھی
وہ جلسون مین کبھی عید نہ یاد آتی تھی

تمہید معاشقہ و بزم و باغ

۴۰
صاحبو عشق کے آغاز کا اب ہے مذکور
عشق ہے آب و گل آدم خاکی مین ضرور
ہے مثل است کہ تقدیر سے سب ہین مجبور
جان برادر بس سے ہو یہ انسان کا نہین ہے مقدور
شدنی جو کہ مقدر سے وہی ہوتا ہے
اپنی تقدیر کے لکھے کو بشر روتا ہے

۴۱
حضرت عشق کی آمد ہے خبردار اے دل
طاقت و صبر و تحمل کو نہ ہو بار اے دل
آفتین جھیلنی ہونگی تجھے ہشیار اے دل
قلق و رنج سے کرتا نہین انکار اے دل
جور معشوق کے سبب تجکو اوٹھانے ہونگے
اشک حسرت تجھی فرقت مین بہانے ہونگے

۴۲
درد وہ آتا ہے جسکا نہین درمان اصلا
صبح محشر ہے کہ دنیا مین نہین جسکی مسا
غم ہے جسکا نہین غمخوار جہان مین پیدا
ہے مرض جسکی میسر نہین علتی کو دوا
ہے وہ شعلہ جو بجھاؤ تو لپس اور آگ لگائے
ہے وہ ناوک کہ نکالو تو کلیجہ نکل آئے

جمع تھے باغ مین اک رات بہت شاطر یار
ہر روش نکہت گل آمد ایام بہار
ساز و سامان طرب و عیش کا سب تھا طیار
نشۂ جوش جوانی مین ہر اک تھا سرشار
چند محبوب تھے اوس بزم مین گانے والے
شوخ طرار طرحدار رجھانے والے

باغ مین بوے گل تر سے معطر تھے دماغ
لالہ رو یون سے دل لالہ پہ تھا رشک کا داغ
تھا مکان چرخ ثوابت تو کواکب تھے چراغ
باغ رضوان سے بھی بڑھکر تھا کہین پائین باغ
چاندنی رات مین تھا چاندنی کا فرش تمام
ماہتابی کے مقابل تھا قمر بھی لب بام

رونق بزم تھا دور مے ناب انگور
اختلاط ایک کو تھا ایک سے وہ عیش و سرور
کوئی مدہوش تھا نشہ مین تھا کوئی مخمور
اک پری نازنین خاموش سی بیٹھی تھی دور
بت کی صورت تھا مگر آفت جان کوسکتا
دل تھا ڈوبا ہوا کہ ہوش نہ تھا اوسکے بجا

چشم رضوان مین کھٹکتی تھی وہ دلچسپ بہار
سبزہ خط رخ غلمان تھا تو طوبی اشجار
چہچہے کرتے تھے ہر شاخ پہ مرغان ہزار
خضر کے دل کو بہائے گئین موج انہار
شور گل بانگ ہوئی صاف صدائے قلقل
دل بلبل پہ اودھر شور نمک خندۂ گل

روش باغ تھی یا خط رہ کاہکشان
خوشۂ تاک پہ تھا خوشۂ پروین کا گمان
جا کے طوبی سے ملا نخل کا شجرہ فنوان
تھا مکان نور محل باغ تھا گر نور افشان
دلربا صوت مزامیر مسرت انگیز
رو کش حور تھا دیر پری حیرت خیز

صاف شفاف عجب نور کی وہ بارہ دری
ہو وے شیشہ کہین جیسے کہ جو آجائے پری
قصر قیصر سے تھے بلندی مین کہ وہ کوہ جری
دیدۂ ماہ مین تھی تاب سے خیرہ نظری
شیشۂ سے شیشہ محل نور کا کاشانہ تھا

یا پریزادیون کے جھرمٹ سے پری خانہ تھا

۴۹
جمع احباب تھے اک جان دو قالب باہم
جسقدر یار تھے بس اوتنے ہی محبوب و صنم
بزم خلوت تھی نہ اغیار کا تھا نام کہیں
گروہ غلمان بہشتی تھے تو یہ حور ارم

تھا تجرد سے مجھے شوق نہ تھا میں عیاش
دل لگی تھی نہ کسی سے نہ حسینون کی تلاش

۵۰
رقص کے بعد خور و نوش کی آئی نوبت
حیرت اک چھا گئی پریون کی جو دیکھی صورت
طائفہ آئے جمی محفل عیش و عشرت
حسن محبوبون کا اللہ کی شان و قدرت

ساز نے ملکی سمان باندھا بجائے کھماچ
لو لیے چرخ کو بھی ناچ نے نچوایا ناچ

۵۱
رقص پر چشم پری کی بھی نظر جاتی جھپک
گرم نظارہ اودھر دیدۂ انجم سے فلک
شور زنگولہ سے شورش زسما تا بہ سمک
اسطرف محو تماشا بشر و جن و ملک

چھب بلا قہر ادا غارت ایمان چتون
جی اوڑائے لیے جاتی تھی ہوائے دامن

۵۲
سنتے مردنگ تو ہو جاتی تھی گروہی ڈھنگ
اونچی تانون نے ملا تاک پہ کیا عرصہ تنگ
دلربا طبلہ کی پرنون سے اوٹھی دلمین امنگ
دل کھا راگ کی تاثیر سے پانی تھی سنگ

ولولہ دل مین اوٹھا آنکھ سے آنسو جاری
سنکے گروہون پر ہو گئی حالت طاری

۵۳
چاند ششدر ہوا باندھی یہ کیدارہ نے ہوا
دیس کو دیس کی تاثیر نے پردیس کیا
آسمان سکتے مین ثابت تھا ہر اک سیارا
اور ہور تھہ سے دلون مین ہوئی شورش برپا

رات آدھی جو گئی جاگ گیا لجیب بہاگ
اور نسک خواب مین گاتی تھی پرمی جاگ رہی جاگ

۵۴
نشۂ خواب کا آنکھون مین ہوا جبکے ظہور
[illegible] راگ کی تاثیر کا اودھر او ... و مخمور
اودھر گیا ... سے تھا نیند مین ہر اک مخمور
ٹھہری آرام کی ... [illegible]

ہر جوان لیگیا محبوب کو اپنے ہمراہ
دادِ دی عیش کی عیاشون نے قصہ کوتاہ

طرحِ عشق و سراپائے پریشانی معشوقہ کی زبانی

۵۵ اوٹھ کے مین اپنی چھپرکھٹ کیطرف جبکہ بڑھا
پہلے کچھ آہ کی آئی مرے کانون مین صدا
سانحہ کیا کہون اوسوقت جو کچھ پیش آیا
دیکھتا کیا ہون کہ افسردہ ہے اک ماہ لقا
پردہ جسوقت مسہری کا اوٹھایا مین نے
روتا دیکھا اوسے تب ماجرا پوچھا مین نے

۵۶ ہچکیان لینے لگی اور زیادہ رونے
تخم الفت کا لگی مزرع دل مین بونے
نازنین جان کو حسرت مین لگی وہ کھونے
بولی کیون پوچھتے ہو لو چلے ہم بھی سونے
پر یہ فرماو گئے سب تو ہر اک یار کی ساتھ
اب رہا کون کہ لیجائے پکڑ میرا ہاتھ

۵۷ پیار کرتی ہون تجھے مین تمکو مری چاہ نہین
کھا کے سوگند کہا مین نے کہ واللہ نہین
آپ اتراتے ہین یا عشق سے آگاہ نہین
تمسے کیا رسم ہو خوبون سے مجھے راہ نہین
حال دل کہنے مین اغماض نہو تو فرماؤ
بولی کہتی ہون ذرا ٹھہرو مجھے پاس بٹھاؤ

۵۸ مین نہ سمجھا کہ بناوٹ کی ہے اسکی تقریر
ہوتا عیار اگر مین بھی تو کرتا تدبیر
یعنے باتون مین بچھاتی ہے یہ دامِ تزویر
مین نے پوچھا دل دشمن ہے کسیکا نخچیر
ہنس پڑی اوٹھ کے مسہری مین مری آئی پاس
بولی کہتی ہون لو اب جمع ہوے میری حواس

۵۹ یعنے دلباختہ وصف آپکا سنکر مین تھی
دیکھکر بانکی ادا کھب گئی جی مین ترچھی
یاد آتی تو عجب ہوتی تھی حالت دل کی
ضبط دلبر نرہا صبر نے بھی رخصت لی
ہوگیا جان کا لیوا ات مجھے کرکے مفتون

اڑی چوٹی پہ موے عشق کو قربان کرون

دل ہوا تمیہ فدا تم نہین واقف پیاری
دن جو حسرت مین کٹا شام الم کی ماری

ہو کی خون رہ گئے آخر دل و جان بیچارے
رات بھر صبح ہوئی ہجر مین گن گن تارے

خاک مین آپ کی الفت نے ملایا جوبن
آتشِ عشق نے پھونکا دل و جان کا خرمن

٦١
چوٹی اک کالی بلا سر پہ ہے میری اسوار
آستین کے ہین وہ افعی جو گلے کی ہین ہار

آ ہوے چشم ہوئی دام مین کاکل کی شکار
مانگ چوٹی ہر نہ کنگھی ہے نہ سر پہ سنگار

بوے کاکل سے دماغ اپنا اوڑا جاتا ہے
طائرِ حسن بھی جنجال مین گھبراتا ہے

٦٢
دم اولجھتا ہے اگر زلف مین اولجھا شانہ
کان کی بالیون تک بار ہوا دُردانہ

تاب سے ہے دل سودازدہ بیتابانہ
ہے سدا گوش بر آواز دلِ دیوانہ

صاف تقدیر کا بل ہو گئی ماتھے کی شکن
خاک افشان کی جگہ ملتی ہون نبکر جوگن

٦٣
ابرو خنجر کو برا بنو تہ خنجر ہے گلا
آنکھ جبدن سے لگی پھر نہ لگی آنکھ ذرا

حیرت آنکھون مین سمائی ہوئی ہی خواب کی جا
لی کبھی خواب مین کروٹ نہ کبھا یا مکھڑا

پیار سے شب کو نہ بستر پہ سلانے آئے
ناز کی خواب سے اک دن نہ جگانے آئے

٦٤
طائرِ رنگ نے بھی رخ سے کیا ہی پرواز
بے اثر ہو گیا نتھنون کی پھڑک کا اعجاز

ناک مین دم ہی نہین بھاتا ہی بینی کا فراز
نکہت اوس گل کی ہوا ہے دیکھیے کس دن دمساز

منہ ہے چھوٹا سا بڑی بات ہی کہنا مشکل
چپ بھی بے ماجرا کہنے کے ہی رہنا مشکل

٦٥
رنگ پر سیب نے زنخدان کی اوداسی چھائی
نہ تو شانہ ہی پھڑکتا ہی نہ بازو ہی کبھی

جی مین آتا ہی گلوبند سے لیلون پھانسی
ڈالدون ہاتھون کو گردن مین تری ہے یہ خوشی

بیکلی میں نہیں بھاتی ہے کلائی ہیہات
پنجۂ شل ہوئے اب دست حنائی ہیہات

۶۶ جادو ٹونے کیے اور لاکھ سیانے بلوائے
منتیں مانیں لکھے نقش عمل تک پڑھوائے
چلہ درگاہ میں نوچندی کو جاکر باندھ آئے
تا وہ بلوائے مجھے خواہ وہی پاس آجائے

کوئی درجہ نہیں تدبیر کا باقی رکھا
کسکو بھیجا نہیں کس کس سے نہیں عرض کیا

۶۷ چاک جامہ تن پر نور پہ ہے مثل کتان
تھی ادا بگڑی ہوئی جیسے بناوٹ قربان
کیا آرام ترے ہجر میں اے حسرت جان
ہوگئی ترک خود آرائی کے سارے سامان

آس جب ٹوٹ گئی عشق نے پیدا کی راہ
صدقہ اللہ کے بلوایا ہے قصہ کوتاہ

۶۸ اب اگر اور مفصل کہوں دل کا احوال
آپ کے سامنے جاتے رہے سب وہم خیال
بار خاطر ہو تو بندی سے ہو صاحب کو ملال
ماجرا ہجر کا یاد آتا ہے کب وقت وصال

طول ہے قصۂ دل رات نہایت کم ہے
اب چلو سو رہیں کہ لیں گی جو دم میں دم ہے

ہنگامۂ خلوت و معاملۂ وصلت

۶۹ خلوت خاص ہوا اور تمام محل تک کا نور
اور ہے وہ دونوں طرف جوش ہے انکا وفور
پاک پروانہ سے ہو وہ من شمع پر نور
پھر یہ اصرار کہ میں آپکی لونڈی ہوں حضور

مجکو بے ہے کہ سے گاڑھی میرا کھائی حلوا
گر کہا آج نہ مانے مرا دیکھے مردا

۷۰ بے طرف پھر تو تکلف ہوا اور شرم و حجاب
آتش شوق سے مشتاقوں کے دل تھے سیماب
یعنے باہر ہوی جامہ سے اٹھا رخ سے نقاب
اختلاط ایسے ہوے گرم کہاں تھی پھر تاب

عشوہ و ناز نے آخر یہ دکھایا انجام

مجھکو چین آگیا اور راحت جان کو آرام

دیکھی جو تیزی کو ناگاہ ہوا اندیشہ
ہدہد تو سر خرد قسمت سے مگر ہونا تھا

خون بہانے لگے دس عشق کا دیوانہ ہو گیا
پیار کر بوسہ لیے چھاتی سے لپٹا لینا

نازنین ہاتھ سے جٹ چٹ لیں بلائیں اوٹھکر
آئین تعریف یہ کر شرم سے نیچی سی نظر

دیکھا گھبرا کے تو کچھ پنڈا ہے پھیکا پھیکا
سنسناہٹ ہی جو سینہ میں تو دل ہے ڈوبا

رنگ گلرنگ کا کافور ہے اور دم ہے فنا
نبضیں چھوٹی ہوئی اور ڈھیلا ہے بند بند

پتلیاں پھر گئیں اور آیا ہی گردن میں خم
ہوش جاتے رہے دیکھا جو یہ غش کا عالم

عرق شرم میں ڈوبا ہوا پانی پانی
التجائیں بھی کیں اللہ سے منت مانی

دلمیں پچھتایا تاسف کیا سخت ہوئی نادانی
پیار سے میں نے کئی بار پکارا جانی

ہوں بجا ہوش تو ہو تا بدہ دے مجھکو جواب
دیکھا بیخود اوسے گھبرا کے اوٹھا پھر بشتاب

کہہ چکیں رہیں قرآن کی ہوا دی لاکر
پانی دم کر کے دیا تھا جو نہایت مضطر

اور ملی خاک شفا اوسکے دل و دیدہ پر
تیل مالش اور [illegible] وارا گھر [illegible]

اونکے اوپر سے کبھی پی گیا پانی کو اتار
کچھ سہری سکے پھرا گرد ہوا گاہ نثار

رکھ کے سر زانو پہ پھر بیٹھ گیا اونکے پاس
نکہت زلف پریشاں ہی سے ہو جمع حواس

کھول کر زلف معنبر کی سنگھائی بو باس
کھولدی آنکھ جھپک کر [illegible] دیکھا جو اداس

دل کو ڈھارس دیا فرمایا سنبھل کر کیا ہے
عرض کی میں نے کہاں تنگ [illegible] ہو گیا [illegible]

پھر تو اور اوسکو بڑھا محبت عشق و الم
جا [illegible]

پھر تو مجھکو بھی ہوئی یوسف ثانی کی حیا
حسن تھا قدرت حق [illegible] کی نگاہ

شکل وہ پاک کہ سو دل ہون تو کیجے قربان
جلوۂ حسن کہ غش سایہ پہ ہووین پریان

سراپاے معشوقہ اول

حور سے بڑھ کے ہی اوس شوخ مین نازک بدنی
نخوت مغرور ہی اور خو مین بہت کم سخنی
گل سی رخسار لب لعل ہین یا لعل یمنی
حیلہ عادت مین ہی خصلت مین ہی تو یہ شکنی

حسن محبوب مین قدرت کا تماشا دیکھا
اک خدائی کو صنم کے لیے شیدا دیکھا

جذب الفت کا یہ عالم ہے کہ ہی عالم گیر
سحر باتون مین ہی اعجاز کی گویا تقریر
ایک عالم کو کیا حسن پری نی تسخیر
کوسے محبوب مین رہتا ہی عجب جم غفیر

دل فریبی سے ہی خود رفتہ و وا لہ عالم
کون دل ہی جہان مین جو نہین وقف ستم

ہمہ تن محو خیال رخ جانان ہین ہم
جب سراپا کے لیے مین نے کیا عزم رقم
دل کے آئینہ مین بھی ثبت ہی تصویر صنم
اور تری شیشہ مین پری آئی اودھر ادھر ارم

ہے قلم وصف سراپاے صنم مین جو روان
قلزم طبع مین مضمون سے بپا ہے طوفان

جب یہ چاہا کہ کرون وصف سراپا مرقوم
لیکے سو جو سے افراد تھے جو جو معدوم
جلوۂ حسن مضامین کی تری ملک مین دھوم
سنکے فرمایش تمکا سب نے کیا آکے ہجوم

ہر طرف سے مجھے آتے تھے بہ ابر پیغام
سب نے بھیجی مجھے تشبیہ کر اکثر پیغام

خلد فردوس سے مین خط مجھے رضوان نے لکھا
ورق گل پہ کیا صاف یہ نامہ انشا
نامہ بر ہو کے اودھر سے خلد سی غلمان لایا
ہے اگر مد نظر وصف کسی گلرو کا

ہر تشبیہ سراپا کی قد جان جہان

گر ہوں منظور تو لونڈے ہیں حور و غلمان

۸۲
آمد آمد ہی تھی حوروں کی کہ بانفس نفیس
لاکھہ پریاں تھیں سواری میں انیس اور جلیس
خط سلیمان کا چلے لیکے سبا سے بلقیس
ہر پریزاد پر از حیلہ و مکر و تلبیس
سعی بلقیس سلیمان نے یہ کی تھی مسطور
لکھیے کچھ حسن کی اوصاف میں ہمکا مذکور

۸۳
رشک سے قلزم و عمان میں جو اک موج اوٹھی
لعل نے بھیجے بدخشاں سے ہی پیغام کئی
کھیپ بھجوائی پر از لولو لالا سے جبلی
گٹھری آہو نے بھی نافوں کی خطا سے بھیجی
خضر بھی شیشۂ ظلمات سے لائے پانی
لائے الیاس بھی یاقوت کئی رمانی

۸۴
رکھے پھر آئینہ کی اہل حلب نے تقریر
کیجیے بیساختہ وصف آئینہ رو کا تسطیر
ہے صفائی کی اگر بدلنظر کچھ تحریر
اوترے شیشہ میں ناپری کی کھینچے ایسی تصویر
لوح محفوظ سے خوبان جہان کا حلیا
عالم نور سے جبریل بھی لیکر آیا

۸۵
عین آنکھوں کا تصور تھا جو منظور نظر
مرمو ہو گئی حیرت سے جو نرگس ششدر
سحر کا سامری نے رکھ دیا چشمہ لا کر
چشم امید سے کی قطع نظر اونے اودھر
چشم زخمی سے ہوا آہوے چین کے بسمل
چشم پوشی سے مرے ہو گئے بادام خجل

۸۶
فکر و اوہام یہ بیجا تھی خیالات فضول
لااوبالی بیان فرمائیں کب ہیں مقبول
مختصر وصف سراپا کا ہے لاطائل طول
ایسی تشبیہوں سے ہے ذہن رسا سخت ملول
اوسکا وہ حسن خداداد ہے ماشاءاللہ
ہیں مہ و مہر فروغ رخ روشن پہ گواہ

۸۷
ہاتھ کنگن کا بھلا آرسی کا ہے محتاج
کھوٹی چیزوں ہی میں ہوتا ہے ملمع کا رواج
رنگ رو سے رخ زیبا کو نہیں ہے معراج
تسپہ کرتا ہوں میں اے اہل سخن استمزاج

جب کہ ممدوح کو پروا سے تشابیہ نہو
خود جو ہو ضرب مثل پھر اوسکو تشبیہ نہ دو

۸۸ کر دیا یک لخت مین اب قطع نظر اے رعنا
قلم انداز کرون تک قلم او نکو بخدا
چشم پوشی کرون تشبیہوں سے از سرتا پا
حق بجانب ہے سراپا لکھون سیدھا سادا

بندۂ منت کش رضوان و سلیمان نہوا
شکر خلاق کہ شرمندۂ احسان نہوا

۸۹ آفتاب فلک حسن ہے وہ ماہ لقا
مطلع حسن ہے یا جلوۂ طور سینا
ماہ کامل ہے کہ ہے برج شرف کا تارا
الغرض نور کا عالم ہے عجب صل علے

خوبی و شوخی حسن و رخ زیبا داری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

۹۰ واہ کیا حسن خداداد ہے اوس گلرو کا
طشت از بام ہوا حسن کا اوسکے شہرا
ہے اوسی غیرت بلقیس پہ عالم شیدا
جابجا دیر و حرم مین ہے اوسیکا چرچا

پیر گردون نے کہان دیکھا ہے اوسکا ثانی
خاک بر سر ہو اگر دیکھہ لے خاکہ مانی

۹۱ قد ہے مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا
بیت ابرو کی ہے تضمین سے مشبع ایسا
شعر کا کل سے ہوا ہے کے مثلث خمسا
نرہا سبع معلق کو ذرا بھی رتبا

ہاتہ میرے جو بیاض آئی تو ڈھونڈھون مضمون
شعر باریک کرون موے کمر کا موزون

۹۲ قامت راست کو شمشاد کہون دلبر کے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے ولی
یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
قامت یار کو زیبا ہے قیامت کہیے

فاختہ سرو روان کہکے پکارے کو کو
بولی حق سرۂ قمری یہ ہو گویا جادو

۹۳ رہتون سوچے ہین شب تار مین مین نے مضمون
جیسے لیلی کی تصور مین ہو حیران مجنون

تیرہ بختی جو گئی کفر مین کیا اوسکو لکھون　　تیرہ اوس سودے مین جل بل کے ہوا دل کا خون

الفت لیلی کی بھی ظلمات مین کاسے پہنچے
مثل موسی کے پریشان عدم مین بھٹکے

۹۴
شب دیجور ہی کافر کی سراسر چوٹی　　ہے وہ ظلمات بھری خضر بھی بھٹکا تا جی
ہے شب ہجر سی عشاق کی چوٹی لنبی　　ناگ کالا سر گنجینہ پہ بیٹھا ہی کوئی

دیکھ چوٹی مین یہ موباف زری ہے لٹکا
صبح کاذب سے ہے کہ ہے جلوہ فرق پیدا

۹۵
لوگ کہتے ہین کہ واللیل ہی اوسکی چوٹی　　مین یہ کہتا ہون شب قدر ہی جانبازون کی
کھولکر اوسکو چھپا لیتی ہین چہرہ جو کبھی　　ہی خسوف قمر آتا ہے یقین سب کو یہی

ہو نہ کافر کو بھی سودا کبھی اوس چوٹی کا
تیرہ بختی ہو یہ دشمن کو نصیب اعدا!

۹۶
عنبرین جعد سی ساری ہوئی جب بکھیر ہو　　لوگ کہنے لگے تب عنبر سارا ہر سو
فرق رکھتی نہین کچہ نکہت عنبر سر مو　　کاکل و زلف بلا دام ہین جعد و گیسو

مشک چین مشک ختن نافۂ تبت تاتار
سامنے چارون کے کافور ہوئی ہر چار

۹۷
ناگ دل ناگ کی عاشق کا نہین دیتی آہ　　کہکشان ہی شب یلدا مین کہ ظلمات کی راہ
خال تابندہ ہی وہ یا ہی گہن مین یہ ماہ　　جا پڑے گر دل عاشق تو بس انا للہ

دو لڑی موتیون کی اوسمین پڑی ہین زیبا
صبح کاذب کا شب تار مین پایا ہے جلوا

۹۸
زلفین پا تک جو ہین لٹکی ہوئی گھیر کر　　ہے یہ سورج گہن اس وجہ سی چھایا اندھیر
کاکلین دوش سی اور رخ سی ہوئین زلفین تر　　کالی ہی تو نہین ان گیسوون کی سیر سے سیر

مرغ دل ایک ہی یہ اسکے لیے دام گئی
کیا اندھیر ہے دن ایک ہی اور شام گئی

۹۹ کیا اوڑا لیگئی کاکل کی صبا مشکین بو
بھرتے آوارۂ وحشی ہین خطا سے آہو

ناز نافہ کو ختن مین جو ہوا ہے ہر سو
سو ہو سحر سے مامور ہین موے گیسو

زلف جادو کا اگر سایہ پری پر پڑ جاے
نقش تصویر ہو تصویر سے سایہ نظر آے

۱۰۰ حال زلفون کی پریشانی کا کچہ بھی کہیے
نہ بنفشہ کو نہ سنبل کو ہے نسبت اوس سے

بکھر کر دل سینہ مین دندان مین زبان بھی اولجھے
اوسکے جنجال مین دل سکڑون اولجھے دیکھے

لاکھ مشاطۂ شام سے سے سلجھائے
دل عاشق کہین ممکن ہے کہ باہر آئے

۱۰۱ رات چوٹی ہو تو ہے ماہ جبین ماہ مراد
صبح صادق بھی اوسی کہتے ہین اہل اوراد

وہ ہے واللیل یہ والشمس کی دیتا ہے یاد
سورۂ نور کا مطلع ہے وہ باالرب عباد

حسن مطلع ہے جبین اور ہی مطلع ابرو
ابرو محراب حرم کی ہین تو آنکھین آہو

۱۰۲ اژدہا چوٹی ہے کافر ہے بلا ہے جادو
دام دلکش ہین بلا کی وہ پریشان گیسو

کاکلین سانپ ہین اور زلف چلیپا بچھو
ہو گئے صید و شکار اونمین حرم کی آہو

خم کاکل نے تو پھندے مین پھنسائی یہ غزال
آہوے چشم کو ہے زلف کا جال اک جنجال

۱۰۳ عید کا چاند ہے یا ہے وہ جبین مہ پارا
صبح صادق ہے شب قدر کی یہ نام خدا

افق مطلع انوار ہے یا جلوہ نما
ہے مہ و مہر کا نور اوسکے مقابل پھیکا

حرف تقدیر نظر آ سکے تہ پیشانی
ہے سکندر کا بھی اب آئینہ پانی پانی

۱۰۴ دامنی ماتھے پہ زیبا ہے بصد خوش وضعی
چاند کا ماتھا ہے شیکے یہ ہے تارا بھبتی

جس طرح گرد ہو مہتاب کے ہالہ کوئی
زلف سے تا کمر لٹکی ہے موتی کی لڑی

مار گیسو ہو تو ہے کینچلی سلک گوہر

ہے وہ انداز حسینون کا تو یہ ہے زیور

105
بحر خوبی کی وہ موجین ہین کہ ہین چین بجبین
رشک سے ماتھے کو پکڑا ہے پری لعبت چین
چاند تارہ کی عجب زیب ہے ماتھے کے قرین
ہے جو یہ ماہ تو وہ صاف ہے عقد پروین

عرق ناصیہ کے قطرون سے یہ پیدا ہے
چرخ خوبی کا یہ ثابت ہے وہ سیارا ہے

106
ہین کمان ابروے خمدار نہین شک اصلا
قاب قوسین سے بھی بڑھکے ہے اونکا رتبا
برق سان جنبش ابروے صنم ہے گویا
چلہ کش گوشۂ خاطر سے بھلا مین اوسے کیا

وہ کمان ہے تو نگہ ناوک صید افگن ہے
لب معشوق ہوا اس تیر کو یہ قدغن ہے

107
آہو نا زبعینہ ہین وہ چشم جادو
لوگ کہتے ہین اوسے ابلق ایام ہے تو
تازیانہ ہوا دنبالۂ سرمہ ہر سو
سرنگین آنکھین ہین آہو تو وہ شاخ آہو

مردمو شیشے مین اوتری ہے بعینہ یہ پری
چشم بد دور ہے یا مردمک چشم اونکی

108
چشم ابیض مین نہین ہے یہ رگون کی سرخی
ہے خط نسخ مین تفسیر لکھی بیضاوی
آنکھ محمل ہے بعینہ تو ہے پتلی لیلی
ماہ دو ہفتہ گہن مین ہے یہ پھبتی ہے نئی

ہے نظر بندی کہ پتلی کا تماشا ہے آج
یا یہ پریون کو ہوئی عرش برین پر معراج

109
چشم انصاف ہے ہم چشم سے مردم کو مدام
چشم جانانہ کو بی مغز ہین کہتے بادام
نام سے نرگس بیمار کے ہوتا ہے دکام
صاد ہم اوسپہ کرین جو لکھے تشبیہ تمام

وصف تھا دیدۂ خود بین کا مجھے مد نظر
دھیان مین چشم تغافل کے رہی کچھ نہ خبر

110
حسن کی ناک ہے بینی کا کہون کیا انداز
ہے تمثیل مین اگر ہے تو یہ کعبہ مین اعجاز
بینی ورخ مین ہے خوبی کا نشیب اور فراز
پست خود بینون کا ہے سامنے تیغ ناناز

اوسکی خود بینی سے عشاق کا دم ناک مین آے
اور جو خود بین ہون تو وہ ناک چنے ہی چبوا ے

۱۱۱
دیکھ نتھنون کی پھڑک ہے دل عاشق بیتاب
آتش حسن جو شعلہ ہو تو دل ہے سیماب
مرغ بسمل ہے یہ پہلو مین کہ ماہی بے آب
دونون منخر ہین حرم کے لیے باب الابواب

کعبۂ ابرو کا ہے کوہ صفا سے رستا
قلزم حسن کا اس پل سے گذر ہے سیدھا

۱۱۲
معجز فکر ہے یا معجزۂ پیغمبر
شق کیا آپ نے انگشت مبارک سے قمر
طشت از بام ہے یہ مخبر صادق ہے خبر
یہ وہ ہے مظہر اعجاز ہے رد الانور

ماہ دو ہفتہ دو حصہ ہے وہ چہرہ الحق
درمیان بینی ہے انگشت ہوا جس سے شق

۱۱۳
گورے گورے سے وہ رخسار ہین نازک از لب
مفت ہے جان کی عوض بھی جو میسر ہو مس
عمر بھر بوسۂ دلچسپ کی ہو جسکے ہوس
بل بدمہ ٹپکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس

دیکھکر کہتے ہین صورت کو ملک صل علیٰ
رخ سے رخ چھوٹ گئے حور کے حاشا کلا

۱۱۴
سو ہن گلقند بنا ہو گئی تختی لوزات
بت چینی کی ہے یہ یوسف مصری کی نبات
تنگ شکر ہے دوات اور قلم شاخ نبات
ہین یہان قند مکرر لب شیرین کی ذات

بوسہ لعل لب شیرین دہنان کا لیجے
طائر روح کو زنبور عسل کا کیجے

۱۱۵
لعل سے دینگے نہ تشبیہ لب جانان کو
دونون لب کو ثر حیوان سے بھی بڑھکر ہین خجو
ہے کہان اوسمین یہ لطف اور تبسم نکہو
دانت کھٹے ہوے فرہاد کے شیرین سے کہو

لب بلب ہون تو مزا قند مکرر کا آئے
جان بلب ہون تو وہ لب معجز عیسیٰ دکھلائے

۱۱۶
لب مین اعجاز مسیحا ہے خدا جسا عیسیٰ
واہ کیا خوب بہم ہے یہ مضمون ذکی

بو ہی غنچہ مین نہان یا ہی یہ ہونٹون مین ہنسی ۔ ہی حیا آنکھون مین یا بند ہی شیشہ مین پری

لب مین جو بات ہے کب قہقہ دیوار مین ہے
بوے خوش ایسی کہان غنچۂ گلزار مین ہے

۱۱۷
ہے عجب نکتۂ موہوم پریرو کا دہن ۔ بالیقین غنچہ ہے گویا دہن رشک چمن
برگ گل لب ہین دہن ہی جو رگ برگ سمن ۔ قافیہ تنگ ہی خاموش نہین جا ہی سخن

کب سکندر کو ملا قطرۂ آب ظلمات
خضر رہ خضر ہوا ملتہ نہ آیا ہیہات

۱۱۸
ہے زبان ہندی لسان کا نیا ذکر بیان ۔ ہے زبان زد وہ زبان جسکی فصاحت ہی بیان
لال ہو جاے زبان گو ہی بلبل بستان ۔ عربی مین اوسے کہتے ہین فصیح اہل زبان

ہند کچہ ناطقۂ بلبل شیراز نہین
طوطی ہند کو لکنت ہے یہ آواز نہین

۱۱۹
گال ہین اونکے قیامت وہ گلوری کا اوبھار ۔ شان اللہ کی معراج مین حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منہ مین چبانا ہر بار ۔ تھر او گال اونکا نہ دینا وہ دم بوس و کنار

رنگ پان پر دل عالم تو ہوا ہے کہ حنا
اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

۱۲۰
وصف دندان مین گیا جیسے مرا فکر و قیاس ۔ فق ہوا نور جو انجم کا تو کافور او داس
دانت لولو کا ہی جب روز ہی ٹوٹی ہی آس ۔ سخت حیرت مین ہی انگشت بدندان الماس

ایک بوسہ لب و دندان کا ہے لینا منظور
لڈو مرغوب ہین رعنا کو مگر موتی چور

۱۲۱
قد الف شین کی دندانی وہ دندان ہین تمام ۔ لام ہوتی ہین نہین کاکل پر خم کے کلام
اک الف بینی ہی تشبیہ دہن میم ہی تمام ۔ مسلمو نام خدا ہے وہ مجسم اسلام

ابروے یار تو ہین کعبۂ دل کی محراب
عاشق روے کتابی ہون کیون اہل کتاب

ذقن اوسی سرو سہی کا ہی عجب سیب جنان ۱۲۲
عرصۂ حسن کے ماہین سے چاہ کنعان
نخل آزاد ثمر لایا پھیلا سرو روان
چاہ مین ڈوبا زلیخا کی مین یوسف سا جوان
نہ ہنین جسکی کہین ہے یہ وہ گرداب بلا
خضر سے کہدو کہین نوح نہ کھائین غوطا

بوے گل دبی وہین مجھسے لگا کان ہی کان ۱۲۳
گل رضوان نے عجیب آج کیے ہین سامان
کان دھرکر جو سنو تم تو کرین راز بیان
کرتے ہین حلقہ بگوشی تری حتے الامکان
نسبت گوش گل خوبی سے کیجے اقرار
کان پر ہاتہ کو رکھکر کیا مین نے انکار

گوری گردن ہے کہ بلور ہی سانچے مین ڈھلا ۱۲۴
موتی مانند صراحی ہے گلے کا منکا
گل تر چہرہ گلو شاخ گل اور قد طوبے
عاشقون کو ہے یہی تار نفس دم دھاگا
غنچہ ہاے دل عشاق مین گردن کے ہار
عشق ہین اوسکو مجھے پھانسی ہی تار زنار

سخت حیرت ہی مجھے بلکہ عجب کا ہی مقام ۱۲۵
حسن محبوب جو کعبہ ہی تو وہ کفر و ظلام
گردن اور بازو پہ رشتہ ہی بندھا نیلی خام
کفر کعبہ سے جو اوٹھے تو کہان پھر اسلام
ہے تعصب مجھے مین اوسپہ چلاؤن گنڈا
کفر و اسلام کا اس رنگ سے توڑون رشتا

اونچے شانون سی عجب شان خدا ہی پیدا ۱۲۶
ہاتہ ہین حور و پری نے کیے یا شہپر وا
جی اوٹھون گرو مری پر بھی مجھی کی کاندہا
صاف بلور کی ہے شاخ کلائی گویا
ہاتہ ہین نام خدا قدرت حق کی صورت
ہاتہ گر ہیو نچا تو مین جو مونگا ید قدرت

دست رس آج مری طبع کو ہی دست نگیر ۱۲۷
کون کافر اوسے کہتا ہی صنم صاحب دیر
تو سر دست دکھا دیتا ہون مضمون کی سیر
دست آویزہ اسلام کی ہی کفر سے غیر
دیکھہ لو مومنو با دیدۂ حق بین پنجا

لفظ اللہ کا لکھا ہوا ہے نام خدا

۱۲۸
یار کے دست نگارین پہ یہ نہین رنگ حنا
خون بہا وزد حنا نے ہے یہ قاتل سے لیا
ہاتھ مل دل ہوے خون ہاتھ نہ آیا بوسا
افق نور ہتھیلی وہ شفق سے ہے حمرا

روز روشن مین یہ اندھیر کہ شب خون مارا
کہہ دو ہائی ہے شہ حسن کی اے وزد حنا

۱۲۹
ناخن ابیض و شفاف و مصفا اوسکا
آب اور تاب مین وہ مہر تو ہیرا افزا
لال ہے رنگ حنائی سے کہ یاقوت نما
چرخ خوبی کا بنا چاند جو ناخن ترشا

عقدۂ فرقت عشاق کے کھولے ناخن
اوسکی الفت مین کبھی جور و پیری تنگی مین

۱۳۰
دست محبوب کا جب مین نے کیا وصف تمام
قاف تک دست بدست اوسکا ہوا شہرۂ عام
آمین لینے کو بلائین مری پریان گلفام
ہاتھ جھٹکا تو چٹخ لین لگین دینے دشنام

ہاتھا پائی مین مرا ہاتھ یکایک جو پڑا
سیب پستان پہ بیڑا دم ہی ہاتھ آیا

۱۳۱
گول گول اوبھرا کڑا اونچا نکیلا سینہ
گنج خوبی کا ہے وہ مہر بہ گنجینہ
صاف باطن ہے وہ سینہ صفت آئینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

حسن و خوبی سے ہین یہ دونون خزانے معمور
وہ بھی معمور ہین جوبن سے سراسر پرنور

۱۳۲
محرم راز سے در پردہ ہے وصف انگیا کا
حال مشاطہ سے سخت اوسکی کسا وٹ کا کہ
دم کے رکھنے سے بیان بند ہی اک اک ڈھیلا
طائر حسن ہے وہ کہتے ہین جسکو چ

لوٹ جاتے کی بہنسا نیکی اوسی جال مین ہم
آب و دانہ کی بنا ئین گے کٹوری محرم

۱۳۳
مرغ دل کے لیے ٹھہرایا جو اوسکو جوڑا
مرغ بسمل کی طرح شوق سے تڑپا
طائر روح ادھر مائل پرواز ہے جدا
ایک ہاد ہ کو جو دونر سے پیڑا

جان و دل دونون کی آتی نہین اب خیر نظر
بنکے صیاد شکار آپ ہوے چڑیا پر ۱۳۴

مدتون وصل مین اوس سینہ سے پایا ہے سرور
گات کو کولی مین بھر بھر کے دبوچا ہے ضرور

برسون فرقت مین کیا کوٹ کی چھاتی کو چور
آج خمیازۂ حسرت سی ہین دل مین ناسور

بے کٹا دل کیے اوس سینہ کو چھاتی سی لگاے
شوق کی فرط سے مشتاق کی چھاتی پھٹ جاے ۱۳۵

بدھیان پھولون کی کیا دیتی ہین سینہ پہ بہار
رشتۂ جان کی لیے ہوگیا دلکش زنار

بلبل دل کی نظر مین گل گلزار ہے خار
سینہ نارنج ہے یا سیب بھی ہے کہ انار

دل ہے یوسف کی طرح ایک خریدار کئی
ہے انار ایک مگر اوسکے ہین بیمار کئی ۱۳۶

رشک نرمی سے ہوا میدہ کا آٹا گیلا
جان دیکر مر گئے اگر دیکھ لے مرمر وہ صفا

رنگ قاقم کا مکدر ہے قمر کا پھیکا
قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا

بحر خوبی ہے صنم صاف شکم عین حباب
فرش ہو جاے بھری پیٹ کو پکڑی سیماب ۱۳۷

وہ تراقہ کی بنت دار نکیلی انگیا
چشمۂ خور مین ہے یا جال شعاعی پھیلا

کرتی جالی کی اور اوسپر وہ سنہری لچکا
گدگدی پیٹ کی لبس یتی ہے پھڑ کا پھڑ کا

اونچی کرتی سے شکن صاف نظر آتی ہے
لین جو انگڑائی تو تصویر سی کھنچ جاتی ہے ۱۳۸

کمر سلک مین آئیگا نہین گر لچکا
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا

بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
پھر نزاکت کا بیان نام نہ لیوے چیتا

گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کو اغماض
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھوں صاف بیاض ۱۳۹

قافیہ تنگ ہو شاعر کا وہ مضمون ہو جہا
صدف گوہر عشرت ہین ہم دو یک جا

غنچۂ باغ جنان سے ہے نہ لگی جسکو ہوا ۔ دون وہ تشبیہ کہ جنت کہو سینے کے حیا

چاک داماں صبا کا ہے یہ گاہ پر سایہ
عکس یا شیشہ مین ہے چشم پری کا اوترا

۱۴۰ کوہکن لایا تھا جسکو وہ سی ہوئی شیرین ۔ سنگدل شوخ کی ہین کوہ سی وہ دونون سرین
زینت کرسی و ہم مسند عشرہ و تمکین ۔ گود مین بیٹھین تو عشاق کو آوے تسکین

گد گدے نرم ملائم ہین صفا مین صندل
غیرت قاقم و سنجاب و سمور و مخمل

۱۴۱ ران کے وصف مین حیران ہون از سر تا پا ۔ نسبت نقرہ و بلور نہین ہے زیبا
ران کا زانون مین ہے خواب خیال ارب عجبا ۔ ران کی یاد نے مچھلی کی طرح تڑپایا

سخت بیدار ہین تو رکھین گے ہم ران پہ ران
طالع خفتہ اگر ہین تو رہین سے گے ارمان

۱۴۲ پا تو ہر فخر سے سر رکھتی ہین سرخیل بتان ۔ گلشن دہر مین کیا خوب ہے یہ سرو روان
عرش پا قبلہ نما ہے یہ ہے اپنا ایمان ۔ ملتے ہین پای صنم آنکھون سے حور و غلمان

سجدہ گاہ ملکوت اوسکا ہوا پا انداز
ٹھوکرون مین ہے مسیحا کا مرا پا اعجاز

۱۴۳ دیکھنا چاہیے لیلی کو بچشم مجنون ۔ اوسکا سایہ ہے پری جسکی اوسی پر مفتون
معجز عیسی مریم کا ہے رفتار سے خون ۔ چھوٹنا سحر اور اٹھکھیلیون کی چال فسون

کیسی مستانہ قیامت کی چھبیلی ہے چال
کبک اور ہنس ز خود رفتہ ہین آہو پامال

۱۴۴ تہ اک کولی یہ اور ایک ہو بالائی دہان ۔ کب لچکتی ہوئی اوس چال سے ہو دل کو امان
سینہ ابھرا ہوا گردن خم اور رخ خندان ۔ تکتی دزدیدہ نگاہون سے چلے شرمگنان

پاؤن ٹھکرا کے جو پازیب کی جھنکار کرے
خفتۂ خواب عدم کو بھی بیدار کرے

۱۴۵
فاش پردہ ہوا جب آئینہ زانو کا
اب آئینہ سے پانی ہو بہت سا جاہا
سر کی بل پھینکا سکے آئینہ سکندر آیا
ڈوبتا چینی مین پانی بھی نہ یوسف کو ملا
آئینہ رویون سے یون نسبت زانو ہے عیان
آئینہ داری ہے جس طرح حضور کور ان

۱۴۶
شوخ شتلاح ہو وہ کافر ہیدین عیار
ہے قیام اوسکا قیامت تو بلا کی رفتار
رام اوس بت نے کیے زاہد و مومن دیندار
ستم و جور و جفا سب سکے نرالے اطوار
ڈھنگ ہین سارے نئے چھب نئی انداز نئے
طور تازہ ہین کرشمہ ہین نئے ناز نئے

۱۴۷
ایسا معشوق اور اوسپر ہو وہ اپنا مفتون
عیش ہو وصل ہو خلوت ہو وہ ہین اور مین ہون
کس زبان سے کہو اللہ کا مین شکر گردون
اونکا مین بندۂ احسان ہون وہ میرے ممنون
اتفاقون مین طبیعت کے ہو کچہ لطف عجیب
خوش نصیبی ہے کرے جسکو کہ اللہ نصیب

بنیاد مفارقت و بحث نائکہ و حال فراق و وصال

۱۴۸
میرے اور اوسکے جو اپسمین بڑھا یارانہ
مین اگر شمع تو دلسوزی سے وہ پروانہ
اک زمانہ مین وہ گھر گھر کا ہوا افسا
وہ جو لیلی تو مین مجنون کی طرح دیوا
آفت جان ہوئی میرے لیے اونکی شہرت
ایک عالم ہوا مشتاق جمال صورت

۱۴۹
نائکہ کو جو ہوا حال یہ سارا معلوم
جیمین اتر اگئی سمجھی مرے جاگی مقسوم
دیکھا عشاق کا رہتا ہے سر راہ ہج
آیا حرافہ کے دل مین یہ خیال مذمو
پڑ گئی گھر مین تو بس ہوگئی خانہ برباد
آج سے آمد و شد کیجیے موقوف اوستاد

۱۵۰
تھا ہر اک جمعہ کو گھر جانیکا اونکا دستور
کر کے حمام چلی آتی تھین ہفتہ کو ض

ہفتہ بھر گذرا یہ آنیکا وہان کیا مذکور
دل ہین حیران ہون کہ ایسا ہوا کیا مجھسی قصور

آدمی جاتا ہی برادر سے ملاقات کہان
نائکہ بھولی ہوئی بیٹھی ہے وہ بات کہان

۱۵۱ گاہ یہ چال کہ درگاہ کو جاتی ہین وہ
اور کسی روز یہ کھٹراگ کہ گاتی ہین وہ
گہ عمل گاہ یہ جل جانے کہ آتی ہین وہ
کبھی یہ فیل کہ موقع نہین پاتی ہین وہ

قصہ کوتاہ کہا صاف ہوا جب اصرار
وہ نہ آئین گی کہو اب نہ بلائین زنہار

۱۵۲ خانگی رکھہ لین نہین شوق سی کر لین شادی
کسبیون کی نکرین گھر کی مگر بربادی
کھل گئی اونکی مجھی خوب سبا اب استادی
انکی تنخواہ کی تیجھے ہے یہ سب جلادی

ناچ مجرے سے گئی شہر کا ملنا چھوٹا
کیا ملاقات کرے قہر خدا کا ٹوٹا

۱۵۳ وس بھلے آدمی آن آن کے پھر جاتی ہین
سب رئیس اور امرا شہر کی بلواتے ہین
کنچن آ آ کے برا کہتے ہین شر ملتے ہین
طعنہ سازندون کردن آئی کسی بھاتی ہین

دین دنیا سے گئی مفت ہوا گھر برباد
کہدو سرکار سے لونڈی کو کرین اب آزاد

۱۵۴ ماربی بصری کی ان چھوکریون پر آمین
لٹو ہو جاتی ہین دیکھا جو کہین مرد حسین
اور جو خاطر کی تو مُردار پھیر آدمی مین نہین
لگیا دھگڑا جو عیاش تو اوسکی ہولین

پاس خدمت تو کہان خاک وہ کردین گھر کو
بیٹھتی لاکھہ پھرے نائکہ اپنے سر کو

۱۵۵ سبز باغ اونکو دکھا دیتی ہین کیسا عیار
کسبیان ایک ہون عیاش مگر سوہ مکار
زر سنے زیور سے اطاعت سی وہ ہون ناچار
بات جب کوئی نہین آئی سبنے عاشق زار

مرثہ جراین کرین جی جان سی صدقی ہو جائین
الغرض لاکھہ جگت پیچ کرین گھر مین بٹھائین

۱۵۶ اونکو یہ قید کہ گھر سے نہ نکلنے پائین
گھر مین جو چاہین کرین لیک نہ باہر جائین
در کجا تا بدریچہ بھی نہ ہرگز آئین
نام بھولے سے بھی میرا نہ زبان پر لائین

قفل ڈیوڑھی پہ سر شام سے پڑ جاتے ہین
غیر در تک نہ مگر شوق سے در آتے ہین

۱۵۷ ناگہ سخت وہ بد ذات کہ خالق نہ دکھائے
لیکے منکر ہو اگر پانو پڑو سر ہو جائے
سیدھی گر ایک کہو اوس سے تو سو ٹیڑھی سنائے
موت بھی تو نہین خرانٹ کو آتی ہے ہائے

ہین وہ مجبور اودھر اور ادھر مین حیران
وہ ہین مشکل مین گرفتار یہان ضیق مین جان

۱۵۸ طمع گر دیجیے تو کان نہین دھرتی ہے
فعل مختار نہ ہو جائین یہی ڈرتی ہے
اور سمجھائیے تو بات نہین کرتی ہے
نام میرا کہین آجائے تو بس مرتی ہے

کارگر ایک بھی زنہار نہ تدبیر ہوئی
مجھسے برگشتہ ہی آخر مری تقدیر ہوئی

۱۵۹ بچھڑا محبوب جو یک لخت مری پاس سے آہ
دولت صبر و تحمل ہوئی فرقت مین تباہ
لٹ گیا کشور دل لشکر غم سے ناگاہ
درد و غم بے دل ناشاد سے پیدا کی راہ

بہہ گیا خون جگر آنکھ سے دریا ہو کر
جان بھی تن سے ہوا ہو گئی شعلا ہو کر

۱۶۰ غمکدہ ہو گیا بے یار کے خلوت خانہ
عرض کی صبر نے رخصت کا ملے پروانہ
مین ہون تنہائی ہے دلدار کا ہی افسانہ
عقل بولی چلو آباد کرو ویرانہ

چھوڑ کر جان حزین ہو گئے غمخوار جدا
بخت برگشتہ ہوے جب سے ہوا یار جدا

۱۶۱ حال زار اپنا وہ پر غم تھا نصیب اعدا
اوسپہ غم اونکا دوبالا کہ نہ دیکھا نہ سنا
یعنے دشمن کی بھی دشمن کو نہ دکھلائی خدا
اونکو غم میرا مجھے اونکا قلق صبح و مسا

ہون جب اک جان دو قالب تو نہون کیون مغموم

وہ مرے دید سے ہین وصل سے اونکے محروم

162 غم سے نہین رہتا ہے جو دیر قابو
ضبط گریہ سے دم آتا ہے نکل تا بہ گلو

دل بھر آتا ہے تو رو دیتی ہین وہ آنکھہ اٹھا کر نہ نہو
غم ہے یون دل مین نہان غنچہ مین جیسے نکہت ہو

شمع و شمع صفت رات کو ہے زار و نزار
دن کو ہین ابر بہاری کی طرح اشک کے تار

163 نقش جب لکھتا ہون پڑھتا ہون کبھی ان اعمال
پیچ دالون کو کبھی زر سے کیا مالا مال

اور بلاتا ہون نجومی کبھی گاہے رمال
تا ہو پیدا کسی صورت سے کوئی شکل وصال

منتین مانین بہت چلے بھی کھینچے اکثر
التجائین بھی کین مردان خدا سے جا کر

164 وہ پریشانی کہ اثنا نہ دشمن کو دکھائی
اختیار اپنا جو دل پر ہو تو سب کچھ بن آئے

وہ مصیبت کہ خدا اوس سے عدو کو بھی بچائے
دل جو پہلو مین نہ ہو اوسکو کوئی کیا سمجھائے

جان قالب مین کہان جان جہان جب سے نہین
آسمان ٹوٹ پڑا تنگ ہوا صحن زمین

165 آخر کار محبت نے دکھایا ہے اثر
غیب سے آ کے یہ اک شخص نے دی مجکو خبر

عالم یاس ہی تھا اور آگیا تھا دم لب پر
فعل مختار عبادت مین ہو مشغول وہ جا کر

لیجے استنے مین وہی خیر سے واپس آئی
دوڑ کر چھاتی سے لپٹا کے بہت کی تحسین

166 رو کے دل کھول کے خوب اور بلا گردان بھی
فعل مختار ہی یہ کچھ تھی ہوئی کچھ نازان بھی

کچھ خجل تا نکلہ کے جبر سے اور نالان بھی
عذر کچھ شکر کے گہے پیار کبھی احسان بھی

شکر خالق کیا اونھر سے تصدق اوترا
آ کے زہرہ نے کیا چرخ برین سے مجرا

167 پھر وہی جشن وہی لطف وہی عیش مدام
خلوت آٹھون پہر اور بند در خاص و عام

راحت جان کا آنا تھا کہ آیا آرام
نہ ملاقات نہ دربار نہ مجرا نہ سلام

شکر صد شکر کہ پھر آئی گلستان مین بہار
دیدۂ غیر مین پھر رشک سے چبھنے لگی خار

۱۶۸ کھاتے پیتے تھے بہم رہتے تھے ہر دم یکجا
ساتھ ہی جاتے تھے اکثر پے سیر دریا
سوتے تا صبح تو مل بیٹھتے تھے تا بہ مسا
تو قسم کی ہو جو گلگشت گلستان تنہا
ساتھ حمام کو سرما مین گئے شام و سحر
یکدلی سے ہوئے الفت مین بہم شیر و شکر

۱۶۹ چاندنی چوک شب ماہ ہوا کھانے مین
عیش سے جاڑے کے گرمیان حسن خانے مین
دلکو برسات کے جھولے مین بھی بہلانے مین
شکل جز راہی تصویر کے کھنچوانے مین
فرط سے چاہ کے اک جان دو قالب گویا
دونون مطلوب تھے اور دونون ہی طالب گویا

بنیادِ شرِ شکوہ

۱۷۰ رشک ہوتا تھا مجھے دیکھ کے عیارون کو
جوڑ کچھ جوڑ لیے سوجھی یہ غرض یارونکو
طیش آتا تھا اونہین دیکھ کے دلدارون کو
جمع اک جا کہین کھتا ہی فلک پیارون کو
آخر کار زوال آئے جو ہو جائے کمال
ہے ہمیشہ یہی نیرنگیٔ گردون کا حال

۱۷۱ الغرض اوسکو در اندازون نے بھڑکا بھڑکا
ایک عیار سے در پردہ ملاقات کرا
کچھ تو حکمت دی کچھ طمع دی کچھ دم دھاگا
ناقص العقل تو مشہور ہے یہ قوم نسا
رنگ بدلا نظر آیا مجھے آخر اوسکا
ہونے سرگوشی لگی غیر سے کھلم کھلا

۱۷۲ دوپہر سے تیرے حیلہ سے کبھی گھر جانا
کرلیا غیر سے کافر نے غرض یارانا
اور کبھی باغیون کو باغ مین بھی بلوانا
مجھسے کچھ چھپنا کچھ بھاگنا کچھ کترانا
تب سے حیلہ سے ہر اک بات پہ کرنا اُلجھن

جالیہ مکر سے کرنے لگی چھب جالیہ پن

۱۷۳
اختیار اوسنے کیے جبکہ یہ فعل اور کرتوت
آگیا طیش چڑھا غصہ کا سر پر جب بھوت
پھر تو مین نے بھی بہر طور کر اک اک کا ثبوت
ضبط کی تاب کسے صبر کہان کسکا سکوت

دل سے تنگ آکے کہا صاف کرو جو چاہو
منہ نہین دیکھون گا رادھا کو اب تم یاد کرو

۱۷۴
نالہ و آہ پریشانی و اندوہ و بکا
غصہ و حسرت و افسوس نہین مطلب کیا
صدمہ و رنج و قلق درد و ملال و ایذا
کیون عبث کھوئین دل و دولت و دین ننگ و حیا

کیون کسی کافر ہرجائی سے دلکو اولجھائین
نام عیاش ہو اور رنج نہین کوفت اوٹھائین

۱۷۵
ننگ و ناموس و حیا غیرت و عز و اکرام
مال و جاہ و حشم و دولت و دین اسلام
دین و ایمان دل و جان راحت و عیش و آرام
سب کو برباد کرین اور پھر اوسکے بدنام

نقد جان دیکے کبھی ہم نہ خریدین جھگڑا
چاہ کا رکھتی ہے یوسف کے زلیخا سودا

۱۷۶
یاد وہ روز ہین یا بھول گئے ہو فرماؤ
پردہ رہنے دو زبان دیکھو نہ اب جی کھلواؤ
یاد الفت کی کرو مکر کی باتین نہ بناؤ
دور ہو جاؤ چلو آج سے بس منہ نہ دکھاؤ

یہ مصیبت مجھے تقدیر سے پیش آنی تھی
آدمیت تجھے سکھلا کے دغا پانی تھی

۱۷۷
یہ تو فرماو پری زاد بنایا کسنے
سبق عشوہ و انداز پڑھایا کسنے
چھب ادا ناز و کرشمہ یہ سکھایا کسنے
طرز دلداری عشاق بتایا کسنے

میری چاہت سے ہوا نام ترا طشت از بام
مجھسے تھی گرمی بازار تری اے خود کام

۱۷۸
بے تمیزی کا ترے شاہد ہو واقف ہی جہان
چال بھونچال تھی یہ چھیل چھبلاو اٹھی کہان
بات کا بھی نہ سلیقہ تھا تجھے اے نادان
اب یہ اترائی کہ سارے وہ بھلائی احسان

ہان مگر صدقہ میں یہ رعنائی کے یہ رعنائی تھی
خوش نصیبی تری واللہ یہان لائی تھی

۱۷۹
کیا تم ایسے تھے لکھا مین نے سراپا جیسا
تم گریبان مین منہ ڈالکے دیکھو تو ذرا
شعرا کاہ کو چاہین تو بنادین طوبیٰ
تھا مرے سحر بیانی سے تمہارا شہرا

جی مین آتا ہے تری صاف حقیقت کہدون
پھر یہ کہتا ہون کہ کیا واسطہ لعنت بھیجون

۱۸۰
تو سہارا ہے بہت روز سے دیکھا بھالا
تو تو کیا مال ہے کیا چیز ہے اور کون بلا
ہم سلامت ہین تو تجھ ایسی ہون لاکھون پیدا
گر پری ہے ہمسے اوڑ سے چھوڑ دین اوسکا سایا

آئینہ لیکے ذرا دیکھ تو اپنی صورت
اسپہ اترائی ہے اللہ ری تیری قدرت

سراپائے ہجو معشوقہ

۱۸۱
شکل بھونڈی سی ہے گھامڑ ہے بھدلی نقشا
تنگ پیشانی ہے اور بھیڑ کا جیسے دیدا
تار داو مدار ہے یا جعد کہ سر مین سودا
ناک چپٹی ہے اوسے کا نگڑہ جا بنوا

رنگ رو پھیکا ہے چہرہ پہ ذرا نور نہین
داغ چیچک کے ہین یہ خانۂ زنبور نہین

۱۸۲
ہے دہانہ جو دریدہ تو زبان سخت دراز
چھوٹی گردن ہے گلا بونگا بہت بد آواز
کچھ بناوٹ ہے نہ انداز نہ عشوہ ہے نہ ناز
طبع اقدس ہو نہ کیون گندہ بغل سے ناساز

ناتراشیدہ ہے گندہ اتو دو ہاتہ ہین چوب
پنجہ انگشت نما جیسے پریشان جاروب

۱۸۳
سینہ بد قطع سپاٹ اور بہت نازیب
فاختہ اتو کی دم کیسے کہان ہے چھٹرا
گول محرم نہین اور بند ہے ڈھیلا اوسکا
کرتی پٹو سے ہے تنگی ہوئی ڈھلم ڈھیلا

پیٹ ہے پشتہ کے مانند سپاٹ اور کرخت

ناف اوبھری ہوئی گھونگھی سے زیادہ ہی سخت

۱۸۴ گوشت کھیری سے سپاٹ اور بہت ناہموار ‌ اور پستی کا شر بینون کے کرون کیا اظہار
ذکر کرنے سے ہر اک چیز کے اب نفرت و عار ‌ بن مین اژدر کی ہو جس شکل سی بانبی کا غار

زن عریہ ون کے لیئے راہ زن ایسا ہی نہان
جان کے لالے ہین اور بال کا مفقود نشان

۱۸۵ ران پر گوشت نہین اور نہ اوس پر مچھلی ‌ ساق پر بال ہین اور سخت ہے ککڑی جیسی
پنجہ جنی کی طرح کج ہے کڑی سی ایڑی ‌ اونگلیان پاون کی بد وضع ہین ٹیڑھی میڑھی

پا مین چکر ہے تو مانند فلک کج رفتار
نام پر مارے ہے ہر جائی کے بیزار ہزار

۱۸۶ خاک صورت پہ ادا کا بھی نہین نام کو نام ‌ ہے سراپا وہ مخنث کی طرح بد اندام
رنڈی پن سی ہے نہ خود کام کو کچھ بوچ نہ کام ‌ نام ہر جائیکا آوارہ ہے اطشت از بام

ایک پر بند نہین لاکھ سے انکار نہین
تجسی بدکار جہان مین کوئی مردار نہین

بیزاری و ترک از معشوقہ

۱۸۷ تند خو عربدہ جو کافر و بد دین مکار ‌ بے حیا دیدہ کشتاخ نہ کچھ ننگ نہ عار
خود غرض بسکہ ہے خود مطلب و خود بین خود دار ‌ تو ہین قول قسم جھوٹہہ ہے باطل اقرار

ضد ہے نفرت ہے مرا ناک مین ہے تجسی دم
ترک الفت مجھے منظور ہے لے مجھسے قسم

۱۸۸ تو معاذ اللہ خدا ہو تو مین بندہ نہون ‌ تو پیمبر بھی اگر ہو تو مین ساحر سمجھون
تو جو قرآن ہو تو اک حرف نہ مین اوسکا پڑھون ‌ تو ہو کعبہ تو مین اوس سمت کو سجدہ نکرون

تو جو فردوس ہو تو ضد سی بنون مین ناری
تو اگر دین ہو تو مین ترک کرون دینداری

بخت بیدار جو تو ہو تو نہ سوؤں خواب عدم ۔ تو جو شادی ہو تو ہو جاؤں مٹا صورت غم
بت شکن مثل خلیل اللہ ہوں گر تو ہو صنم ۔ نام کو نام نہ لوں تو ہو جو اسم اعظم

خواب میں آئے پری بنکے تو کروٹ بھی نہ لوں
حور بنجائے تو جنت میں نہ پھر کر دیکھوں

۱۹۰
آب حیوان بھی جو تو ہو تو عطش سہ جاؤں ۔ تو مسیحا ہو تو جینے کی تمنا نہ کروں
تو فرشتہ ہو تو میں دم کو چڑھا ہی جاؤں ۔ تو ہو محشر تو کبھی خواب عدم سے نہ اٹھوں

جیتے جی نام بھی بھولے سے نہ میں لوں تیرا
سر رو فصد لوں گر سر میں ہو تیرا سودا

۱۹۱
تو ہو گر صبح وطن شام غریباں میں ہوں ۔ تو ہما ہو تو ترے سایہ سے بچکر نکلوں
لے جو بھگوان کا اوتار تو درشن نکروں ۔ تو پیمبر ہو تو اعجاز کو جادو سمجھوں

دختر رز ہو اگر تو تو نہ تاکوں حاشا
تو جو ساقی ہو تو ہو صوفی کا مشرب میرا

۱۹۲
دے چکا لے تری یارانہ کو اب استعفا ۔ لکھہ دیا میں نے مچلکہ کہ نہ لوں نام ترا
کوچہ کیسا نہ چلوں شہر کا تیرے رستا ۔ بھول کر بھی نکروں رخ تری جانب صلا

تو جو مرجائے تو روؤں نہ تری میت پر
میرا دم نکلے بھی تو میں چھاتی پہ رکھلوں پتھر

۱۹۳
جا لیے تو جہاں جاتا ہی خبر ہے ساری ۔ ہوں اُس اوباش سے واقف کہ ہے جیسی واری
جن رقیبوں کے لیے کرتی ہے آہ و زاری ۔ گھات سب تاڑ گیا بل بے تری عیاری

دل میں کچھ اور منافق کے ہے ظاہر کچھ اور
ڈھنگ بدلے ہوے سارے ہیں نرالے سب طور

۱۹۴
عشق و ناز یہ بیجا ہیں بس اترا و نہیں ۔ بیحیا دیدہ کو مکاری سے شرماؤ نہیں
بغلیں جھانکو نہیں چھیپو نہیں گھبراؤ نہیں ۔ دیکھہ لی شرم بناوٹ مجھے دکھلاؤ نہیں

رنگ فق خشک ہیں لب منہ پہ ہوائی چھوٹی

تیرا اوستاد ترا پیر بھی تو بھی جھوٹی

۱۹۵
فکر و اوہام و خیالات سے تجھے بیاری خام
کسکا عاشق ہوں سراپا ہی کسیکے کیا کام
تھی کوئی خواب پریشان کہ ہفعات احلام
کسکے محبوب ہو بتلاو ذرا اپنا نام

بشریت سے ہوا سہو خطا کیجے معاف
جو لکھا میں نے نزی غان میں تھا لاف و گزاف

۱۹۶
غیر سے تو نے جو در پردہ کیا یارانا
عذر و انکار و قسم ہیچ ہے اب شرمانا
ہمنے بھی تاڑ لیا جانچ لیا پہچانا
اپنی اوقات پہ آخر تھا تجھے آجانا

تو نے احسان فراموش کیا ترک وفا
پھٹ گیا تجھسے دل اب نام نہ لونگا تیرا

۱۹۷
مشکلیں جھیلیں سہیں روز یہ ناز بیجا
اپنی بچتائیں ہنسیں غیر نصیب اعدا
شہر در شہر ہوں بد نام تو گھر گھر رسوا
لعنت اس چاہ پہ تف زیست پہ لاحول و لا

طوق رسوائی ہے آفت ہے مصیبت یاری
ایسے پیر جسم سے دشمن کو بچائے باری

۱۹۸
عشق بازی کا جہان میں جو یہی ہے انجام
جیتے جی نام نہ لوں میرا جو رعنا ہے نام
حضرت عشق کو تسلیم ہے اور تمکو سلام
آج سے تمسے مجھے ہے نہ تمہیں مجھسے کام

با تو آن حشمہ نہ مردان علیخان دارد
قول مردان نہ شنیدی صنما جان دارد

۱۹۹
میری پاپوشش کے صدقہ سنو مردو یا کہ جیو
باز آیا میں ملاقات سے پیچھا چھوڑو
چال دکھلاؤ ہوا کھاؤ چلو رستہ لو
ہے جو کچہ شرم تو بس جا کے کہیں ڈوب مرو

بر ملا کہتے ہیں چوری نہیں بریاری ہے
بندہ آزاد ہمیں فعل کی مختاری ہے

۲۰۰
دل لگی دل کی ہے بھلا ئی کو یا آفت جاں
کچھ بات تمنے نہیں کہتے ہیں جی ہے تو جہاں
ہے مثل ٹوٹ پڑی سونا پھٹے جس سے کان
جائیے آپ کو رخصت ہے علی کی ہے امان

شوق سے کھول کے دل جو نہین کرنا ہے کرو
تمکو واللہ ہوس دل کی نہ باقی رکھو

۲۰۱
پر نویسیں ایسا کروں تمکو کہ بس رکھو یاد
خیال مین بھی ہو نہ خرم نہ کبھی خواب مین شاد
نام کیا بلکہ نشان کردوں تمہارا برباد
تم ہو علامہ تو ہوں ایک ہی مین بھی استاد

چین اک دم بھی جلاپے مین نہ پاؤ واللہ
روؤ قسمت کو کرو آٹھ پہر نالہ و آہ

۲۰۲
فرش ہو جاے تو پر سوں مین نہ اک بات کبھی
جان جاتی رہے پر ہو نہ ملاقات کبھی
لاکھ اتراسے مگر مین نکروں بات کبھی
خواب مین تیرا خیال آیا نہ بد ذات کبھی

بلکہ جس بزم مین تو جاے نہ جاؤں واللہ
بھول کر جاؤں بھی تو منہ نہ لگاؤں واللہ

۲۰۳
تیری ہمشکل کو بھی تجھسے مین سمجھوں بدتر
جلد پیش آئینگے کردار کی تیری کیفر
تیرے ہمنام کا بھی نام نہ آئے لب پر
تجھسے پھر جائے خدائی جو پھری اپنی نظر

جسکا دم بھرتی ہے تو ہو وہی تجھسے بیزار
آج سے دم مین ترے آئی نہ کوئی زنہار

۲۰۴
آپ ہیں حسن جوانی پہ عبث ہین مغرور
آدمی زاد ہین کچھ آپ نہین خلد کی حور
صاف ہو جائیگا دو روز مین جوبن کا فور
ماہرو چار ہی دن چاند کا رہتا ہے نور

طائر رنگ پری بنکے کریگا پرواز
خاک مین آپ کا ملجائیگا سب نخوت و ناز

۲۰۵
بلا کی لی زلف سے آئیگی نہ پھر اوسکو تاب
چند ہی روز کی ہے گوہر دندان مین آب
صاف دیجائیگا حسن رخ پر نور جواب
ڈھل گیا سینہ تو یاد آئینگے ایام شباب

گرمی سوزاک سے عورت کا بگڑتا ہے خمیر
کسبی دکھلائی سے ہو جاتی ہے آنکھوں مین حقیر

۲۰۶
زن مریدی کرے مردان علیخان توبہ
آئینہ رو کا سکندر سے بنے حیران توبہ

بندہ کافر بنے یا ہو مسلمان توبہ — سایہ پرور پری زاد ہو انسان توبہ
صحبت اخوت ابلیس کی اور مجکو چاہ
توبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ

۲۰۷
دور رکھے دل سے گمان اسکا کہ مین ہون عیاش — زن مرید اور کوئی ہوگا جہان مین اوباش
پاکبازی سے تجرد مین رہا ہون بشاش — بشریت سے ہو اگر طبع کو کچھ بھی پرخاش
تو زمانہ مین حسین ایک سے ہی اک بہتر
گو نہو لکھنؤ آباد رہے امرتسر

۲۰۸
ضبط الفت کو کرون پہلے تو حتی المقدور — بلکہ مین نام تلک دل سے کرون عشق کا دور
اور اگر دل سے مین ایسا ہی ہون اپنے مجبور — دل لگانا ہی پڑے ماہ جبینون سے ضرور
تو کسی اور پری رو سے ملاقات کرون
عیش سے دن کو تو عشرت سے بسر رات کرون

۲۰۹
زعم باطل ہے تجھے مجھسا نہوگا دلبر — تو ہے کیا خاص خدا حور و پری سے بڑھکر
قدردان اور وفادار ہو بندہ پرور — نور کا پتلہ ہو پریون کی جلین اوس سے پر
بزم عالم مین کرون آفت جان وہ پیدا
دم اولٹ جائے اگر دیکھ لے تو بھی کھڑا

۲۱۰
رونمائی پہ جو تو اپنا لٹادے جوبن — سایہ تک دیکھنے پائے نہین یہ ہو قدغن
تو لگاوٹ کرے وہ دلسے ہو تیری دشمن — آتش رشک سے جلجائے ترا سب تن من
بندہ خلوتکدہ اوس حور سے آباد کرے
تو اسی رشک مین ہی نالہ و فریاد کرے

۲۱۱
عشق بازی سے ہے مشہور مرا ملک مین نام — جا بجا سے مجھے آتے ہین حسینون کے پیام
سب وفاداری سے واقف ہین مرے دل آرام — کلمہ پڑھتے ہین مرا دم مرا دم بھرتے ہین مدام
عشق بازی سے مرے فخر ہے دلدارون کو
ناز چاہت پہ ہے سو طرح طرحدارون کو

۲۱۲
تو خبردار رہو ہشیار رہو ہو آگاہ
پیدا اوس شوخ سے اب کرو نہیں الفت کی راہ
تمسے اب قطع نظر کرتے ہیں انا اللہ
جس پریزاد پر اک عمر سے پڑتی ہے نگاہ

اس سے کیا کام پریزاد ہے یا انسان ہے
لیک غارتگر ایمان ہے بلائے جان ہے

مطلع

سراپائے بہاریہ لاثانی معشوقہ ثانی

۲۱۳
گلبدن غیرت گلزار ہے یا رشک ارم
سایہ جس غیرت فردوس کا ہے ابر کرم
ہے وہ گلرو سبب رونق باغ عالم
اوسکا کرتا ہوں سراپائے بہاریہ رقم

باغ باغ اہل جنان دیکھ کے اوسکو ہو جائیں
پھولکر گل کی روش جامہ تن میں نہ سمائیں

۲۱۴
نکہت سنبل پیچاں سے معطر ہو مشام
نارپستان سے ہو ہماری دل کو آرام
لطف سیب ذقن حد سے شیریں ہو کام
گلرخ و گلروش و گلبدن و گل اندام

وہ سراپائے بہاریۂ جانانہ ہو
باغ رضوان کی فضا سبزۂ بیگانہ ہو

۲۱۵
بلبل طبع رسا کہتی ہے اب آئی بہار
سبز ہے نخل سخن تازہ ہے ہر گل بیخار
لکھ لے گلرو کے سراپا کو بخط گلزار
شوق گلرو کے سراپا کا گلے کا ہے ہار

یہ وہ گلزار ہے گلچیں کا جہاں نام نہیں
باغ فردوس میں صیاد کا کچھ کام نہیں

۲۱۶
آب جو حوض و خیابان روش و تختۂ گل
طوطی و قمری و طاؤس و تدرو و بلبل
سرو و شمشاد و گل و لالہ و نرگس سنبل
نکہت و باد نسیم اور صبا تاب کاکل

چیدہ چیدہ جو ہوں گلزار جہاں سے مضمون
دیکھوں سب گلکدہ ان پھولوں کو گلگشت کروں

۲۱۷
پھر کبھی آ جائے جو مضمون سراپا میں کمی
ساتھ رضوان کے میں گلگشت کروں جنت کی

اب بھی قلت ہو تو پھر حق ہی کہون آماری ۔ شکر ہی لاکھ مجھے تو نے یہ نعمت بخشی

تیری درگاہ تلک لائی ہے مجکو حیرت
آج دکھلا دے مجھے ساری فضائے جنت

۲۱۸
پھر کھلے غیب سے مجھپر در باغِ رحمت ۔ آستانہ یہ فدا جسکے ہون آٹھون جنت
طوبیٰ و سدرہ کو ہو شاخِ شجر پر حیرت ۔ ہو کہین عرش سے دیوار کو اوسکے رفعت

طائرِ سدرہ سے کچہ بڑہ کے ہون مرغان ہزار
ہون ہما بلبلین عنقا سے ہون طوطی طیار

۲۱۹
تھا یہی دھیان کہ اتنے مین ہوا اک القا ۔ بولا ملہم کہ نکر فکر و تامل رعنا
فیض روح القدس اللہ نے سے مجکو دیا ۔ وا ہوے تجھپہ ازل و ابد تک کی فضا

پھر نظارت کے سوا بس نظر آیا نہ کچہ اَور
تب لکھا شاخ قلم سے یہ سراپا فی الفور

۲۲۰
شاخ طوبیٰ ہو قلم کلک ہو اوس سے طیار ۔ گلبدن کا لکھون تب وصف بخطِ گلزار
اور سیاہی ہو سویدائے گلِ لالہ ہزار ۔ لاؤن شنگرف کی جا سرخی رنگِ گلنار

گل کے اوراق بھی گلچین سے خریدون عنقا
باغ مین نقد زر گل کا کہین سے توڑا

۲۲۱
قامتِ سرو روان ہے کہ ہی سروِ آزاد ۔ یا قدِ غیرت گلزار ہے نخلِ شمشاد
اوسکی خوبی یہ یہ تشبیہ ہوئی ہے ایجاد ۔ شجرِ نور ہے وہ نام خدا نیک نہاد

شاخ گل مین ہی وہ قامت کہ ہی سدرا کی شاخ
راست پوچھو تو قدِ راست ہی طوبیٰ کی شاخ

۲۲۲
نہ تو کچہ تاڑ سا لمبا ہے نہ مانند چنار ۔ پستہ قد بھی نہین وہ سرو سہی رنگ بہار
قد وہ بوٹا سا ہے یا کوئی ہی شاخ گلنار ۔ شاخ گل دیکھکے کھاتی ہے بہت شرم سی خار

شجرِ گل جسے کہتے ہین وہ ہی گلدستہ ہے
قمری و فاختہ کی اوسکے لیے کوکو ہے

۲۲۳

تار سنبل ہی نہین معبد سے کم اک سر ہو
عشق بیجا ہے کہ ہین کاکل پیچان ہر سو

بید مجنون کی ہین شاخین کہ منھ سے گیسو
رگ گل زلف کو باندھا تو یہ مہکی خوشبو

باغبان ہو گیا بدمست تو گلچین مدہوش
ہو گئے مرغ ہوا رہ گیا صیاد خموش

۲۲۴

ٹانگ ہی ٹھنڈی ہے شگرگ گلشن خوبی کی عیان
تاک مین خوشۂ انگور ہے موباف کہان

روش تختۂ گلزار ہے یا کاہکشان
باندھون یا اوسکو مین گلدستۂ گلزار جنان

پٹیان ہین جو خیابان تو جبین صحن چمن
چہرہ گلزار ہے اور وہ ہین سواد گلشن

۲۲۵

بھوین بیت در فردوس ہین محراب نما
نکہت گل ہی نظر نرگس شہلا دیدا

خواب مین غنچہ ہے بیداری مین گل دیدہ وا
ہے نہان صورت بوئے گل اون آنکھو مین حیا

رکھا عشاق کو دیدار کا خواہان برسون
ہجر مین آنکھون سے برسا دی ساون بھادون

۲۲۶

پھرتی سورج مکھی ہر روز ہی گرد رخ یار
رخ گلرنگ ہے مثل گل تر باغ و بہار

ہے جو قد شاخ صنوبر تو گل تر رخسار
مائل اوس گل پہ رہا کرتی ہین مرغ گلزار

ان گلون ہی ہونگیون ہار گلے کی حسرت
رکھے ان پھولون کی بدمست ہمیشہ نکہت

۲۲۷

یہ وہ ہی باغ نہین نام کو جس باغ مین خار
بہر گلگشت جو وہ دوش صبا پر ہے سوار

بے نشان یان ہی خزان اوسمین ہمیشہ ہی بہار
طائر رنگ چمن اوڑنے پر اب ہی طیار

باغ جنت کی فضا سبزہ کو بیگانہ ہے
باغ عالم مین اسی گل کا اب افسانہ ہی

۲۲۸

گل خوشبو ہی کہ کمرک کہون اوس بینی کو
بالیقین کوثر و تسنیم کا پل ہے دیکھو

طائر حسن کا ہے یا وہ نشیمن یارو
دونون منھر کی کٹھرک معجز عیسی سمجھو

قوت شامہ مین اور نہین کوئی قصور

لیک خود بینی سے اک بوی وفا ہے کافور

۲۲۹
غنچۂ باغ ہے اے دل دہنِ رشکِ چمن
سو تیا دانت تو گویا ہے زبان برگِ سمن
نیکھری پھول کی لب سرو ہے قد سیب ذقن
زعفران زار بنا خندۂ گل سے گلشن
عرقِ چہرۂ گلرو تو بعینہ ہے گلاب
اور جوبن جو ٹپکتا ہے تو ہے رنگِ شباب

۲۳۰
گلِ تر چہرہ گلو شاخِ گل اور قد طوبےٰ
ہے خوش آواز کی گلبانگ سے لاویز صدا
وہ نہین پھول کہ بو سونگھ لے اور پھینک دیا
طائرِ حسن کا پھندا ہے کہ ہیلا ڈورا
کیا وہ گل پہنے بہارِ گلِ گلشن کے ہار
غنچہ ہائے دلِ عشاق ہین گردن کے ہار

۲۳۱
ہے عیان شانۂ محبوب ہے اک شانِ خدا
ہے وہ گلدستۂ رنگین کہ وہ رنگین پنجا
قد ہے طوبیٰ لہم و حسن مآب اوس گل کا
رنگ لائی ہے کہ خون ہو گئی پس پس کے حنا
اوڈ کلیان شاخِ گلِ تر سے سوا ہین نازک
توسنِ حسن پری کی لیے جیسے چابک

۲۳۲
سیب ہین یا بہی ہین اوسکی و نارِ پستان
ہے دوپٹہ کہ شجر پر ہے وہ گل کا دامان
یا لگے نخلِ تمنا مین یہ دو پھل جڑوان
طوطیِ حسن یہ کہتا ہے عیان را چہ بیان
آشکارا ہے عجب حسن جوانی کا وفور
مدہ سے معمور ہے جوبن سے ہے سینہ پرنور

۲۳۳
طائرِ حسن مین شہباز ہے شاید چڑیا
لوٹ جالی کی یہ محرم ہین کہ ہے جال بچھا
حسن کے دام مین یا آکے پھنسا ہے عنقا
مرغِ حسن اک ہین پر دو ہین نشیمن اک جا
تل کا زاغ اسکے ہی سایہ سے ہما ہوتا ہے
مرغِ دل اسکے ہی صدقہ مین رہا ہوتا ہے

۲۳۴
پھول کی سیج سی ہے نرم شکم اور شفاف
نور کا حوض شکم ہے تو وہ فوارہ ناف
صحنِ گلشن ہے اگر پیٹ تو گلین ہے ناف
حدقۂ دیدۂ نرگس بھی نہین کہنا لاف

ہے کلی چور کلی میں نہ دامن پنہان
گلبدن کا ہے ابھی پاک حیا سے داماں

۲۳۵
بلبل دل ہے اسی غنچۂ گل پر شیدا
پاسے پامال ہوئی گلشن جنت کی فضا
پائجامہ میں ہیں کلیاں کہ ہے تختۂ گل کا
مرد موا آنکھ سے سہلاتی ہے نرگس کف پا

پھول کے رنگ سے پھولا نہ سمائے دل زار
کوئی گلرو سے صبا آئی تو ہو باغ و بہار

عذر معشوقہ اول و ترک محض

۲۳۶
سبز باغ ایسا دکھائی کہ ہو غلمان شیدا
صاف دکھلا دے کہ سر سونکو ہتیلی پہ جما
حور ہو سانپہ گل اندام کا بنکر سایا
باغ فردوس کا رضوان کو تماشائے فضا

پھول والون کی ہو کو سیر سے اوس گل کو کام
عیش باغ اور ہر اک حجرہ ہو اور گل اندام

۲۳۷
کر چکا جبکہ میں گلرو کے سراپا کو تمام
جب مقام اونکا بتایا تو کہا آخر نام
پوچھا گھبرا کے تحیر سے کہاں کون مقام
نام سنتے ہی کلیجہ کو لیا اوس نے تھام

صورت خار چبھی غیرت گل کی تعریف
بس عرق آگیا اور دل میں ہوئی سخت خفیف

۲۳۸
پھر تو سو عذر کیے اور ہزاروں انکار
میں نے جب ایک نہ مانی تو وہ ہو زار و نزار
التجائیں بھی کیں اور قسمیں بھی دیں اوسنے ہزار
رو کے خفت سے ہوئی مرنے پہ آخر طیار

جان پر کھیلنے کو کھیل ہی جانا میں نے
منتیں لاکھ کیں پر ایک نہ مانا میں نے

۲۳۹
آخر میں پالکی منگوائی کیا اوسکو سوار
کہدیا صاف کہ چل بیٹھ کہ ہم خار ہی فی النار
آکے پھر ناگہ پیش آئی یہ عذر و اصرار
تھی کبھی کی یہ سزا بیٹھیں ہمیں کس دکار

خیر ڈیوڑھی پہ جو آئی تو آگے نہ کوئی اصلا

دل کو تسکین ہوئی چھائی کا ٹھہرا و ترا

۲۴۰
خط جو آتے تھے انگیٹھی مین جلا دیتا تھا　　اور پیغام کو باتون مین اوڑا دیتا تھا
التجا سنکے نہ دل مین کبھی جا دیتا تھا　　ہمنشین کہتے تھے پر صاف جتا دیتا تھا

نام آیا تو زبان صاف قلم کر دونگا
طرح گر صلح کی ڈالی تو ستم کر دونگا

۲۴۱
کر دیا مین نے دل و دیدہ سے اوسکو مردود　　ہو گئے نامہ و پیغام کے در سب مسدود
نام مردار پہ نے فاتحہ نے دم نہ درود　　مجکو آج اوسکا برابر تھا عدم اور وجود

دل کو قدغن کہ خیال اوسکا نہ آنے پاوے
آنکھ کو حکم نہ وہ خواب مین منہ دکھلاوے

۱۳
ملاقات محبوبۂ ثانی لاثانی

۲۴۲
دل لگی کی تھی جو اک عمر سے مجکو عادت　　خالی خالی سب مجھے بے یار نہ بھائی صحبت
اوسپہ یاران طریقت نے دلائی رغبت　　آیا جی مین بھی اوسے دیکھیے رشک جبلت

شام سے مین نے دیا حکم کہ ہو طیاری
جا سے لانے کو گل اندام کے گھر اسواری

۲۴۳
نامہ بر ہو سچا کہ تشریف ادھر لائین آپ　　روش باد بہاری چمن آئین آپ
میرے بلوانے سے زنہار نہ اترائین آپ　　پیار سے بیٹھیے پہلو مین نہ شرمائین آپ

رنگ سب بے ساختہ پن نے یہ عجب دکھلایا
لطف برسون کی ملاقات کا اول پایا

۲۴۴
چھا گیا نور کی تصویر سے گھر بھر مین نور　　شان شاہانہ تھی اور ٹھاٹھ کا کیا ہو مذکور
زور پر جوش جوانی کا وہ چشم بد دور　　مچ گیا طبع مین باتون مین مزا دل مین سرور

فرط شوق و دل مشتاق سے دیوانہ ہوا
محو نظارۂ حسن رخ جانانہ ہوا

۲۴۵
بات کا وضع کا انداز کا کچھ اور ہی ڈھنگ　شرم ناموس کی اور پاس حیا نام کا ننگ
طور شائستہ طبیعت میں مزا دل میں امنگ　خوب ہی جذب محبت نے دکھائے نیرنگ
پیش خدمت ہیں پری اور جلو میں غلمان
حور دنیا میں ملی قدرت حق کے قربان

۲۴۶
تھے کبھی دور کے گاروں سے پیام اور سلام　راز در پردہ سے واقف تھی خواص اور نہ عوام
نہ ملاقات تھی نے آمد و شد اور نہ کلام　انس تھا اونسے سمجھی تھی وہ مرے دل سے رام
عقدۂ دل کھلے جب عقد کا آیا مذکور
میرا کہنا اونہیں اونکا ہوا مجکو منظور

۲۴۷
ہیں جو صرافہ و مردار زن بازاری　اونکی خلقت میں ہی زور و طمع و مکاری
یان تصنع نہ بناوٹ ہے نہ ظاہرداری　بولیں نادنیا نہیں تمکو بھی یہ شیوہ داری
شرط توبہ پہ غرض عقد کا اقرار ہوا
پڑھ کے توبہ کی دعا جلد میں طیار ہوا

۲۴۸
دو گھڑی شام کہا آپ نے جب بسم اللہ　قاضی بلوا لیے گئے شہر کے قصہ کوتاہ
جو صلے دونوں کو سب نکلی ہوا دھوم سے بیاہ　دی دعا سب نے مع الخیر مبارک ہو بیاہ
اللہ اللہ شب فرقت کی عوض تخت کی رات
بل یہ تقدیر کہاں اور کجا وہ بد ذات

۲۴۹
کس زبان سے کروں اللہ کا اب شکر کرم　چین سے عمر بسر ہوتی ہے با ناز و نعم
نہ وہ اب رنج رقیبوں کا نہ اغیار کا غم　عیش سے آج مبدل ہوئی سب رنج و الم
چاہ تھی قید فرنگ اس سے نجات آج ہوئی
قید بابل سے چھٹے عرش پہ معراج ہوئی

۲۵۰
ہائے کا ڈر نہیں اولاد کی اب یاس نہیں　وصل ہے آٹھ پہر ہجر کا غم پاس نہیں
بے وفائی کی کہیں نام کو بو باس نہیں　وسوسہ دل میں من الجنۃ والناس نہیں
دوزخ اور باغی تھی جنت ہے یہ خانہ داری

ناجی اسیر ہاے فدا شیفتہ او سیر باری

۲۵۱
دل کو تسکین خداداد ہے اور لطف مدام
دل میں آسودہ دلی رات کو عیش و آرام
آبرو اپنی ہے اپنوں میں تو غیروں میں نام
قلق صبح نہ وہ دیدہ براہ سر شام
ترک مریدی سے ہے اب دلکو نہایت نفرت
عشقبازی پہ اور اوسپہ ہے بہر دو لعنت

خط بجال پر ملال معشوقۂ اول

۲۵۲
جمع خاطر ہے مری دل میں ہے اک استغنا
صورت حرف غلط محو ہوا وہ شیوا
لیک تھا اوسکو جو در پردہ تعشق پہلا
ضبط الفت نہوا غمزدہ دل رہ نسکا
رنگ واں لائی غرض اور ہی چاہت آخر
گل کھلا واں جو کھلا آتا ہے وہ پیش نظر

۲۵۳
اتفاقاً جو ہوا خوری کو اک دن نکلا
دور سے آتا سر راہ ملا ہرکارا
خط دیا لیکے اوسے جیب کے اندر رکھا
آکے گھر شمع منگا کر جو کیا اوسکو وا
نام کاتب نہیں پر بوسے وفا پیدا ہے
درد آمیز کچھ احوال سے کچھ شکوا ہے

۲۵۴
تھا یہ تحریر عبث آپ کی بدلی ہے نظر
پھر گیا آپ کا دل اور طبیعت میں ہے شر
تھے وہ سب جھوٹ نہیں میرے فرشتوں کو خبر
میں خطاوار سہی پھر بھی تو آخر ہوں بشر
سو خطا بندہ کی اللہ بھی کرتا ہے معاف
تم ہی اینٹھے سہی لو جانے دو ہو جاؤ صاف

۲۵۵
اوس اگر جی میں کسی اور کی الفت ٹھانی
یا مرا ڈھونڈھ لیا ہے کوئی دشمن جانی
آنکھ کے پھرتے ہی دیدہ کا ڈھلا ہو پانی
پھر بھی ایسی تو قیامت تھی نہ محشر ڈھانی
آپ کے غم میں مصیبت کوئی سہتی ہوگی
خلق فرمائیے کیا آپ کو کہتی ہوگی

۲۵۶
تا قلم نامہ و پیغام سے کیے ہین حضور
دل مین باقی ہے جگہ تو نہین اب بھی کچھ دور
سچ ہے کچھ آپ سے تو ثابت تو کیا ہو یہ قصور
اور جو دراصل یہی بات ہے جو ہے مشہور
تو مبارک ہو لڑائی کا بہانا کب تھا
راز جب کھل گیا پھر اوسکا چھپانا کیا تھا

۲۵۷
مجکو دانستہ نہ معلوم تھا اوس دم زنہار
چاہ مین فتنہ مگر ہے ستمگر رنجش یار
سمجھی رو دل مین کھل جائیگا خفتہ کا بخار
اب کھلا بھید کہ وہان اور ہی کچھ ہین اسرار
باعث رنج نہ تھا اور تو کچھ بھی زنہار
خیر سمجھا دل ناخواستہ عذر بسیار

۲۵۸
موت کا ایک سہا جائیگا مجھسے نہ ملال
گو وہ ہون پردہ نشین عقد سہی اندر حال
خاک مین کی ہے جوانی مری اوسنے پامال
پر رہے دل مین حضور آپ سے کے یہ خوب خیال
عشق صادق مرا کچھ رنگ نیا لائیگا
دیکھنا صبر قیامت ہی کبھی ڈھائیگا

۲۵۹
اب نہ جینے کی تمنا نہ غم مرگ بھلا
عیش سب کر لیے باقی نہین ارمان ذرا
حسرت و رنج و قلق سب کو دیا دل سے بھلا
آپ کی چاہ کا انجام بھی بس دیکھ لیا
عیش اب اونکو نئی تمکو مبارک ہو چاہ
مجھسے تم زیست ہی مین چھٹ گئے انا للہ

۲۶۰
جور و جفا تھیا نہین وہ دن اور شکایت کیسی
ترک علاقہ ہے پر الفت تو نہین دل سے گئی
گو ملاقات نہ ہو آج مگر تھی تو کبھی
سنگدل مرد سے دشمن کو بچانا رلی
خاک مین موت کی آہین جدائی ملجاے
جسنے کلپایا ہے اس ضدی کو وہ چین نپاے

۲۶۱
کہنی جبین زید دن سہی ہو وہ نہ لگا ہو غیر سے سماجتین
ڈھونڈین وہ ہاتھ کہ جن ہاتھون سے لی ہین بلائین
پیار جس منہ سے کیا ہو اوسی وہ منہ نہ لگائین
ہاتھ چھاتی پہ جو رکھے ہون وہ پتھر ہو جائین
کام دل سے وہ مری طرح سے ناکام رہین

رات کو عیش نہ دن کو کبھی آرام رہے

۲۶۲
عمر بھر ہو عوض عیش نصیب اوسکو الم
اور عذابوں سے دم نزع مشکل جائے دم
اوسکی ہیبت سے جو کرے بیکسی اگر ماتم
تجکو یارب قسم دامن پاک مریم

دن کو تابوت جھلکتا ہوا نکلے بازی
گورمین چین سے تاحشر نہ سوئے باری

۲۶۳
مردوسے خاک مین ملجائی ترا اترانا
پھر میسر ہو کسیکا نہ تجھے کلپانا
فوج ہو تجھپہ کسی پر ہو تو ہی دیوانا
شمع رو تجکو جلائین جو ہو تو پروانا

جسطرح مجکو زلیخائی نے تیرے کھویا
ہر کسی یوسف مصری کا تجھے بھی سودا

تقریر قاصد بحال پریشانی معشوقہ اوسکے

۲۶۴
المختصر خط تھا کہ افسانۂ غم یا طومار
نامہ بر نے کیا پھر مجسے زبانی اظہا
سرکی سوگند کہا روتی ہین وہ زار و نزار
صبر اک لحظہ نہ انکو ہے نہ کچھ شب کو قرا

نالہ و آہ وہ دن رات کیا کرتی ہین
نام سرکار کا لے لیکے جیا کرتی ہین

۲۶۵
خواب و خور ترک ہے بیٹھا کہان کسکا کھانا
کیسی تعلیم کجا رقص کہان کا گا
وہ ہین اور گھر ہے نہ آنا نہ کہین ہی جانا
بے اثر ایکسے سے ہے لاکھہ ملک سمجھ

بھرکے ہر دم وہ دم سرد بہت روتی ہین
جیسی بیزار ہین اب جان تلک کھوتی ہین

۲۶۶
کروٹین لیکے شب غم کو سحر کرتی ہین
واہ کو نام وہ نام آپ کا سنے دھرتی
نفس سرد جو پایا آپ کا دم بھرتی ہین
چونک اوٹھتی ہین کبھی خواب مین گر ڈرتی

آپ کے ذکر سے کچھ رات کو نیند آتی ہے
یا یک دھیان مین حضرت کی جھپک جاتی ہے

۲۶۷
زندہ در گور ہین وہ قبر کے مانند ہی گھر
شام کو رہتی ہے ہر روز نظر جانب در
دن قیامت کی طرح کٹتا ہے گھڑیان گنکر
پوچھتی ہین کبھی کچھ آنے کی ہی اونکی خبر
خیر دن بھر کی مصیبت تو گذر جاتی ہے
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

۲۶۸
پان سے ذوق نہ کچھ عطر سے اب رغبت ہی
درد ہے دل مین تپ غم کی بہت شدت ہی
مانگ چوٹی ہے نہ کنگھی ہے نہ وہ زینت ہے
آپ کا نام ہی اور آہ ہے اور رقت ہے
رات کا شغل جو پوچھو تو شمار اختر
دیکھیے دن کا جو احوال تو ہر دم ششدر

۲۶۹
درد کی چیز جو کمبخت کوئی گاتا ہے
ہو کے بیتاب طبیعت مین جو کچھ آتا ہے
عذر سے تب ولولۂ شوق گذر جاتا ہے
گھر مین اک دم کا ٹھہرنا نہین پھر بھاتا ہی
پا پیادہ در دولت پہ چلی آتی ہین
روکو تو سر کو وہ دیوار سے ٹکراتی ہین

۲۷۰
بول اوٹھا دھوکے سے جو کوئی کہ آتی ہین حضور
فرش پر آپ ہی ہو جاتی ہین با فرط سرور
حکم طیاری کا دیتی ہین وہین غیرت حور
دیر ہوتی ہے تو کہتی ہین کہ ہین کتنی دور
یاس ہو جاتی ہی جسوقت تو گھبراتی ہین
ہو کے مضطر کبھی روتی کبھی ٹکراتی ہین

۲۷۱
خوش ہوئی گر کبھی وہ ماہ وشون کی سرتاج
تو یہ فرماتی ہین مدت مین ہوئی ہی معراج
پوچھہ بیٹھا کوئی اب آپکا کیسا ہی مزاج
خواب مین رات مرے پاس وہ آئے تھے آج
پیار کرکے کبھی چھاتی سے لگا لیتے تھے
اور کبھی شوق سے پہلو مین بٹھا لیتے تھے

۲۷۲
اور کبھی سامنے سرکار کی رکھکر تصویر
کبھی چھاتی سے لگا اور کبھی ہو دلگیر
آپ ہی آپ کیا کرتی ہین پہرون تقریر
پوچھتی ہین کہ ہوئی کون سی مجھسے تقصیر
پیار چھپ چھپ کے کبھی اوسکو کیا کرتی ہین

اسپنے بوسے کبھی آپ اوسکو دیا کرتی ہین

۲۷۳ جان کا دھیان نہ اصلا قلق رسوائی ── وحشت دل نے بنایا ہے اوسنہین سودائی
حد سے یان تک تجاوز ہوئی بے پروائی ── کوئی سمجھا ہی نہین خاک وہان شنوائی

گو گوئین خوب جھکاتی ہے اوسنہین آپ کی چاہ
حسن یوسف ہے زلیخائی مین لیکن و اللہ

۲۷۴ وہ جوانی یہ ستم ہای وہ صورت یہ غم ── اور یہ افتاد وہ پروردگیے ناز و نعم
اوسپہ یہ قطع نظر آپ کے اللہ رے ستم ── خیر سے آپ ہین سب رازسے آگے محرم

برملا کہتی ہین کچہ کھاکے مین مرجاؤن گی
اس مصیبت کا مزا حشر مین دکھلاؤن گی

۲۷۵ ہاتہ ہنید ہی کا وہان آپ کا دامن ہوگا ── حال اس قہر کا ایک ایک کہونگی بخدا
عالم الغیب یہ روشن ہے جو مجھپر گذرا ── اس جلاپا کا چکھاؤن گی مزا روز جزا

وہ جہنم مین جلے دل مرا ٹھنڈا ہووے
تو بھی محشر مین ذرا اپنے دنون کو رووے

والپسی قاصد و جوانمرگی معشوقہ مع مرثیہ حالیہ [۱۶]

۲۷۶ رحم کھاکر یہ کہا مین سنے نہ بے دل کا عذاب ── کچہ ہوا خوف خدا کچہ قلق روز حساب
جا بجا لکھ بھیجون مین خط مین اوسنہین لیکن کا جواب ── نامہ بر سے کہون بود و رکیا دل سے حجاب

استنے مین آئی کہاری کہ چلین جلد حضور
مین گیا گھر مین وہان ہوگیا کافر کافور

۲۷۷ شدنی تھی کوئی آور اوسسے نہ بن آئی بات ── قہر برپا وہان کیا کرتا ہے جاکر بد ذات
کہدیا بات نہ کی نام کو مجھسے ہیہات ── گرم صحبت ہین وہ اب غیر سے اکثر دن رات

قطع امید کرو اوسنسے ملاقات کہان
وہ ہین پابند وہ دن ہی نہین وہ بات کہان

۲۷۸
نازنین جان پہ تیرے ہی غضب ہی ڈھایا
صبر مطلق نہ رہا سب نے بہت سمجھایا

سر کو دیوار سے دے مارا کبھی گھبرایا
کھا کے کچھ سو رہی اور صبح کو ٹھنڈا پایا

دفعتہً شور اوٹھا ہائے قیامت آئی
دولتِ حسن لٹی مرگئی ہجر بائی

۲۷۹
شہر کی اہلِ نشاط آئیں کیے شیون و شین
گرد سب ہالہ صفت ماہوش و رنگیں ماہین

نوحہ کرتی تھی کوئی کوئی بکا کوئی بین
راستے بند تھے مخلوق خدا تھی بیچین

نوجوانی پہ کوئی کرتا تھا آہ و زاری
کوئی بیہوش کہیں غش کہیں حالت طاری

۲۸۰
مجکو اس قہر سے زنہار نہ تھی آگاہی
نہ سہی رسم مگر راہ ہے دل سے دلکی

شب کو سویا تو مگر رات مصیبت کی تھی
خود بخود دل میں مرے صبح عجب وحشت تھی

اوٹھ کے افسردہ مسہری سے دریچہ وا کر
جی کے بہلانے کو بیٹھا میں سرِ راہ آکر

۲۸۱
دور سے دیکھا نظر آتی ہے اک طرفہ برات
دھوم ہے شور ہے انبوہ ہے اور مخلوقات

جانا نوشاہ کی تھی آج عروسی کی رات
بیچ میں ڈولہ عروسانہ ہے لیکن ہیہات

آخری اونکی سواری ہے نہ تھا یہ معلوم
نامراد آہ جوان مرگ سدھاری معصوم

۲۸۲
آیا ناگاہ مرے کان میں ماتم کا غل
دیکھتا ہوں کوئی نالاں ہے برنگِ بلبل

شور ہے شمع شبستان ہوئی حسن کی گل
چاک دامن ہیں گل اندام بہت صورتِ گل

پا برہنہ ہیں سب اور بال کھلے خاک بسر
دھوکا جس ڈولہ پہ تھا آیا وہ تابوت نظر

۲۸۳
جوڑ قوال بھی کچھ بین سے گاتے ہیں غریب
کوئی کہتا ہے ملی خاک میں الفت سی نصیب

پیٹتا ہے کوئی کہتا ہے کوئی ہائے حبیب
الغرض آیا جنازہ مرے کمرہ کے قریب

میں نے پوچھا یہ گئے کون جہاں سے ناکام

دم ہوا ہو گیا سنتے ہی محبوب کا نام

۲۸۴
رکھ کے تابوت کہا جاہ کی یہ ماری تھی — نامراد آہ یہ فرقت زدہ بیچاری تھی
اس جوانمرگ کو کچھ عشق کی بیماری تھی — زندگی بار جدائی سے اسے بھاری تھی
جان پر کھیل گئی جاہ نے مارا ہے آہ
کھا موئی طیش میں کچھ رات کو انا للہ

۲۸۵
کہہ موئی تھی مری میت سے نہ وہ شرمائیں — خیر تقدیر کا لکھا تھا نہ کچھ پچھتائیں
نہ پڑھیں فاتحہ نے پھول مری اوٹھوائیں — ہاں مگر آخری دیدار تو دکھلا جائیں
قبر میں چین نہیں آئیگا زنہار مجھے
پھر تو محشر ہی میں دکھلائیں گے دیدار مجھے

۲۸۶
کی وصیت تھی نہ ہوویں وہ حزیں میرے بعد — عشق صادق ہے تو آئیگا حزیں میرے بعد
ہوں نہ بیتاب آنے سے کچھ چین ہے میرے بعد — جذبۂ عشق کا آئے گا یقیں میرے بعد
کہنا میت پہ بہت دل نہ کڑھائیں واری
حق میں میت کے لئے اچھی نہیں آہ و زاری

۲۸۷
سنتے ہی جی میں اوٹھا ولولۂ دیرینہ — صبر کب ضبط کہاں کوٹ لیا سر سینہ
جی میں رہتا نہیں زنہار موسے پر کینہ — جوش الفت سے دل زار تھا صد آئینہ
چاک کر ڈالی قبا ماتمی پہنی پوشاک
سر کو دیوار سے ٹکرایا ملی منہ پہ خاک

۲۸۸
آیا بیتابی سے تابوت تک افتاں خیزاں — ٹکڑے دل ریزے جگر غم سے کلیجہ بریاں
سیر جینے سے ہے دم اوکھڑا ہوا اور لب پہ فغاں — آسمان ٹوٹا زمیں پھٹ گئی تاریک جہاں
آ کے بالیں پہ دوشالہ سے جو کھولا مکھڑا
چشم براہ ابھی دیدۂ حسرت تھے وا

۲۸۹
انکھڑیاں چوم لیں دل بھر کے لپٹ کر رو دیا — عذر تقصیر سے کیسے سخت پشیماں ہوا
بیں سب نے کئے محشر ہوا کہرام مچا — ورثہ تکبیر تھا یہ شور قیامت برپا

در نمازم خم ابروسے تو در یاد آمد
حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

۲۹۰ بال بکھرے وہ ابھی یاد ہین اور زلف دراز
ہنستی پیشانی وہ اور دونون بھون ہین اعجاز
نور چہرہ پہ برستا ہوا او نرگس باز
نام ہیت تھا مگر زندہ کے جیسے انداز

صورت اتبک مری آنکھون ہین پھرا کرتی تھی
رات دن جان حزین رنج سہا کرتی تھی

۲۹۱ وہ جوان مرگ جو دنیا سے سدھاری ناکام
جان میت غم دل ہین ندامت ہی تو سر ہین سام
زندہ در گور ہوا زیست ہوئی مجکو حرام
نہ غذا خواب نہ تسکین نہ قرار و آرام

دھیان مین رویا تو کچہ آنکھ سی لگ جاتی ہی
صورت آگر کبھی رویا مین وہ دکھلاتی ہے

۱۷ تمہید رشک محبوبۂ ثانی و انتقال از عالم فانی

۲۹۲ عشق صادق نے کیا کام تمام آخر کار
خود بدولت نے جو دیکھی یہ مری حالت زار
کھو گئے تاب و توان ہوش و خرد صبر و قرار
رشک الفت سی جلا یہ بہت کھایا خار

یعنے در پردہ کیا ضبط جو دل ہین غم و درد
رنگ ہوتا گیا گلرنگ کا اندوہ سی زرد

۲۹۳ لاکھ سمجھایا گیا اُس کا او نسے ظہار
اب وہ گل ہی نہین جسکے لیے ہم گونہ ہین خار
عرض کی جو گیا دنیا سے پھر اوس سے کیا کار
تم سلامت رہو ہی زیست کا اب تیہ مدار

رشک سے دل نہ کُڑھا یا کرو بد ہے انجام
تم گئین جی سے تو بس کام ہی اپنا بھی تمام

۲۹۴ لاکھ پیرایہ مین کی اونکو نصیحت اکثر
اور بڑھتا گیا آخر قلق و درد جگر
اور نالیف بھی کی پر ہنوا خاک اثر
حال زار اونکا ہوا طول مرض سے ابتر

نور کا کڑکا تھا صبدم وہ گئین جی سے گذر

ہو گئی صبح وطن یان تجھے صبح محشر

۲۹۵

رنج پر رنج ہوا سخت سہے غم پر غم
ایک وہ جان لاکھ قلق ایک حزین دو ماتم
صدمہ پر صدمہ ہوا اور اٹھے پر الم
شیشۂ دل پہ گرا کوہ الم چرخ ستم

وہ اگر جان تھی تو یہ دل مجروح تھی وہ جان
دل و جان کھو گئے فرمائیے پھر زیست کہان

۲۹۶

خلوت خاص نظر آتی ہے ہر دم سنسان
گھر عزاخانہ ہے گھر بھر ہے ادھر غمگین حرمان
خالی خالی سا پریشان بچھا پلنگ دالان
در و دیوار پہ چھایا ہے اداسی کا سمان

جاؤن مردانہ مین تو مجھکو وہ یاد آتی ہے
اور زنانہ مین یہ آنکھون سے پھر جاتی ہے

۲۹۷

قید تنہائی مین بڑی ایسی ہے گھر مجکو قفس
خالق اعدا کو دکھائے نہ یہ تنگی نفس
دن قیامت ہے دم صور ہے آواز جرس
جان سے تن تنگ تھا اور جان کو لیے تن محبس

کبھی یہ قصد کہ سر جائیے قصہ ہو تمام
گاہ یہ عزم کہ ماتم مین گذارو ایام

۲۹۸

الغرض دیکھ کے احباب نے یہ حالت زار
مرضیٔ حق سے کسیکو نہین چارہ زنہار
عرض کی آپ کو ہے صبر قضا پر درکار
خیر جو ہونا تھا شدنی اس سے تو صبر ہے ناچار

جی بہل جائیگا ہے دل کا لگانا بہتر
یا سیٔ سیر کسی ملک کا بہتر ہے سفر

۲۹۹

سیر کا دل کو پسند آیا غرض منصوبا
کبھی دہلی کبھی کشمیر کبھی کلکتا
جلد سامان سفر کر کے سیاحت کو اٹھا
لکھنؤ مالوا گجرات بنارس پٹنا

بنگلہ پنجاب دکن مالوہ تا کوہستان
دیکھا چل پھر کے غرض خوب طرح ہندستان

۳۰۰

دیکھا بنگالہ کہ بالون کا زمانہ مشتاق
لکھنؤ کا وہ غضب ٹھسکہ پہ پیرو دقاق
مائل حسن بنارس ہین جہان کے عشاق
حسن کشمیر ہے مشہور میان آفاق

آنکھ پنجاب کی کشمیر کی لڑکین کیا بات
نقشہ رجواڑہ کا اور رنگ صبیح گجراجی

۳۰۱ رفتہ رفتہ ہوئی وحشت جو طبیعت سے دور
نظر آجائے کسی شہر میں جب غیرت حور
غم الم رنج و قلق ہوگئے آخر کافور
جی یہی چاہے ہے دل اس سے ہی لگا لیجے ضرور

یاد آجائیں جو ناگاہ وہ اندوہ و محن
لاکھ فرسنگ طبیعت وہیں اڑ جا معاً

۱۸

منع تعشق و فریب سحر حسن

۳۰۲ دل لگا لینا تو آسان ہے یہ دشوار نباہ
دل پہ زنہار نہیں رہتا ہے قابو و اختیار
عیش آغاز میں انجام کو ہے نالہ و آہ
صبر و ہوش و خرد اس عشق میں دیکھی ہیں تباہ

عمدۂ عشق کے حرفوں سے ہے جب ننگ عیان
معنی ننگ ہیں مشہور عیان را چہ بیان

۳۰۳ شکل ہو سامنے ہو زلیخا ہے کہ یہ تر دکھلائے
طائر رنگ رخ عاشق سے پر اوڑ جائے
آنکھ کا نیر ڈھلا اشک میں حیرت چھائے
آنکھ پہ بخت جگر پارہ دل منہ پر آئے

موت آجائے طبیعت نہ مگر شوخ پہ آئے
جی نہ مانے بھی تو کچھ کھا کے بلا سے مر جائے

۳۰۴ خوبرو گر نظر آئیں تو دو نہیں سمجھی خوب
جائے سہو آ تو پھرے کوچہ جاناں نہ شتاب
اور اگر بات کریں دی نہ حسینوں کو جواب
عشق انگیز کبھی پاس نہ رکھی اسباب

ہو مرقع جو حسینوں کا تو کر دی فی النار
عاشقانہ نہ پڑھے بھول کے شعر و اشعار

۳۰۵ کوئی خود کام جو چاہے ہے تو اوسے سمجھی زرزر
نار ناری سے ہے وہ کافر ہے جو سمجھی اوسے نور
پاس آ بیٹھے تو اوس جا سے ہو فوراً کافور
آ کے پھندے میں حسینوں کے نہ حتی المقدور

مرد عاشق ہو تو ہے موت لب او سکو الفت

زندہ درگور ہے جا ہے اگر او سکو غیرت

۳۰۶ گرمیِ بازاری سے کرتے ہین صنم سو تدبیر – ناچنا گانا ہے سب سحر لگاوٹ تسخیر
ہے خود آرائی کی یہ وجہ کہ کھینچے نخچیر – خال اگر دانہ ہے تو زلف ہے دام تزویر

فتنہ معشوق ہین اور آفت جان ہے ہر بات
سخت مشکل ہے کہ دل ایک ہے لاکھون آفات

۳۰۷ بزم یا باغ کی گلگشت مین یا بسر راہ – ہوئی جاتا ہے کہین سامنا قصہ کوتاہ
آرہی ہے کہین پڑجائے جو کمبخت نگاہ – آگیا دل تو ہوا خاتمہ انا للّٰہ

اور اگر جبر سے فرمایا طبیعت کو ضبط
تو ادھر کرتے ہین سو راہ سے پیدا وہ ربط

۳۰۸ زور ہے مکر ہے اظہار محبت حاشا – رحم دل مین نہین زنہار نہ آنکھون مین حیا
قوم کسبی سے ہے ناداں کہین امید وفا – دل مین دل ڈالکے دل لیتی ہین دلدار پھنسا

لیکے تصویر بنا لیتی ہین تعویذ صنم
پیار سے رکھتی ہین محرم مین نشانی خاتم

۳۰۹ خاصدان لائے گلوری کا کسی دن مہری – کبھی شکوہ ہے خبر کیون نہین کل سے بھیجی
بھیجین ہر صبح وہ خبر کچھ جو علالت کی سنی – گاہ آنے کی تمنا ہے بلانے کی کبھی

کرشمہ کے غمزہ سے مع اگر رفقا کو ہمراز
ساز کر سارے حواشی کو بنائین ہمساز

۳۱۰ عاشقانہ کوئی افسانہ سناتا ہے ندیم – کوئی کہتا ہے کہ ہے عشق سے دل میرا دونیم
بول اٹھا کوئی وہ اس شہر مین ہے دُر یتیم – کرتے سب متفق اللفظ ہین سنکر تسلیم

عشق مشہور ہے گفتار سے پیدا ہو جائے
یہ وہ طوفان ہے کہ اک قطرہ سے دریا ہو جائے

۳۱۱ انکی فطرت سے ہے بچ کر دل و دین و ایمان – شکر صد شکر کہ ہے لاکھ خدا کا احسان
زن مریدی نہین زیبا ہے برائے مردان – مردمی شرط ہے انسان کو اگر ہے انسان

۳۱۲
دل کا سمجھانا جو سمجھو تو بڑی بات نہین
شعبدہ باز ہین خوبون مین کرامات نہین

سر مین ہو جعد پریرو کا سر مو سودا
ماتکا کل یہ دل ایسا ہی اگر ہو شیدا
ملک کفار سیہ پوش کا بیوسے رستا
شوق سے بال نے ناگن کا بلا سی جوڑا

۳۱۳
مانگ دل مانگے تو رستہ ہی بتا دی اوسی صاف
تاک سے خوشۂ پروین کو بجائے ہو باف

یاد آجائے اگر ناصیۂ ماہ جبین
گر پھرے آنکھون مین وہ دیدۂ شوخ خود بین
ماہ نو دیکھ سلے وہ اوس سے منور نہ کہین
دیدۂ نرگس کی سہے لبس دل کو برائی تسکین

۳۱۴
تاک کے غم مین جو غمناک ہو بیتابانہ
معجزِ عیسی مریم کا پڑھے افسانہ

حسن رخسار پریرو کا جو آجائے خیال
لبِ شیرین پہ جو ٹپکے بت چینی کی رال
شوق سے دیکھ سے دل بھر کے سوی کمبال
کیا شکر یوسف مصری ہی جو ہو اوسکا حال

۳۱۵
ہمنے تسلیم کیا سلک گہر ہین دندان
جوہری کی نہین کم کان جواہر ہو دکان

گو دہن غنچہ سہی کان ہوسے گل تو کیا
گل مین بو غنچہ مین گلبانگ نہین ہجر گویا
غنچہ و گل کا نہین باغ جہان مین توڑا
ماسے پندار کے گپ چپ ہی حتون کو دیکھا

۳۱۶
ایسی مجہول صفاتون سے بھلا یارانہ
کہیے عاشق کو کہ ہشیار ہے یا دیوانہ

شعر دیوان کا ہو دیکھ دلا پروانہ
سب کے کم وکاست لکھا عشق کا خوب فسانہ
قیس و فرہاد کا تذکور سنا ہے یانہ
کام مردان علیخان نے کیا مردانہ

۳۱۷
حسن محبوب کا ہے صورت برق روشن
پھونک دیتا ہے دل و دین کو بیک چشم زدن

دل و دین دولت و ناموس سبھی کا ہے ضرر
خانہ برباد ہ خود رفتہ پریشان ششدر

ضبط عشق

عشق مین دونون جہان سے گذر کیمیر بھی اپر — نہ دو اپنا ہوا نے لطف سے کی عمر بسر

ترک کر عشق مجازی کو اب اسے مرد غیور
عاشق اللہ کے دل حق سے لگانا ہی ضرور

۳۱۸ آجتک وامق و عذرا کا ہی باقی مذکور — قصۂ شیرین و فرہاد ہے گھر گھر مشہور
عشق یوسف سے زلیخا کا نہین ہی مستور — لیلی و قیس سے بڑھکر ہے بیان منصور

قصۂ زہرہ و ہاروت ہے عبرت انگیز
ذکر بلقیس و سلیمان ہے نصیحت آمیز

۳۱۹ مرض عشق ہے کمبخت عجب خانہ خراب — آدمی کیا ہے ملک کو نہین آتی ہی تاب
زندگی بھر ہے قلق اور مرے پر ہی عذاب — اوسپہ باقی ہے ابھی دغدغۂ روز حساب

جان کے واسطے سچ پوچھو تو وہ ہی جنجال
ہے کمال اوسکا بس انسان کی ہو عین زوال

۳۲۰ اشرف الخلق بنایا ہے خدا نے انسان — علم و عقل اوسکو دیا ہے مع دین و ایمان
رہنمائی کے لیے بھیجے نبی و قرآن — ہین حقوق اوسپہ خدا اور خدائی کی عیان

سمجھے کچہ رتبہ کو پابند شریعت ہوجاے
بھٹکے بھولے سے کرے توبہ رہ راست پہ آے

۳۲۱ نہ تعشق نہ تامل نہ مجھے عشق سے کام — فی زمانہ مرض عشق ہے پر گھر گھر عام
مبتلا عشق مین اکثر ہین خواص اور عوام — مجکو منظور تھا ہو نیک بشر کا انجام

اسلیے عشق کے پیرایہ مین لکھی ہی پند
حال اس قال کو سمجھین نہ مگر دانشمند

۳۲۲ مین کہان اور کہان عشق کا سودائی خام — مین نکمہ نہین ہی اپنے مجھے کام سے کام
کافر عشق نہین مین مرا دین ہی اسلام — طبع موزون نے دکھایا ہی یہ اعجاز کلام

عشق بھی مجکو اگر ہے تو حقیقی ہے بس
نام کو عشق مجازی کی نہین دل مین ہوس

۳۴۲

مجکو منظور نہین گرمی بازار سخن + غور معانی سے ہے آب بستہ دربار سخن
ملک مین جاری ہے اب سکۂ سرکار سخن — ہے دماغون مین بسی نکہت گلزار سخن

بوالہوس بھول کے بھی لینگے نہ اب عشق کا نام
ایسی مقبول زمانہ مین ہوئی نظم نظام

۳۴۳

پندنامہ ہوا کیا خوب ہی اچھا واسوخت — عشقبازی کا ہے دستور عمل یا واسوخت
عالم آشوب ہے دلچسپ ہی ایسا واسوخت — ضبط عشق اسم ہی بسمل ہی جنا واسوخت

آفتِ عشق سے اللہ بچائے آمین
یہ قیامت دل دشمن پہ نہ ڈھائے آمین

[illegible]